ہائے حسینؑ

اردو نوحے

مولف: غلام عبّاس سوپاری والا

جتنے سوال عشق نے آلِ رسولؐ سے کئے
ایک کے بعد ایک دیئے سارے جواب ریت پر
عشق میں کیا لٹایئے عشق میں کیا بچایئے
آلِ نبیؐ نے لکھ دیا سارا نصاب ریت پر
آلِ نبیؐ کا کام تھا آلِ نبیؐ ہی کر گئے
کوئی نہ لکھ سکا ادیبؔ ایسی کتاب ریت پر

ادیب رائے پوری

ہماری دیگر تالیفات

- ہائے حسینؑ۔ مجموعہ نوحہ جات اردو، پنجابی اور سرائیکی زبانوں میں
- غمِ چادرِ زینبؑ۔ ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی
- ہائے شبیرؑ۔ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شاب المومنین، کراچی
- ارمان رہیا۔ بابا نثارؔ حیدری، لاہور
- پیاسوں کی داستان، شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور
- نبیؐ دی اکھیاں دا اختر۔ اختر حسین اخترؔ، لاہور
- "ایک تحریر" سے "ویران گھروں "تک۔ اصغر خان، سیالکوٹ کے بنائے ہوئے سوز
- صدائے غم۔ ضمیر الحسن تنویرؔ (ہم نے صرف ایک فہرست بمطابق حروفِ تہجی مرتب کی ہے)

تاریخِ اشاعت: 10 مئی، 2025 بمطابق 12 ذیقعد، 1446

Conntact: WhatsApp: +923002617896
email: gabbas2958@gmail.com

بنیادی فہرست

فہرستِ نوحہ جات بمطابق حروفِ تہجی		
	آ ا	4
	ب پ ت ٹ ث	6
	ج چ ح خ	9
	د ڈ ذ ر ڑ ز ژ	12
	س ش ص ض ط ظ ع غ	14
	ف ق ک گ	17
	ل م ن و	19
	ہ ھ ء ی ے	22

فہرستِ نوحہ جات بمطابق ابواب		
	باب نمبر 1: دیباچائے کربلا بی بی پاک بتول س، حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کے نوحے	25
	باب نمبر 2: کربلا مدینہ سے کربلا، کربلا، منازلِ کوفہ و شام، اور اہلِ حرم کی وطن واپسی کے نوحے	28
	باب نمبر 3: کربلا جاری ہے حضرت امام جعفر صادقؑ، باب الحوئج حضرت موسیٰ کاظمؑ اور غریب الغرباء حضرت امام علی رضاؑ کے نوحے	45

فہرستِ نوحہ جات بمطابق حروفِ تہجی

آ ا

آ رہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا ---------------- 199

آ گئی بنتِ علیؑ بے ردا ہاتھ بندھے ------------------- 505

آ گئی شامِ غریباں جو رُلانے بھائی --------------------- 331

آج بن میں مجتبیٰؑ کا دلربا لوٹا گیا ---------------------- 223

آج قبرِ مصطفےٰؐ پر ------------------------------- 548

آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے ------------------- 526

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا --------------------- 107

آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا ---------------------- 177

آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آ گئے ------------------ 180

آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر ---------------- 412

آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی --------------- 244

آواز آ رہی ہے اک سینائے سناں سے ------------------ 221

اب آئے ہو بابا ------------------------------- 371

اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں ---------------- 463

اب تو آجاؤ شہنشاہِ وفا ------------------------ 360

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے ------------------ 115

اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں -------------------- 545

اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے -------------- 134

احمدؐ کے آج گھر میں کہرام ---------------------- 65

اس بات پہ ہے کہرام بپا ------------------------- 447

اس قوم کے رونے کو ------------------------ 79

اک درد کی کائنات ہے ------------------------ 433

اکبرؑ کو فجر شاہ کو عصر روتی ہے --------------------- 222

اماں فضہؑ۔ کیا شام آگیا ہے --------------------- 405

اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو --------------- 494

امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے ---------------- 103

ان اللہ مع صابرین -------------------------- 285

اُن بیبیوں کا رتبہ ---------------------------- 519

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو --------------- 198

اے اہلِ عزا دُکھ میں سلطانِ زمن -------------------- 201
اے چاند محرم تو ہی بتا -------------------------- 149
اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا -------------------- 150
اے حسینؑ تجھ کو سلام -------------------------- 325
اے شاہِ انبیاء یہ مسلماں نے کیا کیا -------------------- 49
اے غیرتِ مریمؑ -------------------------- 532
اے کربلا تیرے دامن میں -------------------------- 173
اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں -------------------- 210
ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو -------------------- 310
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا -------------------- 274
ایک تحریر اُٹھائے -------------------------- 60
ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ -------------------- 490

ب پ ت ٹ ث

بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی -------------------- 468
بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے -------------------- 482
بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے -------------------- 456

باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی ---------------- 489

بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو ------------------- 561

بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں -------------------- 513

بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے ------------------- 509

بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا -------------------- 73

بُریدہ لاشوں پہ رونے والی ------------------------- 402

بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ --------------------- 397

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضیٰؑ کے ---------------- 367

بنتِ زہراؑ بھرے بازاروں سے --------------------- 533

بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی ---------------- 516

بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا --------------- 530

بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ ----------------- 55

بھول نہ پائیگی زہرہؑ کوفہ والوں کی وفا ------------------- 96

بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستم گاروں میں ----------------- 215

بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سُن لو ------------------- 245

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا ----------------- 425

بے درد مسلماں توخوشیاں منا رہے ہیں------------------- 85

بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے ------------------- 293

بے گناہ مارا گیا-وا حسنِؑ سبز قبا ------------------- 114

بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے------------------- 363

بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے ------------------- 554

بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا ------------------- 403

بین کرتی تھی یہ فرواؑ ------------------- 224

پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا ------------------- 230

پردہ دارِ انبیاء روتی رہی ------------------- 57

پڑی تھی نعش رن میں بے کفن ------------------- 365

پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو ------------------- 236

پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے ------------------- 68

پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا------------------- 435

پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے ------------------- 408

پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی ------------------- 384

پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ ------------------- 203

پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی ---------------------- 467
تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے ----------------- 113
تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے ---------------------- 334
تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے ---------------------- 260
تو نہ آیا غازیؑ ---------------------- 374
تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ ---------------------- 410
تیروں کے مصلے پر وہ سجدۂ شکرانہ ---------------------- 279
تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی ---------------------- 82
تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا ---------------------- 481
تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں ---------------------- 128

ج چ ح خ

جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے ---------------------- 148
جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ ----------------- 219
جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں ---------------------- 157
جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا ----------------- 358
جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے ---------------------- 537

جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ ------------------- 58

جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا ---------------------- 471

جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا ------------------- 234

جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے ------------------ 571

جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی --------------- 342

جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی ------------------------ 74

جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا --------------------- 112

چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ ------------------------ 153

چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ ------------------ 126

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بلاتی ہے ------------------------- 122

چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ ---------------------- 232

چلی یثرب سے آلِ مصطفےٰؐ ------------------------ 121

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں -------------- 328

چھوڑتا ہوں میں وطن ------------------------- 123

حُر ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں ------------------ 186

حسنینؑ پہ یتیمی پر دیس میں ہے آئی ------------------- 100

حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا ------------------------ 266

حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہ ماتم میں نام آیا -------------------- 324

حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؓ آجاؤ --------------------- 188

حسینؑ تونے جو خون سے دیا جلایا ہے ------------------- 296

حسینؑ تونے جو سجدے میں سر کٹایا ہے ---------------- 287

حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے ---------------------- 258

حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے ---------------------- 256

حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے ------------------ 93

خنجر تلے جس نے سجدہ کیا---------------------- 295

خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے ---------------------- 290

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں -------------------- 163

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے -------------------- 299

خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبروزینبؑ--------------------- 514

خیموں میں العطش کی آواز الاماں ------------------- 190

د ڈ ذ ر ڑ ز ژ

درد سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے ---------------------- 446

درستار ہے حسینؑ کے سر پر ------------------------- 264

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے ------------------ 168

دعا۔ برائے نبیؐ یا علیؑ یا بتولؑ ---------------------- 575

دعا۔ فاطمہؑ معصومہؑ مخدومہؑ سیدہؑ ------------------- 47

دن ڈھل گیا ہے لوگو۔ ہائے شامِ غریباں ------------------ 332

دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفیٰؐ کا ------------------- 87

دو ہی وجہ سے باطل --------------------------- 320

دِیا نہیں جلتا ہے ----------------------------- 56

دیارِ شام میں سجادؑ آرہا ہو گا ----------------------- 421

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے ----------------------- 262

دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے ------------------------ 427

دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا ---------------------- 288

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے ----------------- 166

ذرا سوچو اگر زینبؑ نہ ہوتی ----------------------- 536

رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے ------------------- 276

رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے ----------------- 344

رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی ----------------- 542

رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤنگی ---------------------- 540

رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں ----------------- 248

روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ --------------------- 52

روزِ محشر ------------------------------------ 569

رو کر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو -------------------- 241

رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے ----------------- 270

رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ ------------------- 80

رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام --------------------- 431

رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے ----------- 53

زخم دل کے دکھاؤں۔۔۔میرا سہریاں والا اکبرؑ--------------- 216

زخموں سے چور چور ہے ---------------------- 278

زنجیر بندھے ہاتھوں سے ----------------------- 479

زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا ------------------- 451

زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی -------------------- 460

زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے ------------------ 477

زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ ---------------------- 454

زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا ------------------- 475

زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو ------------------- 117

زہراؑ کا لاڈلا بے جرم و بے خطا ---------------------- 303

زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو ---------------------- 336

زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو ------------------- 213

زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے -------------------- 354

زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے ------------------- 524

زینبؑ کو ماں کا فرماں -------------------------- 502

زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے ----------------- 362

زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ ------------------- 520

س ش ص ض ط ظ ع غ

سبط نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے --------------------- 109

سجادؑ کو بے موت یہ غم ----------------------- 423

سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے------------------ 417

سجادؑ کی ہے آرزو بازار نہ آئے ---------------------- 448

سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے ---------------------- 441

سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر ----------------------- 105

سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفیٰؐ کا رواں ----------------- 294

سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدا کے لیے------------------ 282

سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آ گیا ---------------------- 92

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے------------------ 308

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا -------------------- 306

سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی ------------------- 484

سلامِ آخر ---------------------------------- 568

السلام السلام السلام اے حسینؑ -------------------- 326

السلام علیک یا سیدہؑ ------------------------ 552

سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی ------------------ 311

سمجھ کے زہر اُستایا گیا سکینہؑ کو-------------------- 465

شام کا بازار روئے پردے دار---------------------- 528

شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے ---------------------- 179

شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے ------------------- 291

صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا -------------------- 209

صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کیلئے -------------------- 341

صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا ------------------ 142

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا -------------------- 162

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے------------------ 131

صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ ---------------------- 138

عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں ------------------ 439

عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم ---------------------- 443

عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے---------------------- 450

عاشور کا ڈھل جانا صغریٰؑ کا وہ مر جانا -------------------- 369

عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا ----------------- 227

عبّاسؑ کا علم ہے سب مل کے اٹھاؤ -------------------- 233

عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں ------------------ 75

علیؑ کی بیٹی تیری غریبی ------------------------ 539

علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ ---------------------- 525

علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے---------------------------- 98

غربت کی انتہا ہے -------------------------- 72

غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ ------------------ 70

ف ک ق گ

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں ------------------ 50

قافلہ قید سے جو چھٹ کے وطن جانے لگا ------------------ 544

قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی ------------------- 243

قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ------------------------ 91

قُل کفیٰ محوِ سفر تھی ---------------------------- 534

قیامت بن کے دن عاشور کا------------------------- 205

قید زندان میں نبھائی کس طرح --------------------- 462

قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا -------------------- 429

قیدی نہ کوئی لو گو سجادؑ سا ہو گا------------------------- 453

کب رہا ہو نے سکینہؑ آئی ہے زندان میں------------------- 470

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی --------------------- 300

کر چکے شبیرؑ جب خنجر تلے ---------------------------- 297
کرب وبلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند ---------------------- 159
کرب وبلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین ------------------- 347
کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں ---------------- 194
کربلا سے جا رہا ہے بے کسوں کا کارواں ----------------- 391
کربلا کربلا کربلا۔ میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ ------------------ 352
کربلا کے بن میں کوئی قافلہ ------------------------- 338
کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا ------------------ 314
کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے --------------------- 211
کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا ------------------ 286
کس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا ----------------- 228
کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں ------------------ 551
کلِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا -------------------------- 97
کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں ------------------- 196
کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں ----------------- 317
کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا ------------------- 473

کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا -------------------- 400
کہتی تھی رو کے مادر اے بے زبان اصغرؑ------------------ 251
کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے -------------------- 370
کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منالائے ------------------ 495
کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے ------------------ 385
کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی ---------------- 345
کیسا ہے دل یہ ماں کا ------------------------------ 184
کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر ---------------------- 356
گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سماجاتی -------------- 67
گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے -------------------- 94
گھبرائے گی زینبؑ-------------------------------- 566
گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا ------------------------ 558
گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں-------------------- 281
گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر ----------------------- 140

ل م ن و

لازوال درسگاہ حسینؑ ہے ------------------------- 164

لاش مظلوم کی مقتل سے ------------------------ 380

لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہو گا -------------------- 111

لاشوں کے درمیاں ۔ سالارِ کارواں زینبؑ --------------- 378

لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا---------------- 242

لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ---------------- 130

لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے ----------------- 313

لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر --------------------- 101

لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آ گیا------------------- 160

مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے ----------------- 301

ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو --------------------- 249

ماں کہتی ہے رو رو کے ------------------------ 458

مجھ سے لو گو علیؑ کا بدلہ لو ---------------------- 512

مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی ----------------- 389

مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے ---------------- 147

مظلوم برادر وا ویلا صد وا ویلا --------------------- 108

مظلُوم بےِ وطن یہ میرا مولا رضاؑ ہے----------------- 574

مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا ---------------------- 214

مظلومِ کربلا کی عزادار آگئی ------------------------- 500

مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا ---------------------- 143

معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے ------------------ 472

مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے ---------------- 350

ملتی ہی نہیں کوئی مثال -------------------------- 382

منزلِ شام کہاں -------------------------- 415

میں خاک اڑاؤں یا شام جاؤں -------------------- 393

میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے ------------------ 192

میں لٹ گئی ناناؐ ----------------------------- 549

میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا ------------------------ 247

میں ہوں زندان میں تنہا، میری فریاد سنو ----------------- 492

نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا -------------------- 178

نانا تیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر -------------------- 62

نبیؐ کی آل پر غربت میں ---------------------- 419

ندائے زہراؑ لحد سے آئی ------------------------ 77

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے -------------------- 119

نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا-------------------------- 99

نگہباں دیں کی بن کے دشت میں -------------------- 174

نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے---------------------- 155

نہ شام کا زنداں یاد رہا------------------------- 564

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا---------------- 136

نیزوں پہ آئی کربلا----------------------------- 507

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے ------------------- 315

وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ ----------------- 252

وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے -------------------- 438

ویران گھروں کی ویرانی------------------------- 559

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے --------------------- 175

ہ ھ ء ی ے

ہائے بعدِ رسولؐ امت نے ---------------------- 63

ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ---------------------- 573

ہائے خاک ہے سر میں ---------------------------- 504

ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا------------------ 118

ہائے شام آ گیا کیا مقام آ گیا------------------------ 497

ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے------------------ 359

ہائے شبیرؑ کو مہماں ------------------------------ 181

ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی -------------------- 348

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا ------------------ 387

ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں ------------------ 572

ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے ------------------------ 207

ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام ---------------------- 268

ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ ------------------ 272

ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں-------------------- 445

ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے--------------- 182

ہلچل ہے فوجِ شام میں ---------------------------- 225

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا ------------------------ 171

ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ ------------------------ 395

ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے -------------------- 377

ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں ------------------ 240

ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے------------------ 283

یارب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو ----------------- 496

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ ------------------------ 399

یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں -------------------- 340

یثرب سے کارواں جب ------------------------- 125

یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں -------------------- 145

یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہ خیبر گیر کا----------------------- 89

یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے -------------------- 535

یہ زینبؑ نے اعلان کیا------------------------ 522

یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا ----------------- 414

یہ کس نے کہا بے کس ولا چار ہے زینبؑ ---------------- 517

یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے -------------------- 487

یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے------------------- 322

یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفیٰؐ -------------------- 84

فہرستِ نوحہ جات بمطابق ابواب

باب نمبر 1: دیباچائے کربلا 46

1. دعا۔فاطمہؑ معصومہؑ مخدومہؑ سیدہؑ ------------------- 47
2. اے شاہِ انبیاء یہ مسلماں نے کیا کیا ------------------- 49
3. فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں ------------------- 50
4. روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ ------------------- 52
5. رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے ------- 53
6. بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ ---------------- 55
7. دِیا نہیں جلتا ہے ---------------------------- 56
8. پردہ دارِ انبیاء روتی رہی ------------------------- 57
9. جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ --------------- 58
10. ایک تحریر اُٹھائے -------------------------- 60
11. نانا تیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر ------------------- 62
12. ہائے بعدِ رسولؐ امت نے ----------------------- 63

13. احمدؐ کے آج گھر میں کہرام ---------------------- 65

14. گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سماجاتی --------- 67

15. پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے ----------------- 68

16. غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ ----------------- 70

17. غربت کی انتہا ہے -------------------------- 72

18. بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا ------------------ 73

19. جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی -------------------- 74

20. عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں ---------------- 75

21. ندائے زہراؑ لحد سے آئی ---------------------- 77

22. اس قوم کے رونے کو ------------------------ 79

23. رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ ----------------- 80

24. تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی ------------------ 82

25. یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفےٰؐ ------------------ 84

26. بے درد مسلماں تو خوشیاں منا رہے ہیں ---------------- 85

27. دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفےٰؐ کا ------------------ 87

28. یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہ خیبر گیر کا ------------------- 89

29. قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ ---------------- 91
30. سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آگیا ------------------ 92
31. حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے ---------------- 93
32. گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے ---------------- 94
33. بھول نہ پائیگی زہرہؑ کوفہ والوں کی وفا ---------------- 96
34. کل ِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا ---------------------- 97
35. علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے ----------------------- 98
36. نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا -------------------- 99
37. حسنینؑ پہ یتیمی پردیس میں ہے آئی ------------------ 100
38. لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر -------------------- 101
39. امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے -------------- 103
40. سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر -------------------- 105
41. آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا -------------------- 107
42. مظلوم برادر واویلا صد واویلا --------------------- 108
43. سبط نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے -------------------- 109
44. لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہوگا ------------------ 111

45. جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا ------------------ 112

46. تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے ------------ 113

47. بے گناہ مارا گیا-وا حسنِؑ سبز قبا -------------------- 114

48. اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے ----------------- 115

49. زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو ----------------- 117

50. ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا ------------ 118

51. نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے --------------- 119

باب نمبر 2: کربلا 120

52. چلی یثرب سے آلِ مصطفےٰؐ ---------------------- 121

53. چلو حسینؑ تمہیں کربلا بُلاتی ہے -------------------- 122

54. چھوڑ تا ہوں میں وطن ------------------------- 123

55. یثرب سے کارواں جب ------------------------ 125

56. چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ -------------- 126

57. تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں ------------------ 128

58. لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ --------------- 130

59. صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے ------------ 131

60. اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے ---------- 134

61. نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا ------------ 136

62. صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ ------------------ 138

63. گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر ------------------- 140

64. صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا ---------------- 142

65. مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا ----------------- 143

66. یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں ------------------ 145

67. مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے --------------- 147

68. جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے --------------- 148

69. اے چاند محرم تو ہی بتا ----------------------- 149

70. اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا ----------------- 150

71. چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ ------------------ 153

72. نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے ------------------ 155

73. جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں --------------- 157

74. کرب وبلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند ------------------ 159

75. لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آ گیا ------------------ 160

76. صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا ------------------ 162

77. خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں ------------------ 163

78. لازوال درسگاہ حسینؑ ہے ---------------------- 164

79. ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے ------------- 166

80. دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے --------------- 168

81. ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا ------------------- 171

82. اے کربلا تیرے دامن میں ------------------- 173

83. نگہباں دیں کی بن کے دشت میں ------------------ 174

84. ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے --------------------- 175

85. آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا --------------------- 177

86. نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا ------------------ 178

87. شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے ------------------ 179

88. آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آگئی --------------- 180

89. ہائے شبیرؑ کو مہماں ------------------------- 181

90. ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے --------- 182

91. کیسا ہے دل یہ ماں کا ------------------------ 184

92. حُر ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں -------------- 186

93. حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؑ آ جاؤ -------------------- 188

94. خیموں میں العطش کی آواز الاماں ---------------- 190

95. میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے --------------- 192

96. کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں ------------- 194

97. کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں ---------------- 196

98. اِنَّمَا یُرِیدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو ----------- 198

99. آ رہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا -------------- 199

100. اے اہلِ عزا دکھ میں سلطانِ زمن ---------------- 201

101. پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ ---------------- 203

102. قیامت بن کے دن عاشور کا -------------------- 205

103. ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے -------------------- 207

104. صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا ----------------- 209

105. اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں ----------- 210

106. کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جارہا ہے ---------------- 211

107. زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو ----------------- 213

108. مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا ------------------ 214

109. بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستم گاروں میں ---------------- 215

110. زخم دل کے دکھاؤں۔۔۔ میرا سہریاں والا اکبرؑ---------- 216

111. جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ ------------ 219

112. آواز آرہی ہے اک سینائے سناں سے --------------- 221

113. اکبرؑ کو فجر شاہ کو عصر روتی ہے ------------------- 222

114. آج بن میں مجتبیٰؑ کا دلربا لوٹا گیا ------------------- 223

115. بین کرتی تھی یہ فرواؑ ------------------------- 224

116. ہلچل ہے فوجِ شام میں ------------------------ 225

117. عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا ------------ 227

118. کس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا ------------- 228

119. پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا-------------------- 230

120. چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ------------------ 232

121. عبّاس کا علم ہے سب مل کے اٹھاؤ ----------------- 233

122. جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا -------------- 234

123. پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو ---------------- 236

124. ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں --------------- 240

125. رو کر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو ---------------- 241

126. لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا --------------- 242

127. قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی ----------------- 243

128. آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی ----------- 244

129. بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سُن لو ---------------- 245

130. میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا --------------------- 247

131. رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں -------------- 248

132. ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو ------------------ 249

133. کہتی تھی رو کے مادرا بے زبان اصغرؑ ----------- 251

134. وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ ------------- 252

135. حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے -------------------- 256

136. حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے -------------------- 258

137. تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے ------------------ 260

.138 دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے ------------------- 262

.139 درستار ہے حسینؑ کے سر پر -------------------- 264

.140 حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا ---------------------- 266

.141 ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام ----------------- 268

.142 رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے -------------- 270

.143 ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ -------------- 272

.144 ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا ---------------- 274

.145 رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے --------------- 276

.146 زخموں سے چور چور ہے -------------------- 278

.147 تیروں کے مصلے پر وہ سجدۂ شکرانہ --------------- 279

.148 گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں -------------- 281

.149 سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدأ کے لیے --------------- 282

.150 ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے ------------- 283

.151 ان اللہ مع صابرین ---------------------- 285

.152 کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا --------------- 286

.153 حسینؑ تونے جو سجدے میں سر کٹایا ہے -------------- 287

154. دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا ------------------- 288

155. خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے --------------------- 290

156. شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے --------------- 291

157. بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے --------------- 293

158. سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفےؐ کا رواں --------------- 294

159. خنجر تلے جس نے سجدہ کیا --------------------- 295

160. حسینؑ تو نے جو خون سے دیا جلایا ہے --------------- 296

161. کر چکے شبیرؑ جب خنجر تلے --------------------- 297

162. خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے ------------------- 299

163. کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی -------------------- 300

164. مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے --------------- 301

165. زہراؑ کا لاڈلا بے جرم و بے خطا ------------------- 303

166. سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا ----------------- 306

167. سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے ----------------- 308

168. ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو ------------------ 310

169. سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی ---------------- 311

170. لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے ---------------- 313
171. کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا---------------- 314
172. واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے ---------------- 315
173. کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں ---------------- 317
174. دو ہی وجہ سے باطل------------------------------ 320
175. یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے ------------------ 322
176. حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہ ماتم میں نام آیا ------------------ 324
177. اے حسینؑ تجھ کو سلام-------------------------- 325
178. السلام السلام السلام اے حسینؑ-------------------- 326
179. چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں ---------- 328
180. آگئی شامِ غریباں جو رُلانے بھائی-------------------- 331
181. دن ڈھل گیا ہے لوگو۔ ہائے شامِ غریباں -------------- 332
182. تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے-------------------- 334
183. زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو ------------------------ 336
184. کربلا کے بن میں کوئی قافلہ----------------------- 338
185. یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں ------------------- 340

.186 صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کیلئے ---------------- 341

.187 جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی ----------- 342

.188 رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے ------------ 344

.189 کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی ------------- 345

.190 کرب وبلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین -------------- 347

.191 ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی ---------------- 348

.192 مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے ------------ 350

.193 کربلا کربلا کربلا- میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ -------------- 352

.194 زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے ------------------ 354

.195 کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر -------------------- 356

.196 جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا ---------- 358

.197 ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے ------------- 359

.198 اب تو آجاؤ شہنشاہِ وفا ------------------------- 360

.199 زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے ------------- 362

.200 بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے ------------ 363

.201 پڑی تھی نعش رن میں بے کفن ---------------- 365

202. بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضیٰؑ کے ---------- 367

203. عاشور کا ڈھل جانا صغریٰؑ کا وہ مر جانا ---------------- 369

204. کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے ---------------- 370

205. اب آئے ہو بابا ---------------------------- 371

206. تو نہ آیا غازیؑ ------------------------ 374

207. ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے ------------------ 377

208. لاشوں کے درمیاں ۔ سالارِ کارواں زینبؑ ----------- 378

209. لاش مظلوم کی مقتل سے ---------------------- 380

210. ملتی ہی نہیں کوئی مثال ---------------------- 382

211. پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی -------------- 384

212. کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے ---------------- 385

213. ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا --------------- 387

214. مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی ----------------- 389

215. کربلا سے جا رہا ہے بے کسوں کا کارواں -------------- 391

216. میں خاک اڑاؤں یا شام جاؤں ------------------ 393

217. ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ ------------------- 395

218. بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ ------------------ 397

219. یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ ------------------------- 399

220. کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا ----------------- 400

221. بُریدہ لاشوں پہ رونے والی ---------------------- 402

222. بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا ---------------------- 403

223. اماں فضہؑ۔ کیا شام آگیا ہے --------------------- 405

224. پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے -------------- 408

225. تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ ----------------- 410

226. آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر --------------- 412

227. یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا ---------------- 414

228. منزلِ شام کہاں ------------------------- 415

229. سجادؑ کو کس جرم کی یا رب یہ سزا ہے -------------- 417

230. نبیؐ کی آل پر غربت میں --------------------- 419

231. دیارِ شام میں سجادؑ آرہا ہو گا --------------------- 421

232. سجادؑ کو بے موت یہ غم ---------------------- 423

233. بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا --------------- 425

234. دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے ---------------------- 427
235. قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا -------------------- 429
236. رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام ------------------ 431
237. اک درد کی کائنات ہے ---------------------- 433
238. پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا ----------------- 435
239. وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے ----------------- 438
240. عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں --------------- 439
241. سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے -------------------- 441
242. عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم -------------------- 443
243. ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں ---------------- 445
244. درد سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے ----------------- 446
245. اس بات پہ ہے کہرام بپا ---------------------- 447
246. سجادؑ کی ہے آرزو بازار نہ آئے -------------------- 448
247. عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے ------------------ 450
248. زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا ---------------- 451
249. قیدی نہ کوئی لوگو سجادؑ سا ہو گا ------------------ 453

250. زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ ---------------- 454

251. بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے ---------------- 456

252. ماں کہتی ہے رو رو کے ---------------------- 458

253. زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی ---------------- 460

254. قید زندان میں نبھائی کس طرح ------------------ 462

255. اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں ------------ 463

256. سمجھ کے زہراؑ ستایا گیا سکینہؑ کو ------------------ 465

257. پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی ------------------ 467

258. بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی ------------------ 468

259. کب رہا ہونے سکینہؑ آئی ہے زندان میں ------------- 470

260. جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا ------------------ 471

261. معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے --------------- 472

262. کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا --------------- 473

263. زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا ----------------- 475

264. زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے --------------- 477

265. زنجیر بندھے ہاتھوں سے ---------------------- 479

266. تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا ---------------- 481

267. بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے --------------- 482

268. سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی ----------------- 484

269. یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے -------------------- 487

270. باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی ------------ 489

271. ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ ------------------ 490

272. میں ہوں زندان میں تنہا، میری فریاد سنو -------------- 492

273. اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو -------------- 494

274. کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منالائے -------------- 495

275. یارب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو --------------- 496

276. ہائے شام آگیا کیا مقام آگیا -------------------- 497

277. مظلومِ کربلا کی عزادار آگئی ---------------------- 500

278. زینبؑ کو ماں کا فرماں ------------------------ 502

279. ہائے خاک ہے سر میں ---------------------- 504

280. آگئی بنتِ علیؑ بے ردا ہاتھ بندھے ------------------ 505

281. نیزوں پہ آئی کربلا ------------------------ 507

282. بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے --------------- 509

283. مجھ سے لوگو علیؑ کا بدلہ لو ---------------------- 512

284. بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں ----------------- 513

285. خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبرو زینبؑ ----------------- 514

286. بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی ------------- 516

287. یہ کس نے کہا بے کس ولاچار ہے زینبؑ --------------- 517

288. اُن بیبیوں کا رتبہ -------------------------- 519

289. زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ ----------------- 520

290. یہ زینبؑ نے اعلان کیا ---------------------- 522

291. زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے --------------- 524

292. علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ --------------------- 525

293. آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے --------------- 526

294. شام کا بازار روئے پردے دار -------------------- 528

295. بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا ------------- 530

296. اے غیرتِ مریمؑ ------------------------- 532

297. بنتِ زہراؑ بھرے بازاروں سے ------------------ 533

298. قُل کفٰی محوِ سفر تھی ---------------------------- 534

299. یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے ------------------- 535

300. ذرا سوچو اگر زینبؑ نہ ہوتی ------------------------ 536

301. جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے --------------- 537

302. علیؑ کی بیٹی تیری غریبی -------------------------- 539

303. رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤ نگی --------------------- 540

304. رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی ---------------- 542

305. قافلہ قید سے جو چھٹ کے وطن جانے لگا -------------- 544

306. اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں ----------------------- 545

307. آج قبر مصطفےٰؐ پر ----------------------------- 548

308. میں لٹ گئی ناناؐ ------------------------------- 549

309. کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں --------------- 551

310. السلام علیک یاسیدہؑ ---------------------------- 552

311. بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے ------------------- 554

312. گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا ------------------------ 558

313. ویران گھروں کی ویرانی --------------------------- 559

314. بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو ---------------- 561
315. نہ شام کا زنداں یاد رہا ---------------------------- 564
316. گھبرائے گی زینبؑ --------------------------- 566
317. سلامِ آخر ------------------------------ 568
318. روزِ محشر ------------------------------ 569

باب نمبر 3: کربلا جاری ہے.......... 570

319. جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے -------------- 571
320. ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں ---------------- 572
321. ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ -------------------- 573
322. مظلُوم بےِ وطن یہ میرا مولا رضاؑ ہے ---------------- 574

دعا-برائے نبیؐ یا علیؑ یا بتولؑ ------------------- 575

باب نمبر 1: دیباچائے کربلا

قرآن کے جلانے کی ہے ایجاد سقیفہ
زہراؑ کے رلانے کی روداد سقیفہ
ہر نخلِ فدک دیتا ہے اخترؔ یہ گواہی
شبیرؑ ترے قتل کی بنیاد سقیفہ

اخترؔ چنیوٹی

دعا۔ فاطمہؑ معصومہؑ مخدومہؑ سیدہؑ

ہم عزاداروں کی بی بیؑ سن لے تو یہ دعا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

تو محمدؐ کی بیٹی زوجہِ مرتضیٰؑ
زندگی تیرے در سے ملتی ہے سیدہؑ
جو بھی ہے بیمار اُن کو بی بیؑ دے تو شفا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

تیرے دونوں جہاں یہ سب تیرے خزانے
تجھ کو بخشے خدا نے اے بی بیؑ زمانے
جو بھی ہے مفلس اے بی بیؑ اُن کو زر کر عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

دعا۔۔۔۔

خلد کی وارثہ تو بی بیؑ یہ شان ہے
بی بیؑ سب سے بڑا یہ بس تیرا دان ہے
جن کی خالی گودی اُن کو کر تو اولاد عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

ہم پہ ظلموں کی بی بیؑ ہو گئی ہے انتہا
جو حسینیؑ ہے اُس کی آخر ہے کیا خطا
وقت مشکل ہے یہ بی بیؑ مولا مہدیؑ بلا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

سب عزادار مانگیں تجھ سے یہ دعائیں
اَشک آنکھوں میں جوہرؔ دیتے ہیں صدائیں
غم نہ دے کوئی مگر کر شاہؑ کا غم عطا
بی بیؑ تجھ کو تیرے بچوں کا واسطہ

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

اے شاہِ انبیاءیہ مسلماں نے کیا کیا

اے شاہِ انبیاءیہ مسلماں نے کیا کیا
منبر پہ فاطمہؑ کا مجرم بیٹھادیا

اُتری ہے جن کی شان میں آیات بار بار
جن کی رضا کو ردنہ کرے ربِ کردگار
حق مانگنے گئی وہ تو خالی لوٹا دیا

جس در پہ آپؐ رُکتے تھے لینے اجازتیں
آتے فرشتے عرش سے کرنے زیارتیں
اُس بے حیانے آگ سے وہ گھر جلادیا

جس شخص نے دی آپؐ کو ہضیان کی سوغات
جس سے ملانہ آپؐ کو کاغذ قلم دوات
دربار میں بتولؑ کو اُس نے رولادیا

ہنسنے لگا لعین جو رونے لگی بتولؑ
غاصب نے سیدہؑ کی گواہی نہ کی قبول
خود سچا بن کے بی بیؑ کو جھوٹا بنادیا

شاعر: توقیرؔ ملالوی

سوز: وحید الحسن ملالوی

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو مسلماں کیوں فاطمہ زہراؑ کو ستاتے ہو مسلماں
معصومہؑ ہے مخدومہ حسنینؑ کی مادر ہے تفسیر ہے کوثر کی یہ بنتِ پیمبرؐ ہے کیوں پہلو پہ دروازہ گراتے ہو مسلماں
تم جانتے ہو لو گو اِس بی بیؑ کی عظمت کو لوٹایا ہے کیوں خالی خاتونِ قیامت کو کیوں آگ اُس کے گھر کو لگاتے ہو مسلماں
باباؐ کے مدینے میں ہائے رات جو آتی ہے رونے کے لئے باہر وہ شہر سے جاتی ہے کیوں رونے پہ پابندی لگاتے ہو مسلماں
دربار میں مخدومہ حق مانگنے آئی ہے معصوم گواہوں کو ہمراہ وہ لائی ہے دِل کس لئے زہراؑ کا دُکھاتے ہو مسلماں

فرمانِ رسالت کو بھلاتے ہو

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

جس شخص نے احمدؐ کو ہذیان سنایا تھا
جس شخص نے کوڑے سے زہراؑ کو رُلایا تھا
کیوں ناز اُس شقی کے اُٹھاتے ہو مسلماں

تم نے تو ثقیفہ میں اجلاس بٹھائے تھے
احمدؐ کے جنازے پہ تم لوگ نہ آئے تھے
حق کیسے خلافت پر جتاتے ہو مسلماں

کیا احمدِؐ مُرسل سے یہ پیار کیا تم نے؟
زہراؑ ہی کے روضے کو مسمار کیا تم نے
تم کیسی محبت یہ دکھاتے ہو مسلماں

حیدرؑ کے گلے میں بھی ڈالا ہے رسن تم نے
شبیرؑ کو مارا ہے مارا ہے حسنؑ تم نے
اَب عابدِ مضطر کو رلاتے ہو مسلماں

زہراؑ کا یہ وعدہ ہے توقیرؔ وہ پائے گا
میرے گھر کے اُجڑنے کا جو سوگ منائے گا
پھر کس لئے تم فتوے لگاتے ہو مسلماں

روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ

روتی ہوئی دربار سے لوٹ آئی فاطمہؑ
نہ جانے کیا وہاں سے دیکھ آئی فاطمہؑ

زینبؑ سے کہہ رہی ہے تیری ردا کی خیر
منظر بازارِ شام کا دیکھ آئی فاطمہؑ

اس بات کا نہیں غم جاگیر چھین لی
رونا تو یہ ہے تم نے جھٹلائی فاطمہؑ

محسن کو بھول جانا انسانیت نہیں
پہچانو محمدؐ کی ہے جائی فاطمہؑ

خود ہی بتا مسلماں تیرے ستم کے بعد
دنیا میں کتنے دن ہے جی پائی فاطمہؑ

رو رو کے کہہ رہی ہے قبرِ رسولؐ پر
تیرے بعد دوسرے نے ہے ستائی فاطمہؑ

توقیرؔ کیا لکھوں میں کیسے بیاں کروں
امت نے کیسے کیسے ہے رولائی فاطمہؑ

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے

رونے والوں شہر مدینے میں ایک ایسا بھی وقت آیا ہے
کلمہ گویوں نے کلمہ والوں کو بھرے دربار میں رلایا ہے

ہے مقدمہ رسول زادیؑ کا بھرے دربار میں وہ آئی ہے
جن پر اللہ بھی درود پڑھے ایسے فرزند ساتھ لائی ہے
غاصبانِ فدک نے پھر کیسے اُن گواہوں کا دل دکھایا ہے

مسندِ مصطفیٰؐ پہ غاصب ہے سامنے مصطفیٰؐ کی بیٹی ہے
میرا حق دے دواے مسلمانوں رو کے خیر النساءؑ یہ کہتی ہے
میرے بابا کے بعد کیوں تم نے فاطمہؑ پہ یہ ظلم ڈھایا ہے

قبرِ احمدؐ پہ جا کے کہنے لگیں فاطمہؑ کو نحیف کر ڈالا
دیکھ بابا تمہاری امت نے کتنا مجھ کو ضعیف کر ڈالا
میرا محسنؑ شہید کر ڈالا میرے پہلو پہ در گرایا ہے

رونے والوں شہر مدینے۔۔۔۔

فاطمہ سیدہؑ کو بابا کی گروراشت پہ اختیار نہیں
پھر وہ عورت نبیؐ کے حجرے کی اے مسلمانوں ورثہ دار نہیں
جس نے مولا حسنؑ کی میت پہ تیر ہاتھوں سے خود چلایا ہے

بولا بے ظرف اے نبیؐ زادیؑ تیرے حق کو میں جانتا ہی نہیں
جو لکھی تھی تمہارے بابا نے میں وہ تحریر مانتا ہی نہیں
چاک کر دی سند محمدؐ کی قہقہہ زور سے لگایا ہے

غمِ آلِ عباء میں رہتا ہے ذکرِ شبیرؑ عام کرتا ہے
ماتمی کو توقیرؔ نوحوں میں اِس لیے بھی سلام کرتا ہے
جس نے بی بی بتولؑ کے غم میں دل کو بیت الحزن بنایا ہے

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ

بھرے دربار میں روتی رہی کھڑی زہراؑ نہ جانے کس طرح حق مانگتی رہی زہراؑ	شاعر: توقیرؔ ملالوی
سند کے ٹکڑے ہوا میں اڑا کر ہنسنے لگا رسولؐ زادی سے گستاخ ایسے کہنے لگا بتا وہ کون سی جاگیر ہے تیری زہراؑ	
حسنؑ، حسینؑ سے سچے گواہ بھی جھٹلائے رُلا کے بی بیؑ کو ظالم ذرا نہ شرمائے بھلا نہ پائے گی امت کی بے رخی زہراؑ	
یہ اس کی بیٹی ہے جس نے دو لخت چاند کیا وہ جس کے نور نے ہر روشنی کو ماند کیا اُسے ستاؤ نہ دکھیاری ہے بڑی زہراؑ	
سیاہ بال جو ماں کے سفید تر دیکھے توقیرؔ کیسے کہوں بیٹیوں نے سر پیٹے گئی تھی اس طرح گھر آئے تھکی تھکی زہراؑ	

دِیا نہیں جلتا ہے

دِیا نہیں جلتا ہے ان پانچ تُربتوں پر
نوحہ برس رہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

جو بھی وہاں گیا ہے اُس نے یہی کہا ہے
غربت کی انتہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

پہچان اے مسلماں ان تربتوں کی عظمت
نیرِ فلک جھکا ہے ان پانچ تُربتوں پر

کم فاصلے پہ روضہ ہے مصطفٰےؐ کا روشن
اندھیرا چھا رہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

سب تُربتوں پہ پیہم فی القربا رو رہی ہے
ماتم پہ ھل اتیٰ ہے ان پانچ تُربتوں پر

اپنی ہی خاک سے وہ سب تُربتیں ڈھکی ہیں
سایہ ہے نہ ردا ہے ان پانچ تُربتوں پر

توقیرؔ تیری عزت کچھ اور بڑھ گئی ہے
یہ نوحہ جو کہا ہے ان پانچ تُربتوں پر

شاعر: توقیرؔ آسمالوی

سوز: واجد علی

پردہ دارِ انبیاءروتی رہی

پردہ دارِ انبیاء روتی رہی فاطمہؑ زہرہ سدا روتی رہی
اس طرح یعقوب بھی روئے نہ تھے جس طرح یہ بے نوا روتی رہی
ہاں مسلمانوں کی آبادی سے دور دخترِ خیرالوریٰؐ روتی رہی
لاش حرؑ پر لاشِ ابن قینؑ پر صاحبِ شرم و حیا روتی رہی
روئی پردے میں سدا بنتِ نبی بنتِ حیدرؑ بے ردا روتی رہی
سوچ میں اخترؔ ہے قرطاس و قلم کیوں شہیدِ حسبُنا روتی رہی

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

سوز: ضمیر جعفری

جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ

جب کر چکے جہاں سے سفر آخری رسولؐ
بدلی ہوا کہ دین کے بدلے گئے اصول

کچھ لوگ گھر نبیؐ کا جلانے تو آ گئے
پوچھا مگر کسی نے نہ حالِ دلِ بتولؑ

سمجھے نہ بات سروِ چمن کی کبھی ببول
ناجنس کر سکے نہ نبیؐ کا اثر قبول

دربارِ میرِ شام میں بنتِ علیؑ نہ تھی
بالوں سے منہ کو ڈھانپ کے روتی رہی بتولؑ

اسلام کا کسی طرح پردہ بچا رہے
زینبؑ کی قید عابدِؑ بیمار کو قبول

جب کر چکے جہاں۔۔۔۔۔

اللہ کی کتاب کو کافی سمجھ لیا
فرمانِ مصطفیٰؐ کو گئے لوگ جلد بھول

دو نظریوں کے نام ہیں شبیرؑ اور یزید
کرب و بلا کی جنگ میں لڑتے رہے اصول

اخترؔ کچھ اور مانگ لے سوداگری نہ کر
صلائے غمِ حسینؑ میں جنت نہ کر قبول

شاعر: اخترؔ چنیوٹی　　　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

ایک تحریر اُٹھائے

ایک تحریر اُٹھائے بولی دربار میں آ کر زہراؑ لوگو میں بنتِ نبیؐ ہوں

ایسا بدلا ہے مدینہ اپنا حق مانگ رہی ہوں غاصب سے

کلمہ گو کُرسی نشیں ہے اور میں کب سے کھڑی ہوں

پوچھا حیدرؑ نے بتا کیا کیا مسجد میں ہوا رو کے بس اتنا کہا

کبھی دیواروں کو تھاما کبھی میں خاک پہ بیٹھی ہوں تھک کر

کبھی بیٹوں نے سنبھالا کبھی رستے میں گری ہوں

جتنے دُکھ میں نے سہے گر یہ دن پر بھی پڑیں وہ سیاہ رات بنے

یہ ہی دُکھ کم تو نہیں ہے کس قدر تنہا مدینے میں ہوئی ہوں

کوئی سنتا ہی نہیں ہے کہ میں کیا بول رہی ہوں

وہ تو کمسن ہے ابھی دور ہے شام سے بھی سہ نہ پائے گی کبھی

مجھ سے زینبؑ نے یہ پوچھا کہاں جاتی ہو بتاؤ اے اماں

میں نے زینبؑ سے چھُپایا کہ میں دربار چلی ہوں

ایک تحریر۔۔۔۔۔

ایسے خاموش ہو کیوں کہنا چاہو جو کہو اماں کچھ تو بولو
رو کے بولی بیٹوں سے ساتھ بہنوں کا نبھانا کربل میں
ننگے سر کیسے چلیں گی بس یہ ہی سوچ رہی ہوں

تُربتِ بنتِ نبیؐ دیکھے اکبرؔ جو کبھی مجھ کو لگتا ہے یہی
اُس کا مہدیؑ کہتا ہے منتقم بن کے مدینے زہراؑ کا
جلد آؤں گا میں لوگو دورِ حاضر کا علیؑ ہوں

شاعر: حسنین اکبرؔ سوز: اصغر خان

ناناتیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر

ناناتیرے حسنینؑ ہیں ہم غمِ مادر سنانے آئے ہیں تیری تربت پہ لاڈلے تیرے چند ٹکڑے سند کے لائے ہیں
اِنَّما روز جس پہ پڑھتے تھے اب وہ دروازہ جل گیانانا تیرے در پر دیا جلانے ہم اُسی در کو بُجھا کے آئے ہیں
داغ دُرّوں کے کیسے دکھلاتی باپ ہو تم سے بیٹی کیا کہتی جس کساء کے تلے تھے ہم سارے نیل اسکے تلے چھپائے ہیں
دل پہ آئی تھی موت کی ضربت سر کے بالوں پہ آگئی غربت جب یہ کہتے تھے لوگ زہراؑ نے دین کے مسئلے بھلائے ہیں
مشکلوں سے قدم اُٹھاتی ہے دو قدم چل کے بیٹھ جاتی ہے بن سہارے وہ چل نہیں سکتی زخم ایسے جگر پہ کھائے ہیں
بولے اکبرؔ یہ رو کے شہزادے صرف تحریر ہی نہیں تھی وہ بَضْعَةٌ مِنِّي کے وہ ٹکڑے تھے جو ہوا میں گئے اڑائے ہیں

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

ہائے بعدِ رسولؐ امت نے

ہائے بعدِ رسولؐ امت نے فاطمہؑ کو بہت ستایا ہے
اس کے گھر کو جلانے آئے ہیں جس کے گھر میں قرآن آیا ہے

بھرے دربار میں مسلماں نے دونوں جھٹلا دیئے ہیں لعل اس کے
جانے کیسا سلوک کر ڈالا پل میں ہو گئے سفید بال اس کے
گر کے بے ہوش ہو گئی زہراؑ حال زینبؑ کو جب سنایا ہے

بولی فضّہ اسے رلاؤ نہ جھڑکیاں دو نہ کچھ تو شرم کرو
دیکھ جس کو نبیؐ کھڑے رہتے اس کو دربار میں کھڑا نہ کرو
روئی جب لاڈلی محمدؐ کی سارا دربار مسکرایا ہے

جو اجر سیدہؐ نے پایا کیسے کوئی لگائے اندازہ
جب مسلمانوں نے کیا حملہ یوں لگا فاطمہؑ کو دروازہ
زخمی پہلو سے پاک بی بیؑ نے مر کے بھی نہ ہاتھ اُٹھا یا ہے

ہائے بعدِ رسولؐ۔۔۔۔

ہاتھ اماں تیرے جنازے کو میں نہ اس وقت تک لگاؤں گا
نہ بلائے گی جب تلک مجھ کو بولے شبیرؑ میں نہ آؤں گا
گھر میں کہرام ہو گیا برپا شاہؑ کو بی بیؑ نے جب بلایا ہے

تیری ہمت کا نام ہے زینبؑ اور شبیرؑ ہے صبر تیرا
تیرے آنسو سجادؑ کے آنسو اور سکینہؑ میں ہے اثر تیرا
تیرے بچوں نے بی بیؑ تیری طرح ظلم سہہ کر یہ دیں بچایا ہے

نہ حسنؔ ڈر ہے کوئی محشر کا اور نہ خوف ہے جہنم کا
ہم عزادارں کو تو پس بی بیؑ آسرا ہے بہت تیرے غم کا
قسم غازیؑ کی خوش نصیب ہے وہ جس کے دل میں یہ غم سمایا ہے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: اکبر عباس

احمدؐ کے آج گھر میں کہرام

احمدؐ کے آج گھر میں کہرام اک بپا ہے
ناحق جو قتلِ زہرہؑ امت نے کر دیا ہے

راتوں کو اٹھ کے پانی شبیرؑ کو پلانا
زینبؑ میرے حسنؑ کے تم دو کفن بنانا
زہرہؑ نے وقتِ رخصت بیٹی سے یہ کہا ہے

حق مانگنے جو زہرہؑ دربار میں ہے آئی
حاکم نے یہ نہ سوچا یہ ہے رسولؐ جائی
کہا مسئلہِ وراثت گئی بھول فاطمہؑ ہے

شبیرؑ نے کہا جو اماں مجھے بلاؤ
آئی صدا قبر سے میرے حسینؑ آؤ
دونوں لپٹ کے روئے یاد آئی کربلا ہے

احمدؐ کے آج گھر۔۔۔۔۔

آیہِ مباہلہ سے واقف اگر وہ ہوتے
جھٹلاتے نہ کبھی وہ زہرہؑ کے دونوں بیٹے
قرآن نہ سمجھ میں امت کے آسکا ہے

بنتِ رسولؐ کو ہے بے جرم ہی ستاتے
امت نے فاطمہؑ کو دربار میں بلا کے
یثرب میں شام والا منظر دکھا دیا ہے

شاعر: حسنؔ رضا، لاہور
سوز: استاد اکبر عبّاس

اے روحِ پیمبرؐ، تری اُمت ہے پریشاں
شاید تری بیٹی تری اُمت سے خفا ہے
سید محسنؔ نقوی شہید

گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سما جاتی

گر فضیلت رسول زادیؑ کی ذہنِ انسان میں سما جاتی نہ ہی بی بیؑ کا حق غضب ہوتا اور نہ دربار فاطمہؑ جاتی	شاعر: حسن رضا
حال کیسے بیاں کروں لوگو جس گھڑی در بتولؑ کا ہے جلا گھر کا دروازہ پاک بی بیؑ کے ہائے پہلو میں آن کر ہے لگا بولی فضہؑ کہ یا علیؑ آؤ آج دنیا سے فاطمہؑ جاتی	
آلِ احمدؐ خدا کی حجت ہے فاطمہؑ آل پر بھی حجت ہے جس کو کہتے ہو مسئلہ بھولی دراصل وہ حجابِ قدرت ہے زخمی پہلو کو لے کے دنیا سے آج تفسیرِ انّما جاتی	
جس نے سب بیٹیوں کی عزت کی اُس کی بیٹی رلائی ہے تم نے جس کی تعظیم انبیاء کرتے وہ ہی زہراؑ ستائی ہے تم نے خالی دربار سے تو جاتی ہوں پر نہیں کر کے بد دعا جاتی	سوز: اکبر عباس
ہاں حسن گر سقیفہ نہ ہوتا قتل زہراؑ کا نہ کبھی ہوتا ضرب کھاتے علیؑ نہ کوفے میں گھر حسنؑ کا جنازہ نہ آتا واقعہ کربلا کا نہ ہوتا شام زینبؑ نہ بے ردا جاتی	

پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے

پہلو بھی شکستہ ہے تُربت بھی شکستہ ہے کیا حال یہ اُمت نے زہراؑ کا بنایا ہے
خاتون کوئی غم سے یوں چور نہیں دیکھی ایسی کوئی دنیا میں مستور نہیں دیکھی اٹھارہ برس میں ہی لگتی جو ضعیفہ ہے
دربار میں ظالم نے کی ایسی پزیرائی کس طرح سے تو بی بیؑ پھر لوٹ کے گھر آئی بالوں کی سفیدی نے سب حال سنایا ہے
تو روتی رہی گھر میں حیدرؑ سے بھی چُھپ چُھپ کے عصمت کی طرح دُکھ بھی پردے میں رہے تیرے کچھ درد تیرے بی بیؑ بس جانتی فضّہ ہے
دو ایسے جنازے ہیں تاریکی میں جو اُٹھے بس گھر کے ہی لوگوں نے دونو کو دیئے کاندھے اک فاطمہ زہراؑ ہے اک بالی سکینہؑ ہے

پہلو بھی شکستہ ہے۔۔۔۔

مرہم تیرے زخموں کا بی بیؑ نہ ملا اب تک اولادِ امیّہ کی باقی ہے جفا اب تک رونے پہ بھی پہرا تھا تُربت پہ بھی پہرا ہے
مسمار تیرا روضہ اُمت نے کیا جب سے باباؐ تیرا رہتا ہے تُربت پہ تیری تب سے کب گنبدِ خضرا میں باباؐ تیرا رہتا ہے
مہدیؑ سے کوئی پوچھے کیا اُس پہ گزرتی ہے آواز بقیعہ سے جب رونے کی آتی ہے آنکھوں سے لہو رو کر وہ بھی یہی کہتا ہے
تصویر حقیقت کی خوابوں کو بنا دیجئے اے بی بیؑ تکلمؔ کو تعبیر دیکھا دیجئے ماتم تیری تُربت پہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے

شاعر: میر تکلم میر

غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ

غم سے میرے بچوں کو بچانا میری فضّہ
ہے تیرے حوالے یہ گھرانا میری فضّہ

شبّرؑ کیلئے دو دو کفن رکھنا بنا کر
تیروں بھرا تابوتِ حسنؑ آئے گا جب گھر
تابوت کو زینبؑ سے چھپانا میری فضّہ

ایک دور کڑا تم پہ ابھی آنا ہے بی بی
بازار میں بے پردہ تمہیں جانا ہے بی بی
یہ بات نہ زینبؑ کو بتانا میری فضّہ

زینبؑ میری بازار میں جائے گی کُھلے سر
ہر موڑ پر ملعونوں سے کھائے گی یہ پتھر
ہر موڑ پر ساتھ اُس کا نبھانا میری فضّہ

غم سے میرے بچوں کو۔۔۔۔

رکھ لینا کئی چادریں سامانِ سفر میں
رکھ لینا ردائیں سبھی جو بھی ملیں گھر میں
رن کیلئے جب ہونا روانہ میری فضّہ

دیکھو ابھی معصوم بہت ہیں میرے بچے
غم سے ابھی مغموم بہت ہیں میرے بچے
تم دور کہیں ان سے نہ جانا میری فضّہ

کی نور علیؔ فاطمہ زہراؑ نے وصیت
بچوں کو میرے صبر کی تم کرنا ہدایت
رو کر مجھے مت اُن کو رُلانا میری فضّہ

شاعر: نور علی نورؔ

غربت کی انتہا ہے

<table>
<tr><td rowspan="7">شاعر: عقیل محسن نقوی</td><td>غربت کی انتہا ہے نہ سایہ نہ ردا ہے زہراؑ تیری لحد پر
چند پتھروں نے مل کر محرومہ لکھ دیا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>تیروں بھری قباء تھی اور خوں بھری ردا تھی
جو شام سے بچا تھا زینبؑ نے رکھ دیا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>دو پہر ڈھل رہے ہیں خیام جل رہے ہیں
تصویر کربلا کی کوئی بنا رہا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>زندان کی گھٹن سے اور لاشِ بے کفن سے
عابدؑ نے جو سنبھالا وہ آنسو گر پڑا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>کیا یہ دلیل کم ہے اُس کی کمر میں خم ہے
کئی بار آسماں نے سجدا ادا کیا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>سنکر ہوا بھی روئی خود کربلا بھی روئی
خاکِ رہِ نجف نے جو مرثیہ پڑھا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
<tr><td>تیرے غم کی چند سطریں کام آئیں گی لحد میں
بخشش عقیلؔ کی ہے یہ نوحہ جو لکھا ہے زہراؑ تیری لحد پر</td></tr>
</table>

بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا

بدل گئی ہے زمانے کی کیوں نظر بابا
تیرے مدینے میں زخمی تیرا جگر بابا

جواب ہاتھ سے اب تک چھپائے بیٹھی ہوں
میرے سوال کا ایسا ہوا اثر بابا

بتا رہے ہیں یہ تیور تمہاری اُمت کے
لُٹے گا کرب و بلا میں ہی میرا گھر بابا

کہاں ہے کُوفہ کہاں قُم کہاں ہے کرب و بلا
بکھر گئی میری تسبیح کدھر کدھر بابا

وہ آنکھ جلنے نہیں دوں گی میں جہنم میں
جو میرے بیٹے کے غم میں ہوئی ہے تر بابا

سوز: غلام عباس

جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی

جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی یا احمدِ مختارؐ دُہائی ہے دہائی
شبیرؑ ذرا دیکھو تو بے تابیِ اصغرؑ جھولے سے گرا جاتا ہے یہ ننھا سپاہی
جب اصغرِؑ معصوم کا لایا گیا لاشہ سر پیٹتی خیموں سے سکینہؑ نکل آئی
بچے بھی دیئے بھائی بھی اور شام بھی دیکھا نانا تیرے اسلام پہ چادر بھی لٹائی
دربارِ یزیدی میں اغیار کا مجمع فضّہ کو نبی زادیؑ کی حالت نظر آئی
دربار میں بلوایا گیا بنتِ نبیؐ کو یا بنتِ علیؑ کو افسوس مسلمانوں کو غیرت بھی نہ آئی
محسنؑ کی شہادت کی ذمہ دار ہے امت دروازہ گرا زہراؑ پہ اللہ رے دہائی

عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں

عظمتوں کی مالکہ غاصبوں کے دربار میں
دینِ حق کی پاسباں ظالموں کے دربار میں

حقِ زہراؑ مل نہ پایا اور پھر جاتے رہے
منصبِ شیرِ خدا پر کم نسب آتے رہے
صبر کی تھی انتہا ظلم کی بوچھار میں

کربلا کا ہر ستمگر تھا اسی دربار میں
ہر ستم پنہاں تھا ان کے ظاہری کردار میں
دِکھ رہی تھی کربلا حاسدوں کی گفتار میں

دیکھتی ہوں سر میں نیزے پہ شہہِ مظلوم کا
سر کھلا دِکھتا ہے مجھ کو زینبؑ و کلثومؑ کا
العطش کی ہے صدا تشنہ لب کی پکار میں

عظمتوں کی مالکہ۔۔۔۔

اشک بہتے جا رہے تھے سامنے تھی کربلا
ایک دن آئے گا زینبؑ ہو گی اس میں مبتلا
ہو گا جب اکبرؑ میرا دشمنوں کی یلغار میں

در جلایا گھر گرایا باندھا حیدرؑ کا گلا
بابا تیری وصیتوں کا پایا میں نے یہ صلہ
رہ گیا محسنؑ میرا جلتے در اور دیوار میں

اے مسلمانوں بتاؤ کیا میں وہ زہراؑ نہیں
اور جو چھینا ہے مجھ سے کیا وہ حق میرا نہیں
کردوں گر میں بددعا ہو گا کیا سنسار میں

در حقیقت حق و باطل کی یہ ہی پہچان ہے
ہے دُرود آلِ نبیؐ پہ غاصبوں پہ لعن ہے
بھیجتا ہے خود خدا منکروں کو نار میں

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ندائے زہراؑ لحد سے آئی

ندائے زہراؑ لحد سے آئی زمانہ مجھ کو ستا رہا ہے
جو اپنے دربار میں تھا غاصب وہ ہی تو خیمے جلا رہا ہے

گرا کر در کو لعین بولا علیؑ کہاں ہے مجھے بتاؤ
کہاں ہو بابا پکاری زہراؑ یہ تازیانہ اُٹھا رہا ہے

حسینؑ اکبرؑ اُٹھا رہے ہیں شبیہِ احمدؐ لہو میں تر ہے
کہ پھر سے خیر الوریٰؐ کی بیٹی کا ہاتھ پہلو پہ آ رہا ہے

شقی بڑھے تھے بقیع کی جانب علیؑ ارادوں کو جانتے ہیں
امامِ اوّل بنا کے قبریں نشان سارے مٹا رہا ہے

بتایا سلمان نے لعین کو یہ ہی ہیں دیں کی بقا کے ضامن
علیؑ کے بیٹوں کو ساتھ لے کر سند کے ٹکڑے اُٹھا رہا ہے

ندائے زہراؑ لحد۔۔۔۔۔

نہ جانے کب سے کھڑی ہے زہراؑ نہ زخم پہلو کا بھول پایا
اسی لئے تو امامِ غائب لہو کے آنسو بہا رہا ہے

میں عدلِ مہدیؑ کی منتظر ہوں اور اپنی تربت میں رو رہی ہوں
جہاں جہاں ہیں ہماری قبریں وہ حسبِ سابق گرا رہا ہے

نبیؐ کو ہذیان کہہ دیا ہے نواسے جس کے ہیں دیں کے ناصرؔ
لعین مورّخ جنابِ زہراؑ کے قاتلوں کو چھپا رہا ہے

شاعر: ناصرؔ عبّاس
سوز: شبیر حسین خاں

یہ غم جو پڑے دن پر دن رات میں ڈھل جائے
یہ غم جو میری بی بیؑ نے دل پہ اُٹھایا ہے
میر احمد نویدؔ

اس قوم کے رونے کو

اس قوم کے رونے کو یہی بات بڑی ہے زہراؑ بھرے دربار میں حق مانگ رہی ہے	نوحہ خواں: استاد رضا علی خان https://youtu.be/LnKUegxEEso
اُٹھ اُٹھ کے خاک اُڑاتی ہے جو بن میں شاید علی اصغرؑ کو بہن ڈھونڈھ رہی ہے	
تا دیر تڑپتے رہے تعظیم کو لاشے یہ کون ضعیفہ ہے جو مقتل میں کھڑی ہے	
برچھی علی اکبرؑ تیرے سینے میں گھڑی ہے پر چوٹ تو زینبؑ کے کلیجے پہ پڑی ہے	
سجادؑ تو خاموش ہے بازار میں لیکن زنجیر کی اک ایک کڑی بول رہی ہے	
تاریخ ذرا سانس کو روکے ہوئے رکھنا عمران کی غیرت سوئے دربار چلی ہے	
جس بی بی کی تعظیم کو اُٹھتے تھے پیمبرؐ گھنٹوں سے صحابی کی عدالت میں کھڑی ہے	

رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ

رونے کو بیتِ حزن میں جاتی ہیں سیّدہؑ
حال اپنا کب کسی کو سناتی ہیں سیّدہؑ

پہلو کے ایک زخم میں، بس ایک زخم میں
ہر زخمِ کربلا لیے جاتی ہیں سیّدہؑ

کرتی ہیں یاد شامِ غریباں کی تیرگی
جب بھی چراغ گھر میں جلاتی ہیں سیّدہؑ

زینبؑ پہ اور حسینؑ پہ کرتی ہیں جب نگاہ
عبّاسؑ کی دُعا کیے جاتی ہیں سیدہؑ

دل سے بجائے آہ نکلتا ہے یا حسینؑ
اُٹھتا ہے درد خاک اُڑاتی ہیں سیّدہؑ

رونے کو بیتِ حزن۔۔۔۔۔

بے حال روئے جاتی ہیں زینبؑ کو دیکھ کر
دربار سے جو لوٹ کے آتی ہیں سیّدہؑ

کس میں تاب ہے کہ سنے سیّدہؑ کا حال
خود کو ہی اپنے زخم دکھاتی ہیں سیدہؑ

فرشِ عزا پہ بیٹھ اور آنسو بہا نویدؔ
لینے کو پُرسہ آپ ہی آتی ہیں سیّدہؑ

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

روشن دنوں کو کر دے سیہ رات جو نویدؔ
وہ آہ، وہ تڑپ، وہ فغاں، سیدہ س کا غم

تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی

تیری زہراؑ درد و غم کا صحیفہ ہو گئی
بابا میری ہر خوشی نظر سقیفہ ہو گئی

تیری امت سے لگا ہر تازیانہ سہہ لیا
میں گئی دربار میں جب بال تھے میرے سیاہ
بس چنے ٹکڑے سند کے توضیعفہ ہو گئی

نہ دیا جی بھر کے رونے، نہ دیا مجھ کو فدک
تیرے بھائی سے بھی چھینا ہے تیرے ممبر کا حق
تیری نافرمان اُمت خود خلیفہ ہو گئی

بن گئی نوحہ علیؑ کے واسطے ہے میری ذات
چلتی ہوں حسنینؑ کے اب رکھ کے میں کاندھوں پہ ہاتھ
ایک دن میں بابا دیکھ میں نحیفہ ہو گئی

تیری زہراؑ درد و غم۔۔۔۔

میں بنائے دیں کی ماں ہوں میں بقائے لا الہٰ
آج ہوں پہلو شکستہ دیکھ میرا گھر جلا
اور اب آہ و بقا کا میں وظیفہ ہو گئی

حشر تک عرفانؔ بھولے گی ہمیں نہ یہ صدا
روکے وہ بی بیؑ کا کہنا ہائے زینبؑ کی ردا
اس قدر مغموم اک اُمّ الشریفہ ہو گئی

شاعر:عرفانؔ

ہائے بعد مُصطفےؐ کیسا زمانہ آ گیا
صاحبِ تطہیرؑ کو دربار میں دیکھا گیا

باباشارؔحیدری

یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفیٰؐ

یوں ملا اجرِ رسالت بعد احمد مصطفیٰؐ ہاتھ پہلو پہ لئے لوٹی جنابِ سیدہؑ
اِس طرح تحریر کے ٹکڑے اُڑے دربار میں بھول پائے گی نہ بی بیؑ وقت حاکم کی جفا
آگ لے کر سیدہؑ کا گھر جلانے آ گئے اپنے محسن کو دیا کیا خوب امت نے صلہ
بعد تیرے تیری امت کے ہیں بدلے یوں مزاج میں کھڑی تھی اور بیٹھے تھے سبھی وہ بے حیا
اس طرح اجرِ رسالت ہے ملا دربار سے کہ بروز حشر ہونگے میرے رخسارے گواہ
اے امامِ عصرؑ آ کے لے تو اِن سے انتقام ماتمی ہیں منتظر مولاؑ تو اب پردہ اُٹھا

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

بے درد مسلماں تو خوشیاں منا رہے ہیں

بے درد مسلماں تو خوشیاں منا رہے ہیں
عرب و عجم کے مولا دنیا سے جا رہے ہیں

کچھ تو لحاظ کرتے دامادِ مصطفیٰؐ کا
سجدے میں جو علیؑ پہ ہائے ظلم ڈھا رہے ہیں

احمدؐ کے بعد زہراؑ اب چل پڑے علیؑ بھی
آثار پنجتنؑ کے ظالم مٹا رہے ہیں

بالوں کو کھولے زینبؑ کلثومؑ رو رہی ہے
گھر گھر چراغ کوفی شامی جلا رہے ہیں

برسے گے تیر پیہم تابوت پر حسنؑ کے
مولاؑ یہ وقتِ آخر رو کے بتا رہے ہیں

بے درد مسلماں تو۔۔۔۔۔

نکلے ہیں آگ لے کر کچھ لوگ ثقیفہ سے
سادات کے گھروں کو ابتک جلا رہے ہیں

تو سیکھ گھر میں چلنا وہ شام کا سفر ہے
تیری قید کے زمانے نزدیک آ رہے ہیں

مولا کے جنازے پر جبرئیل رو کے بولے
سردارؔ انبیاء کے غمخوار جا رہے ہیں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

تیرے در پر جب بھی اخترؔ نے کیا سوال مولاؑ
تیرا سوزِ عشق مانگا کبھی زندگی نہ چاہی
اخترؔ چنیوٹی

دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفےٰؐ کا

دنیا سے چل بسا ہے غم خوار مصطفےٰؐ کا
لو وار چل گیا ہے پردیس میں جفا کا

لو ہو گئے ہیں تازہ پھر زخم فاطمہؑ کے
اس ظلم سے ہوا ہے آغاز کربلا کا

اک بار پھر ملی ہے حسنینؑ کو یتیمی
نانا رہے نہ سر پہ نہ سایہ مرتضیٰؑ کا

بقیع سے آ رہی ہے رونے کی پھر صدائیں
امت نے مار ڈالا ہے تاج اِنَّمَا کا

یہ آخری وصیّت عبّاسؑ میری سن لو
اب تو ہی ہے محافظ زینبؑ کی اس ردا کا

دنیا سے چل بسا۔۔۔۔۔

بے وارثوں کو کوئی دیتا نہیں تسلی
کوفے میں رونقیں ہیں میلہ ہے اشقیا کا

پہلو تھا ماں کا زخمی سر باپ کا ہوا ہے
زینبؑ نے رو کے دیکھا چہرہ جو مرتضیٰؑ کا

امت نے جس کو مارا کوفے کی سرزمیں پر
سردارؔ یہ وصی ہے سرکار انبیاء کا

شاعر:یوسف سردارؔ
سوز:افتخار سردار

https://www.youtube.com/watch?v=1_cwSIy_ehs

وہ اگر سجدہ نہ کرتے، تھے وہ کافر سب نویدؔ
گر علیؑ سجدہ نہ کرتے لوگ انہیں کہتے خدا

میر احمد نویدؔ

یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہ خیبر گیر کا

یہ جنازہ ہے علیؑ کا شاہِ خیبر گیر کا آج بابا مر گیا ہے شبرؑ و شبیرؑ کا
فاطمہ زہراؑ کے مرقد سے صدا آنے لگی یہ مصائب رہ گیا تھا کیا میری تقدیر کا
یا رسول اللہ یہ جبریلؑ نے رو کر کہا ایک حلقہ اور ٹوٹا نور کی زنجیر کا
کیوں چلائی تیغ حیدرؑ پہ بنِ ملجم بتا قتل قرآن کر دیا ، کاٹا گلا تفسیر کا
غم علیؑ کی بیٹیوں کے پھر سے تازہ ہو گئے غم ابھی بھولی کہاں تھیں مادر دلگیر کا
چھوٹے سے عباسؑ بھی روتے ہیں سر کو پیٹ کر بچپنا عباسؑ کا اور زخم دل پر تیر کا
نزع میں جانے علیؑ کو کیا خیال آتا رہا منہ کبھی زینبؑ کا دیکھا اور کبھی شبیرؑ کا

یہ جنازہ ہے علیؑ کا۔۔۔۔۔

باپ کی میت سے زینبؑ کا لپٹنا بار بار دل ہلا دیتا تھا رونا شاہ کی ہمشیر کا
بیٹیوں کو دیکھتے ہیں اور روتے ہیں علیؑ ہائے وہ ظالم تصور شام کی تشہیر کا
سجدہِ خالق میں سر پر چل گئی تیغ ستم کرگیا ہے سرخرو حیدرؑ کو پھل شمشیر کا
تھپکیاں دیتے رہے حضرت کبھی عباسؑ کو اور بازو چومتے تھے چاند کی تصویر کا
مسجدِ کوفہ میں ضربت ہائے سجدے میں لگی قتل کعبہ ہو گیا یہ نالہ تھا جبریلؑ کا
روتے تھے جس کے لئے وہ سب کا تھا مشکل کشا ہائے سکینہؑ کا تھا دادا، بابا تھا شبیرؑ کا

قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ

قتل قبلہ ہوا اور خون میں نہایا سجدہ ہائے روئے گی نماز اپنے نمازی کو صدا	شاعر: نعیم احمد نویدؔ
نہ رہا وہ جسے پڑھتی تھی مصلّے پہ نماز اب پٹکتا ہے مصلّے پہ سر اپنا سجدہ	
کیا سحر ہو گئی ضربت کی گھڑی آ پہنچی کیوں ٹھہرتی نہیں ہائے سرِ زینبؑ پہ رِدا	
جُز محمدؐ کسے معلوم محمدؐ کی قسم تیری تنہائی پہ تنہائی میں روتا ہے خُدا	
سورۃ فتح کی آنکھوں سے ٹپکتا تھا لہو ہائے جس وقت کہ گلیوں میں تجھے کھینچا گیا	
تیری مظلومی پہ جب روتا ہے تیرا ہی جلال عرش و کرسی سے ہے آتی ترے گرِیے کی صدا	
کامیابی سے ارادوں کی علیؑ کو جانا اے نوید آپکا کاسہ کبھی خالی نہ رہا	

سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آ گیا

سر دینے یہ خدا کی جگہ کون آ گیا
خود کٹ گیا مگر وہ خدا کو بچا گیا

کچھ اور بھی بلند ہوا گریائے علیؑ
زینبؑ کا حال جب بھی تصور میں آ گیا

ہو کر سرِ علیؑ کا عمامہ لہو لہو
زینبؑ کی بے ردائی کا نوحہ سنا گیا

بہہ کر سرِ علیؑ سے لہو فرش خاک پر
کچھ ہو نہ ہو خدا کو خدا تو بنا گیا

جس کے لہو کی دھار بنی راہِ مستقیم
بہہ کر لہو نجات کا رستہ بنا گیا

اب تم اسے تلاش کرو ہر سوال میں
دے کر صدا سلونی کی وہ تو چلا گیا

جب چاند عید کا نظر آیا مجھے نویدؔ
اک سر لہو میں ڈوبا ہوا یاد آ گیا

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے

حیدرؑ کا مسلماں نے جو خون بہایا ہے سر پر سے یہ زینبؑ کے ہائے سایہ اُٹھایا ہے	شاعر: نمیر احمد نویدؔ
ضربت کی خبر آئی جس دم درِ حیدرؑ پر زینبؑ نے ردا تھامی بازو کو چھپایا ہے	
شبیرؑ تیرے لاشے کو کون اُٹھائے گا تو نے تو یہ بابا کا تابوت اُٹھایا ہے	
کرنا ہے حوالے جو شبیرؑ کو غازیؑ کے عبّاسؑ کو حیدرؑ نے نزدیک بلایا ہے	
زینبؑ سے کوئی پوچھے اے کوفے کی شہزادی کیوں باپ سے مرتے دم تک خود کو چھپایا ہے	
شبیرؑ کو زینبؑ نے ہی سر کی ردا سمجھا ماں کہہ کے ہی سرور نے زینبؑ کو بلایا ہے	
ماں کو بھی نوید آمت نے رو کا تھا رونے سے زینبؑ کے بھی رونے پر اب پہرا لگایا ہے	

گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے

گلشن آل پیمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے مسندِ ختم رسلؐ ویران ہو جانے کو ہے[1]
آج زینبؑ کو نظر آنے لگا بازارِ شام فاطمہؑ کیا پھر کسی دربار میں جانے کو ہے
زینبؑ و کلثومؑ رکھنا حوصلے اپنے بلند آج پھر کوئی قیامت کی خبر آنے کو ہے
جب گرے گھوڑے سے غازیؑ تو سکینہؑ نے کہا دُر میرے اور چادر تطہیر چھن جانے کو ہے
ننھے ننھے بازؤوں میں ڈال کر چھوٹی سی مشک شیر حق عباسؑ کی کچھ شان دکھانے کو ہے
آج کی شب روضائے ختم رسلؐ ہل جائے گا اِبن ملجم آج کچھ ایسا غضب ڈھانے کو ہے

[1] نوٹ: مطلع کا مصرعِ ثانی جو ناظم پارٹی نے پڑھا ہے: "حیدرؑ و صفدرؑ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کو ہے"

گلشن آل پیمبرؐ میں۔۔۔۔۔

زینبؑ و کلثومؑ کو سینے سے کر لو اب جدا باپ کے چہرے کی رنگت اب بدل جانے کو ہے
چھا گئی ہے کیوں اداسی شبرؑ و شبیرؑ پر صاف ظاہر ہے یتیمی سر پہ چھا جانے کو ہے
کربلا والوں کی شاید تشنگی کا ہے خیال ساقیِ کوثر ذرا پہلے چلے جانے کو ہے
تا قیامت خوں روئے گی زمین کربلا ظلم کی کالی گھٹا سر پہ چھا جانے کو ہے
نوحہ گر جبریلؑ ہے ماتم بپا ہے چار سو روشنی چھپنے کو ہے اندھیرا چھا جانے کو ہے
گونجتی تھی جو فضاؤں میں سلونی کی صدا وہ صدائے دل نشیں خاموش ہو جانے کو ہے
قصّہِ قرطاس سے نسبت ہے اے اخترؔ اسے جو فسانہ ابنِ ملجم آج دوہرانے کو ہے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

بھول نہ پائیگی زہرؑہ کوفہ والوں کی وفا

بھول نہ پائیگی زہرؑہ کوفہ والوں کی وفا
دور یثرب سے علی کی بیٹیاں، ہو گئیں پردیس میں بے آسرا

ہو گئیں برباد زہرؑہ زادیاں، لٹ گئی کونین کی شہزادیاں
جھک گئے جن کے لئے شمس و قمر، کاش ان کا کلمہ گو کرتے حیاء

وارثِ تطہیر ہے روتی کھڑی، آ گئی سادات پہ مشکل گھڑی
جس کی ضربت نے بچایا دین کو، اُس پہ ہی سجدے میں خنجر چل گیا

کس طرح بھولے ہمیں ماہ صیام، ہو گیا ہم سے جدا حق کا امام
اپنے قاتل کو جگا کر آپ ہی ضرب کھا کر بھی اسے شربت دیا

بانیءِ اسلام کا تابوت ہے، اشک بار اخترؔ ہر اک منکوت ہے
عرش پہ شہہ کی صفِ ماتم بچھی، ہو رہی ہے خلد میں آہ و بکا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

کلِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا

کلِ ایماں کا جنازہ ہے اٹھا دو جہاں میں آج ماتم ہے بپا
پھر سقیفہ سے چلی تیغِ ستم زخم زہرہؑ کو لحد میں ہے ملا
شق ہے تلوار سے مولاؑ کی جبیں لب پہ ہے فزتُ بہ ربِّ کعبہ
خون میں تر ہے محمدؐ کا وصی گھر میں زہرہؑ کے ہے ماتم کی صدا
اپنے محسن پہ ستم ڈھاتے نہیں ابنِ ملجم تجھے آئی نہ حیا
آج حسنینؑ ہوئے خاک بسر سر ہے پردیس میں زینبؑ کا کھلا
یہ ہے مولاؑ کی وصیّت غازیؑ بعد میرے تو ہے زینبؑ کی ردا
ماں گئی چھوڑ کے بابا بھی چلے کون دنیا میں یتیموں کا رہا
رو کے زینبؑ سے یہ فضّہ نے کہا تیری قسمت میں ہے اب شام لکھا
کون جوّادؔ! علیؑ سا ہے سخی جس نے قاتل کو بھی شربت ہے دیا

شاعر: جوّاد جعفری

سوز: منظور حسین

علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے

نماز روزہ یہ حج زکوۃ، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے وہ سجدے سارے تیری خیرات، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
قرآن کی رو سے حبیبِ داورؐ تمام کیجئے پیامِ حق کو خدا کے نزدیک ہر شہادت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
اے ابنِ ملجم تیری یہ ضربت علیؑ پہ کیا تھی ولی حدف تھا تجھے بھی معلوم تھا ولایت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
لٹا ہے کربل میں سارا کنبہ علیؑ و زہراؑ تیرے چمن کا بتایا زینبؑ نے دینِ فطرت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
یہ سارے سجدے یہ سب نمازیں سب اپنے محور سے ہٹ کے کیا ہیں اذان میں خیر العمل کی دعوت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے
قرآنِ ناطق کے سر پر ضربت نبیؐ کے کنبے میں حشر برپا کوئی بھی سورۃ کوئی بھی آیت، علیؑ ولی کے بغیر کیا ہے

شاعر: عاصمؔ رضوی

نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا

نکلا ہے یہ جنازہ جو آج مرتضیٰؑ کا کوفہ میں ہو گیا ہے آغاز کربلا کا
حسنینؑ کو شہادت کا اب یقین ہوا ہے خطرہ سا پڑھ گیا ہے زینبؑ کو بھی ردا کا
جی بھر کے دیکھ لو اب لوگوں رخِ علیؑ کو چھپنے کو جا رہا ہے یہ راز کبریا کا
سرورؐ کے بعد زہراؑ لو اب علیؑ چلے ہیں پروان چڑھ رہا ہے وہ تاج حسبنا کا
کیا ظلم تو نے ڈھایا ملعون ابنِ ملجم پل میں اجڑ گیا ہے گھر آلِ مصطفےٰؐ کا
نوحہ انیسؔ تجھکو خیرات میں ملا ہے جتنا ہو شکر کم ہے شبیرؑ کی عطا کا

حسنینؑ پہ یتیمی پردیس میں ہے آئی

حسنینؑ پہ یتیمی پردیس میں ہے آئی مولا علیؑ کے غم میں مغموم ہے خدائی
تلوار و زہر دونوں بابا کے سر پہ باہم بیٹوں نے یہ وراثت ایک ایک کر کے پائی
لو چل بسا یتیموں بیواؤں کا سہارا کرتا تھا جو ہمیشہ دشمن سے بھی بھلائی
کیسا ستم ہوا ہے بعدِ علیؑ خدایا امت ہے بیٹیوں کو بازارِ شام لائی
ہائے کانپ اُٹھا تھا کوفہ زینبؑ کی آہ بکا سے جن و بشر ملائک دیتے ہیں سب دہائی
آغاز ہو گیا ہے کربل کا یا خدایا سجدے میں جب شقی نے تلوار ہے چلائی

شاعر: ظہیر

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر
شہادتوں کی سبیل

لہو علیؑ کا پیامِ حق کی بقا کا منظر دیکھا رہا ہے
خدا تو معروف تھا جہاں میں خدائی کیا ہے بتا رہا ہے

شہادتوں کی سبیل بن کر چلا ہے کوفہ سے خونِ حیدرؑ
زمینِ کربل پہ بن کے سرورؑ یہ صبر معراج پا رہا ہے

نجف کا رُخ کر کے رو رہی ہے تڑپ کے یہ کائنات ساری
جوان بیٹے کی لاش کوئی غریب تنہا اُٹھا رہا ہے

میرا ہی خون تھا جو بہہ رہا تھا بہ شکلِ اکبرؑ و عونؑ و قاسمؑ
وہی تو زینبؑ کا صبر بن کر کرم کی چادر بچا رہا ہے

لہو علیؑ کا پیامِ حق۔۔۔۔۔

سلام اس کی وفا کو میرا جو عشقِ سرورؑ کا معجزہ ہے
وہی ہے دستِ خدا کا بازو جو ہاتھ اپنے کٹا رہا ہے

زمیں نہ جس کو اُٹھا سکے گی نہ آسماں جسکو سہہ سکے گا
یہ خونِ اصغرؑ میں خاص کیا ہے کہ نور ہی میں سما رہا ہے

نہ جھیل پائے گی کوئی مادر ستم کی بھی کوئی انتہا ہے
ربابؑ حسرت سے دیکھتی ہے لعین جھولا جلا رہا ہے

مجال میری کے لکھ سکوں میں کہ صبر مولا کی حد نہیں ہے
قلم نے قرطاس پہ لکھا ہے وہی جو مولاؑ لکھا رہا ہے

شاعر: عاصِم رضوی　　　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے

امت نے ولایت پہ جو ضرب لگائی ہے
وہ مسجدِ کوفہ سے مہدیؑ تلک آئی ہے

جلتے ہیں در و بام مدینہ تیرے غم میں
زہراؑ نے تیرے حق میں آواز اُٹھائی ہے

جس آگ نے بابا درِ مادر کو جلایا تھا
وہ آگ میرے دل میں ظالم نے لگائی ہے

امت کی گھٹا کیسی یہ کوفہ پہ چھائی ہے
زینبؑ تیرے بابا سے کیا تیری جدائی ہے

احمدؐ کے گھرانے میں ہے شور و بکا کیسا
مسجد نے اذاں کیسی یہ آج سنائی ہے

امت نے ولایت۔۔۔۔۔

خونِ ابو طالبؑ کو کیوں تم نے بہا ڈالا
جو دینِ محمدؐ ہے اس خوں کی کمائی ہے

کر شکر کہ زینبؑ تجھے دینے کو دلاسہ
حسنینؑ سے ماجائے عبّاسؑ سا بھائی ہے

وہ درد ہے دل میں کہ بیاں ہو نہیں سکتا
سجادؑ نے زنداں میں زنجیر ہلائی ہے

شاعر: عاصم رضوی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر

سجدہ علیؑ کا خون سے تحریر کر گیا
فُزتُ برِبِ الکعبہ کی تفسیر کر گیا

جو کام انبیا کی ریاضت نہ کر سکی
وہ کام رن میں شاہؑ کا بے شیر کر گیا

ہائے تڑپ کر رہ گیا ام البنین کا لال
زینبؑ کا صبر شیر کو زنجیر کر گیا

زہراؑ کا در تو ثانیٔ زہراؑ کا گھر جلا
لیکن درِ نجات کی تعمیر کر گیا

وہ خونِ حیدری تھا زہراؑ کا شِیر تھا
جو خاکِ قتل گاہ کو اکثیر کر گیا

سجدہ علیؑ کا۔۔۔۔۔

اک درد بن کے رہ گئی اولادِ مصطفیٰؐ
امت کا ظلم آلؑ کو دلگیر کر گیا

خاموش کب ہوا وہ سلونی اذاں خطیب
پیشِ ستم وہ شام میں تقریر کر گیا

تا حشر ظالموں کے لئے بے نیام ہے
نیزے پہ وہ کلام جو شبیر کر گیا

عاصمؔ ولی حق کی سند سے میرا کلام
بخشش کو میرے واسطے تقدیر کر گیا

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا لوگو یہ جنازہ ہے اسلام کے بانی کا
بی بیؑ نے کہا بابا کربل میں چلے آنا منظر میں دیکھاؤں گی اکبرؑ کی جوانی کا
کٹ جائیں گے بازو بھی عباسؑ باوفا کے تیروں سے ہو گا چھلنی مشکیزہ وہ پانی کا
بکھرے گا کربلا میں قاسمؑ کے سر کا سہرا خوشیاں سمیٹ لے گا عالَم وہ ویرانی کا
روتے تھے فرشتے بھی جب ارض و سما لرزا تابوت اُٹھ رہا ہے عمران کے جانی کا
تا حشر میرے مولاؑ مشتاقؔ رہوں تیرا مل جائے شرف مجھ کو بس تیری غلامی کا

شاعر: مشتاقؔ

h

مظلوم برادر واویلا صد واویلا

رو کہتی تھی زینبؑ یہ پیٹ کے سر، اے ابنِ علیؑ زہراؑ کے پسر
یہ کس نے کیا ہے جور و جفا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

ہائے تیر علی اصغرؑ کو لگا، تھرائی زمین و عرشِ اولیٰ
خیمے سے سکینہؑ کی آئی صدا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

ہائے نہر پہ بازوئے عبّاس کٹے، خیموں میں بچے بے آس ہوئے
اب کون بچائے گا پردہ میرا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

سیدؑ کے جنازے پہ تیر چلے، مرقد میں نبیؐ دلگیر ہوئے
اے آلِ عباؐ یہ صدمہ ہوا، مظلوم برادر واویلا صد واویلا

سبطِ نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے

سبطِ نبیؐ کا کیسا یہ آخری سفر ہے
لاشہ بھی مجتبیٰؑ کا یا رب لہو میں تر ہے

بعد نبیؐ نہ میں نے دنیا میں چین پایا
مرنے کے بعد مجھ کو تربت میں بھی رلایا
شوہر کو تیغ ماری بیٹے کو سم پلایا
بابا ہمارے گھر پہ امت کی کیوں نظر ہے

شبیرؑ کربلا میں جب دین کو بچانا
اکبرؑ کی طرح فدیہ قاسمؑ کو بھی بنانا
ممکن نہیں ہے میرا کرب و بلا میں آنا
نصرت کو تیری بھائی حاضر میرا پسر ہے

سبط نبیؐ کا کیسا۔۔۔۔۔

غازیؑ سے کہہ رہے تھے شبرؑ یہ وقتِ رخصت
برسائے تیر میرے لاشے پہ گر یہ امت
کرنا نہ جنگ بھائی میری ہے یہ وصیت
تجھ کو قسم وفا کی تو ہاشمی قمر ہے

آل نبیؐ کی عظمت دل سے مٹا رہے ہیں
قرآن پر یہ قاری فتوے لگارہے ہیں
مظلوم تیرے غم کو بدعت بتا رہے ہیں
ان کی خطا نہیں ہے یہ خون کا اثر ہے

اولاد مصطفےٰؐ پہ غم کی گھٹا ہے چھائی
خوشیاں نصیب میں نہ آل نبیؐ کے آئیں
قبریں جدا جدا ہیں سادات کی بنائیں ، امت
تیرے ستم سے بکھرا ہوا یہ گھر ہے

شاعر: صفدر کاظمی

سوز: اکبر عباس

لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہو گا

لاشہ جب سبطِ پیمبرؐ کا اُٹھایا ہو گا خلد میں چین محمدؐ کو نہ آیا ہو گا
سر کُھلے لحد سے تب فاطمہؑ نکلی ہوں گی زہر جعدہ نے جو شبرؑ کو پلایا ہو گا
قبر میں حسنؑ تو اس وقت ہی اُترے ہوں گے ماں نے جب دامنِ تطہیر بچھایا ہو گا
دل کے سب حسنؑ نے ارمان نکالے ہوں گے سہرا قاسمؑ کو خیالوں میں لگایا ہو گا
داستاں حسنؑ نے اپنی جو سنائی ہو گی ماں نے رو رو کے کلیجے سے لگایا ہو گا
جو کہ مادر کے جنازے پہ نہ گھر سے نکلی کیسے بیمارؑ اُنہیں شام میں لایا ہو گا

شاعر: سید گوہر عبّاس نقوی

سوز: استاد اکبر عبّاس

جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا

جیسے ہی گھر سے نکلا تابوت مجتبیٰؑ کا
تیروں میں گھر گیا فرزند مُرتضیٰؑ کا

کیا ملا تجھے اے ظالم قاسمؑ یتیم کر کے
کچھ بھی نہ خوف آیا دل میں تیرے خدا کا

رو کو نہ آج مجھ کو اے چاند فاطمہؑ کے
دم گھٹ رہا ہے اب تو عباسؑ کی وفا کا

تیروں میں ہے جنازہ ہائے اُسکے لاڈلے کا
ہوتا تھا جو سہارا مشکل میں انبیاء کا

ذاتی نہ کوئی جنگ تھی اولاد مرتضیٰؑ کی
سارا ہی معاملہ تھا اسلام کی بقاء کا

قلم و دوات کاغذ جو نہ دے سکے نبیؐ کو
وہ خیال کرے گی امت کیا آلِ مصطفیٰؐ کا

پہچان نے سے قاصر ہر کوئی امیرؔ ہو گا
قاسمؑ بھرم رکھے گا کچھ اس طرح چچا کا

شاعر: سید امیر حسین مشہدی

تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے

تابوت حسنؑ پر ہائے کیوں تیروں کا سایہ ہے
پہچانو مسلمانوں یہ زہر اُگلا جایا ہے

لے جاؤ جنازے کو یہ کس نے کہا لوگو
احسان رسالت کا تیروں سے لوٹایا ہے

زینبؑ کی آہ وزاری سے کہرام مچا ہر سُو
ناناؐ کی نشانی کو کیوں زہر پلایا ہے

امت کی وفا دیکھو مظلوم کی میت پر
کچھ پھولوں کی بارش سے کفن لال بنایا ہے

قبروں سے کوئی میت کب لوٹ کر آئی ہے
یہ پہلا جنازہ ہے جو لوٹ کر آیا ہے

شاعر: حیدر خورشیدؔ

سخاوت علی راجہ

بے گناہ مارا گیا۔ وا حسنؑ سبز قبا

بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا	وا حسنِؑ سبز قبا
کلمہ گویوں نے کیا خوب کیا وعدہ وفا	وا حسنِؑ سبز قبا
وقتِ رحلت تیرے نانا نے وصیت کی تھی	اس پہ تاکید یہ کی
اہلِ بیت اور کلام اللہ ہے بس میرے سوا	وا حسنِؑ سبز قبا
نجف سے آئی صدا بیٹا حسنؑ جلدی آ	تا کہ دوں تجھ کو دیکھا
تیر مارے تجھے چھلنی ہے کلیجہ میرا	وا حسنِؑ سبز قبا
فاطمہ زہراؑ کی یوں خلد سے آتی تھی صدا	تو ہی شاہد ہے خدا
چکیاں پیس کے پالا تھا جسے وہ نہ رہا	وا حسنِؑ سبز قبا
تیرے تابوت پہ کس واسطے مارے گئے تیر	اے مسلمانوں کے پیر
کلمہ پڑھتے نہ تھے جد کا تیرے اہلِ جفا	وا حسنِؑ سبز قبا
بھائی لاش پہ رو رو کے زینبؑ نے کہا	آرزو تھی بھیا
کاش عبداللہ و قاسمؑ کو بناتے دولہا	وا حسنِؑ سبز قبا
شان میں آپ کی آیاتِ قرآنی شاہد	اور خدائے واحد
ہائے پھر کس لئے امت نے تجھے زہر دیا	وا حسنِؑ سبز قبا

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے
دنیا تڑپ رہی ہے فریاد کے اثر سے

تابوت سے لپٹ کر شبیرؑ ایسے تڑپے
جیسے کہ آج اُٹھا سایہ علیؑ کا سر سے

کیا زہر تھا کہ چیرا یوں سینائے حسنؑ کو
کٹ کٹ کے آ رہے تھے ٹکڑے دل و جگر سے

بعدِ رسولؐ ایسا دشمن ہوا زمانہ
زہراؑ کے لاڈلے کی میت پہ تیر برسے

کیا انقلاب آیا سبطِ نبیؐ کا لاشہ
پہلو میں مصطفیؐ کے دو گز زمیں کو ترسے

اُٹھا کوئی جنازہ۔۔۔۔۔

قبرِ رسول تڑپی تھرّا گیا مدینہ
آنسو لہو کے ٹپکے زہرا کی چشمِ تر سے

اہلِ حرم نے جانا بچے نے جان دے دی
غش کر گئے تھے قاسمؑ لپٹے ہوئے پدر سے

نیند آگئی ہو شاید آغوشِ فاطمہؑ میں
جھپکی نہیں تھی آنکھیں شبّرؑ نے رات بھر سے

ہنگامِ نزع شمسیؔ یاد آئی کیا حسنؑ کو
زینبؑ کو دیکھتے تھے حسرت بھری نظر سے

شاعر: محمد علی شمسیؔ

https://youtu.be/oUqbxFiz_0o

زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو

زہرِ دغا پلایا زہراؑ کے گل بدن کو
امت نے مار ڈالا بعدِ علیؑ حسنؑ کو

ہے یاد فاطمہؑ سے احمدؐ نے یہ کہا تھا
زہراؑ یہ تیری زینبؑ روئے گی پنجتن کو

احمدؐ کو فاطمہؑ کو حیدرؑ کو روئی زینبؑ
اورآج رو رہی ہے بنتِ علیؑ حسنؑ کو

سینے پہ ہاتھ رکھ کر شبرؑ نے خون اگلا
زینبؑ نے لا کے رکھا جب سامنے لگن کو

معصوم سا وہ چہرہ ہائے غمِ یتیمی
خود چاک کر لیا ہے قاسمؑ نے پیراہن کو

شبیرؑ کو بلا کر لپٹا لیا گلے سے
شاید کہ کربلا کی یاد آگئی حسنؑ کو

پیشِ نظر تھی شاید زینبؑ کی بے ردائی
کس یاس سے اثرؔ نے دیکھا اثرؔ بہن کو

https://youtu.be/By1pm9vGa8I?si=_8FFTbVhJs3YLVTk

شاعر: اثرؔ ترابی، شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور

ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا

ہائے زہر نے حسنؑ کو تڑپایا اس طرح تھا
پہلی اڑان کا طائر تہہ دام جس طرح تھا

کر کے حوالے قاسمؑ شبیرؑ کے حسنؑ نے
فرواؑ کا ہاتھ زینبؑ کے ہاتھ میں دیا تھا

یہ سازشِ سقیفہ کی تیسری کڑی تھی
تیروں کے بادلوں میں زہراؑ کا گل بدن تھا

نہلا کے ہم نے بھیجا سفید پیرہن میں
میت کا کیا جرم تھا کیوں سرخ سبز کفن تھا

نجفی تیرے مولاؑ کی عظمت سے تھی عداوت
ہائے لیکے حکومت بھی انہیں زہر دے دیا تھا

شاعر: افضل حسین نجفی

سوز: سخاوت علی راجہ

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے
کس کس طرح سے آل کو امت نے ستایا ہے

ہائے زہر نے ٹکڑے کئے شبرؑ کے جگر کے
ہائے تیروں بادل تو تابوت پہ چھایا ہے

ہائے فاتح خیبر کو لے آئے بنا قیدی
ہائے بنتِ محمدؐ پہ دروازہ گرایا ہے

مولا حسنؑ کے چوم کے لب کہتے تھے احمدؐ
ہائے ان لبوں سے جگرِ حسن طشت میں آیا ہے

کربل میں میرا بھائی دے اکبرؑ و اصغرؑ جب
قربان کرنا قاسمؑ فروہ کو بتایا ہے

برسات میں تیروں کی تابوت جو آیا
غازیؑ کی جلالت نے کہرام مچایا ہے

نجفی تو سینہ کوبی کر اور اشک بہا بھی
تابوتِ حسنؑ مومنوں کے حلقے میں آیا ہے

شاعر: فضل حسین نجفی

باب نمبر 2: کربلا

مدینہ سے مدینہ تک کا سفر

چلی یثرب سے آلِ مصطفیٰؐ

- نازل ہے کربلا میں نواسہ رسول کا
- یثرب کا مسافر سو گیا
- آہوش میں سجادؑ کہ گھر جل گئے سارے
- بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا تشنہ لب بے ردا لو چلا قافلہ
- ہائے شام آگیا کیا مقام آگیا

گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا کس طرح جلایا زینبؑ نے

چلی یثرب سے آلِ مصطفٰےؐ

چلی یثرب سے آلِ مصطفٰےؐ کہرام برپا ہے
لپٹ کر فاطمہؑ کی قبر سے شبیرؑ تڑپا ہے

جدا کنبہ ہوا صغریٰؑ ہے تنہا گھر میں رونے کو
نہ اکبرؑ لینے آئے ہیں نہ دیکھی کربلا کیا ہے

تمانچوں کے ستم سہتی رہی خاموش آہوں میں
لہو جاری ہے کانوں سے سکینہؑ کی خطا کیا ہے

سناں کی نوک سے گرتا ہوا خونِ دلِ اکبرؑ
رہا لکھتا سلامِ الوداع بے چین صغریٰؑ ہے

ہے دریا میں طلاطم آتے ہیں عبّاس پانی کو
قضا گھیرے ہے غازیؑ کو پیاسی آلِ زہراؑ ہے

نہ تھے وارث ردائیں چھن گئی ہے خیمے جلے آخر
تڑپ کر زینبِؑ مضطر نے عابدؑ کو پکارا ہے

ہے لاشہ خاک پر آلودہِ خوں بے کفن رن میں
عجب غربت میں بھائی دشت میں زینبؑ کا بچھڑا ہے

شاعر: سید تنویر نقوی

سوز: وزیر افضل

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بُلاتی ہے

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بُلاتی ہے
صدائے فاطمہ زہراؑ لحد سے آتی ہے

طواف کرتا تھا جِس گھر کا خانہ کعبہ
کہ حاجیوں کی جماعت وہ گھر جِلاتی ہے

قدم حسینؑ اُٹھاتے ہیں سوُئے کرب و بلا
قدم سے لُپٹی ہوئی کائنا ت جاتی ہے

خبر ہے شام غِریبا ں تیرے اِندھیرے کو
نبیؐ کے روُضے پہ صغراؑ دیئے جِلاتی ہے

بِتا اِے ماہِ محرم یہ کون بی بیؑ ہے
وہ بال کھوُل کے بس چاند دیکھے جاتی ہے

یہ کون بی بیؑ ہے اور کِس کی راہ تکتی ہے
نہ موُت آتی ہے اِس کو نہ نیند آتی ہے

نویدؔ کیا ہوُا لبیک کیوں نہیں کہتے
صداتو دشت سے ہل مِن کی اِب بھی آتی ہے

شاعر: نمیر احمد نویدؔ

سوز: عامر رضا ملک اور عابد رضا ملک

چھوڑتا ہوں میں وطن

چھوڑتا ہوں میں وطن دیں کو بچانے کیلئے
جو کیا وعدہ ازل میں وہ نبھانے کیلئے

آگیا وہ دن بھی شدّت سے تھا جس کا انتظار
بیٹھی ہے تیار زینبؑ ساتھ جانے کیلئے

کر دیا مجبور مجھ کو کرنے آیا ہوں سلام
جا رہا ہوں کربلا واپس نہ آنے کیلئے

ہو گئی نانا مکمل سب میری قربانیاں
آ گیا دنیا میں اصغرؑ تیر کھانے کیلئے

تڑپی ہے زینبؑ ابھی تک خوں روتا ہے سجادؑ
پھر کوئی اس کو نہ کہہ دے شام جانے کیلئے

چھوڑتا ہوں میں وطن۔۔۔۔۔

کانپتے ہیں سارے انساں موت کی دھلیز پر
دل علی اصغرؑ کا چاہیئے مسکرانے کیلیئے

خونِ اصغرؑ نے منافق کر دیئے سب بے نقاب
آئینہ موجود ہے ظالم زمانے کے لئے

موت کی آغوش میں سوئے شبیہِ مصطفٰےؐ
سوچتی ماں رہ گئی دولھا بنانے کے لئے

سوکھے لب معصومہؑ کے دیکھے تو غازیؑ نے کہا
جارہا ہوں میں سکینہؑ پانی لانے کیلیئے

ڈھل گیا عاشور کا دن چھا گئی تنویرؔ رات
آگ لاتے ہیں شقی خیمے جلانے کیلیئے

شاعر: سید تنویؔر نقوی

سوز: اکبر عباس

یثرب سے کارواں جب

یثرب سے کارواں جب سادات کا چلا ہے مُڑ مُڑ کے ہر مسافر صغریٰؑ کو دیکھتا ہے
تیری تینوں بہنیں بابا تیرے ساتھ جا رہی ہے صغریٰؑ کو ساتھ لے جا، اکبرؑ کی التجا ہے
مر جاتا کرب و بلا میں یہ دیکھتا نہ عابدؑ جکڑی علیؑ کی بیٹی اور مانگتی ردا ہے
تیرے جیتے جی نہ اُترے بنتِ علیؑ کی چادر ام البنینؑ نے رو کے عباسؑ سے کہا ہے
جنگل میں اپنی بستی نانا بساؤں گا میں میرے لہو سے ہو گی تیرے دین کی بقا ہے
اذان کی صدائیں سجدے حسنؔ نمازیں احسانِ کربلا تھا، احسانِ کربلا ہے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: استاد اکبر عباس

چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ

چل پڑے شبیرؑ کربل ہو گیا ویراں مدینہ
روتی اکبرؑ تجھ کو صغریٰؑ رہ گئی تنہا مدینہ

سر بھی دوں گا گھر بھی دوں گا بہنوں کی چادر بھی دوں گا
دیں بچانے کیلئے نوجواں اکبرؑ بھی دوں گا
اب نہ زندہ لوٹ کر میں آؤں گا نانا مدینہ

بہنیں لے کر حرم لے کر کربلا کو جا رہا ہوں
ایک غم ہے میرے دل میں جس کو لے کر جا رہا ہوں
نانا اُمت نے نہیں دی قبر کی بھی جا مدینہ

رو رہا ہے ایک صحرا دے رہا ہے وہ صدائیں
خوں خدارا دے کے اپنا مولاؑ مجھ کو آبسائیں
بن جاؤں گا میں مقدّس جس طرح مکہ مدینہ

چل پڑے شبیرؑ کربل۔۔۔۔۔

صبحِ عاشورہ جو گونجی بن میں اکبرؑ کی اذاں
بہنیں روئی پھوپھیاں روئی روتی ہے اکبرؑ کی ماں
سن کے روئی بہن بچھڑی بھائی کی اذا مدینہ

جب چلا تھا قافلہ یہ اُونٹوں کی تھی سو قطاریں
آج شاھدؔ بیبیوں کی کوئی سنتا نہ پکاریں
تین محمل اک مہاری قافلہ لوٹا مدینہ

بشکریہ ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

گھر میں موت کا سناٹا ہے بس اک صغریٰؑ زندہ ہے
یا ہے دیا دہلیز پر روشن یا اک سایہ زندہ ہے
سارے گھر کو ایک اُداسی ہر جانب سے گھیرے ہے
بس اک صغریٰؑ زندہ ہے پر صغریٰؑ بھی کیا زندہ ہے
میر احمد نویدؔ

تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں

تیری لحد پہ چراغِ آخر جلا رہا ہوں میں جارہاہوں
میں محملوں پہ قرآن و عطرتؑ بٹھا رہا ہوں میں جارہاہوں

شبابِ اکبرؑ گلوئے اصغرؑ یتیم قاسمؑ وفائے غازیؑ
خدا کے دیں پہ کمائی ساری لٹا رہا ہوں میں جارہاہوں

مجاوری کو ہے چھوڑی صغریٰؑ کہ ہو بہو ہے وہ شکلِ زہراؑ
میں شامیوں کی نظر سے اُس کو بچارہا ہوں میں جارہاہوں

خلیلؑ یہ حوصلہ بھی دیکھیں حسینؑ کا کربلا میں آکر
میں کیسے اپنے جواں کا لاشہ اٹھا رہا ہوں میں جارہاہوں

ہے ایک منظر میری نظر میں کنارے دجلہ کے پیاسا صحرا
میں خونِ اصغرؑ سے پیاس اُس کی بجھا رہا ہوں میں جارہاہوں

تیری لحد پہ-----

رکھ کے سجدے میں سر کو اپنے یوں نینوا سے شبیرؑ بولے
بنا کے خاکِ شفا لہو سے سجا رہا ہوں میں جارہاہوں

یہ شہہؑ نے رو کر کہا سکینہؑ نہ پھر ملے گا تمھیں یہ سینہ
تمھیں میں تنہائیوں میں سونا سکھا رہا ہوں میں جارہاہوں

انیسؔ قبرِ نبیؐ سے وعدہ یہ کر کے شبیرؑ چلدیئے تھے
یزدیت کے محل وہ سارے گرا رہا ہوں میں جارہاہوں

روضے پہ مصطفیٰؐ کے صغراؑ دیئے جلائے
رو رو کے ناناؐ جان کو فریاد بھی سنائے
کس کو میں دل دکھاؤں دکھڑا کیسے سناؤں
ایسے گئے ہیں باباؑ پھر لوٹ کر نہ آئے

باباثارؔ حیدری

لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ

لکھواتے ہیں شبیرؑ وہی لکھتے ہیں غازیؑ
اسلام کا سامانِ سفر لکھتے ہیں غازیؑ

شبیرؑ نے لکھوائے جو عباسؑ کے بازو
روتے ہوئے شبیرؑ کا سر لکھتے ہیں غازیؑ

مضطر ہو کے صغریٰؑ جو کنیزوں میں کھڑی ہے
صغریٰؑ کے لئے زخمِ جگر لکھتے ہیں غازیؑ

فہرست میں اصغرؑ بھی ہے اکبرؑ کے برابر
توحید کی بقا کا ہنر لکھتے ہیں غازیؑ

چادر کبھی محمل کبھی خیام کا جلنا
فہرست میں عصمت کا نگر لکھتے ہیں غازیؑ

بھائی کا وطن کرب وبلا لکھتے ہیں مولاؑ
پردیس میں ہمشیر کا گھر لکھتے ہیں غازیؑ

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے
پردیس جانے والے پھر لوٹ کر نہ آئے

میں منتظر ہوں کب سے بیٹھی ہوئی ہوں در پر
اب موت کے پسینے میری جبیں پہ آئے

جب چاند دیکھتی ہے وہ عید کا فلک پر
کچھ چاند اپنے گھر کے صغریٰؑ کو یاد آئے

صغریٰؑ نے خط میں لکھا بیکار ہے یہ جینا
نہ موت آئی مجھ کو باباؑ نہ آپ آئے

پردیس جا کے اکبرؑ بھولے ہیں اپنا وعدہ
بھیا کو یاد وعدہ جا کر کوئی دلائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے۔۔۔۔۔

کرتی ہے عید کے دن اشکوں سے وہ چراغاں
عیدی میں اب وہ دُکھیا بس دکھ ہی تو پائے

رو رو کے عید گزری نوروز بھی گزارا
بچھڑے ہوں جسکے اپنے وہ عید کیا منائے

اکبرؑ سے جا کے کہنا مرتی ہے تیری صغریٰؑ
جب کربلا کی جانب یثرب سے کوئی جائے

چہرے پر انگلیوں کے اب تک نشاں ہیں باقی
زندان میں سکینہؑ روتی ہے منہ چھپائے

کیا مختصر سپاہ ہے جیسے کہ کربلا میں
شبیرؑ زندگی کے لے کر اصول آئے

روئے کہ دے تسلی بے آس قیدیوں کو
حال اپنے دل کا زینبؑ جا کر کسے سنائے

صغریٰؑ نے آنسوؤں کے۔۔۔۔

لاشِ حسینؑ پر آئی یوں علیؑ کی بیٹی
روضہ پہ مصطفٰےؐ کے جیسے کہ بتولؑ آئے

خاموش بہہ رہے ہیں آنکھوں سے خوں کے آنسو
سجادؑ تو نے دل پر کیا کیا نہ زخم کھائے

خیمے جلانے والے ہیں جاں نشیں انہیں
بنتِ نبیؐ کے گھر پر جو آگ لے کر آئے

شاید مباہلے کی پھر آپڑے ضرورت
زہراؑ کی بیٹیوں کو شبیرؑ ساتھ لائے

تم اہلِ حسبُنا کیا قرآں سمجھ سکو گے
اخترؔ فقیر کی جب باتیں سمجھ نہ پائے

شاعر: اختیار حسین اخترؔ چینوٹی

اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے

اجڑے ہوئے گھروں کے صغریٰؑ دیئے بجھا کے
کرتی رہی چراغاں روضے پہ مصطفےؐ کے

زہراؑ کا چاند چمکا کرب و بلا میں آ کے
ٹوٹے جہاں ستارے والشمس والضحیٰ کے

قاسمؑ کے سر پہ سہرا پہنا گئی جوانی
طٰہٰ کی چند کلیاں کچھ پھول اِنّما کے

شبیرؑ گر نہ ہوتے ملت بدل رہی تھی
اسلام پر ہیں احساں مظلومِ کربلا کے

ناموسِ مصطفےؐ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں
سجادؑ کے گلے میں تھے طوق حسبُنا کے

اجڑے ہوئے گھروں۔۔۔۔

اس شانِ بے کسی پر شرما گئی قضا بھی
حرمل کی سمت دیکھا اصغرؑ نے مسکرا کے

غازیؑ ترا کہاں تھا جب دُر چھنے سکینہؑ
روتی رہی طمانچے شمرِ لعیں کے کھا کے

بنتِ نبیؐ کی اخترؔ امت نے قدر کیا کی
دربار میں گئی تھی زہراؑ سند اُٹھا کے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی
سوز: قمر عباس

دربارِ نبیؐ میں شام ڈھلے بیمارؑ چراغ جلاتی ہے
سُن سُن کے صدا بابا بابا زہراؑ کی فغاں یاد آتی ہے
بابا نثارؔ حیدری

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ اے میرے بھائی آجا
ویران ہے مدینہ اے میرے بھائی آجا

خاک اڑ رہی ہے بھیا ہر ایک راستے پر
فریاد کر رہا ہے رو کر ہر ایک منظر
ہے بہن کے لب پہ نوحہ اے میرے بھائی آجا

جسکو بجھا نہ پائے میرے آنسوؤں کے دھارے
میرے دل میں ہے جو روشن تیری یاد کے سہارے
وہ دیا ہے بجھنے والا اے میرے بھائی آجا

کوئی بہن نہ بھائی اماں ہیں اور نہ بابا
میں ایسے اجڑے بن میں نہ رہ سکوں گی تنہا
مجھے لینے اب خدارا اے میرے بھائی آجا

نوحہ کناں ہے صغریٰؑ۔۔۔۔

اک میں ہوں اجڑے گھر میں اور میری بے کسی ہے
سارے چراغ گل ہیں وحشت برس رہی ہے
دم گھٹ رہا ہے میرا اے میرے بھائی آ جا

میرے بھائی واپس آ جا یہ بہن بلا رہی ہے
ترے ہجر کی اذیت مجھے خون رلا رہی ہے
میں نہ جی سکوں گی بھیا اے میرے بھائی آ جا

خاموش ہیں فضائیں چپ ہیں تمام رستے
پتھرا نہ جائے آنکھیں تیری راہ تکتے تکتے
کہیں مر نہ جائے بہنا اے میرے بھائی آ جا

گوہرؔ بہن کو لینے واپس نہ آیا بھائی
اسے آخری بھی ہچکی یہی کہتے کہتے آئی
میرے بھائی اب تو آ جا اے میرے بھائی آ جا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ

صغریٰؑ نے خط لکھا اکبرؑ تو لوٹ آ
تیرے سِوا بہن کا ہے کون آسرا

جس دن سے تم گئے ہو راہوں پہ ہی نظر ہے
جیتی ہوں کس طرح میں تم کو کہاں خبر ہے
گھٹ گھٹ کے مر رہی ہوں بھائی مجھے بچا

روضۂِ مصطفےٰؐ پہ جا کر دیئے جلائے
پردیس جانے والے تم لوٹ کر نہ آئے
کب تک میں دیکھوں اکبرؑ تیرے نشانِ پا

سب ہاشمی گھروں پہ بھائی قفل پڑے ہیں
ہر سمت ہے ویرانی سب یاس سے بھرے ہیں
کس کو بلائے صغریٰؑ کوئی نہیں میرا

صغریٰؑ نے خط لکھا۔۔۔۔

جب بھی کسی بہن کے سنگ دیکھتی ہے بھائی
بیمار کو ستائے اکبرؑ تیری جدائی
آجا کہ تم سے پہلے آجائے نہ قضا

سب اپنی اپنی بہنوں کو ساتھ لے گئے ہیں
پھر کیوں مجھے جدائی کے داغ دے گئے ہیں
کیسے جیئے گی صغریٰؑ کوئی تو سوچتا

کل رات سو گئی تو سپنا عجیب دیکھا
کبرہؑ بہن کا میں نے بکھرا نصیب دیکھا
شرم و حیاء کی ملکہ دیکھی ہے بے ردا

عرض و سماء کی جب تک ہے سانس میں روانی
توقیرؔ ماتمی کی جب تک ہے زندگانی
اکبرؑ کے قاتلوں پہ لعنت کی ہے صدا

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحید الحسن کمالوی

گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر

گیا ہائے اکبرؑ مدینہ سے کیونکر
یثرب میں صغریٰؑ یہ کہتی تھی رو کر

ادھر ننھے اصغرؑ کو شہؑ نے سلایا
پیمبر مدینہ سے صغریٰؑ کا آیا
سنا شہؑ نے صغریٰؑ کا نوحہ یہ رو کر

لبوں پہ صغریٰؑ کے فریاد آئی
بہن کی خبر لو کہاں ہو اے بھائی
کہاں ہے سکینہؑ کہاں میرا اصغرؑ

اسی راہ پر جس پہ اکبرؑ چلا تھا
جہاں میں نے اصغرؑ کا چوما گلا تھا
رولاتی ہے مجھ کو وہی خاک اڑ کر

گیا ہائے اکبرؑ۔۔۔۔

مجھے میرے اکبرؑ سے بابا ملا دو
مجھے فخر یوسفؑ کی زیارت کرا دو
کہیں مر نہ جاؤں حسرت یہ لے کر

تڑپ کے یہ زینبؑ نے دی ہے دہائی
کہ جب یاد زینبؑ کو صغریٰؑ کی آئی
ہے دشت بیا باں نہیں کوئی یاور

دعا کر رہا ہوں یہ عاصمؔ خدا سے
جہاں گریہ و ماتم کی گونجے صدا سے
نشاں ماتمی کے یہ روتے ہیں کہہ کر

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا

صغریٰؑ تیرے سینے میں ارمان رہے گا
بھائی کے بنا گھر تیرا ویران رہے گا

گونجیں گیں اندھیروں میں سکینہؑ کی صدائیں
خاموش مگر شام کا زندان رہے گا

اے دشتِ ستم دیکھ ذرا پیار سے رکھنا
چھ ماہ کا اصغرؑ تیرا مہمان رہے گا

برچھی کا کلیجے سے نکلنا علی اکبرؑ
تاریخ کے ہر باب کا عنوان رہے گا

چادر بھی برادر بھی دیئے عونؑ و محمدؑ
زینبؑ کا خدائی پہ یہ احسان رہے گا

شاعر: سید محسن نقوی

مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا

مظلوم کے سفیر کو مارا ہے بے خطا
مسلمؑ کو ظالموں نے چھت سے دیا گرا

لیکے پیغام امن گئے قتل کر دیا
دی ظالموں نے ان کو کس جرم کی سزا

ہر سو لگے تھے پہرے کوفے میں ظالموں کے
مظلوم بے وطن پہ روتی رہی قضا

بیٹوں کو ساتھ لیکر مسلمؑ چلے تھے گھر سے
افسوس کلمہ گو کو آئی نہ کچھ حیا

تھی رات ظلم کی وہ تنہا جنابِ مسلمؑ
پرسانِ حال کوئی کوفے میں نہ رہا

مظلوم کے سفیر کو۔۔۔۔۔

یارب نہ لال بچھڑے پردیس میں کسی کے
رورو کے کر رہے تھے مسلمؑ یہی دعا

عباسؑ کی بہن کو پیغام کوئی دیدے
ہے موت ہر قدم پر بیٹے ہوئے جدا

راہوں میں کہہ رہی تھی عباسؑ سے رقیہؑ
میرے لال مجھکو لادے کرتی ہوں التجا

سادات کے لہو سے دیں کے چراغ روشن
شبیرؑ نے کیئے ہیں سردارؔ کس طرح

شاعر وسوز: یوسف سردارؔ، کراچی

یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں

یہ بات رُلاتی ہے رقیہؑ کو سفر میں
کس حال میں ہیں لعل میرے کوفہ شہر میں

کہتی ہے یہ رو رو کے غازیؑ سے رقیہؑ
آئے نہ میرے لعل تو مر جاؤں گی بھیا
یہ زخم جدائی کے ہوئے میرے جگر میں

ہائے بچھڑے ہوں جس ماں کے دو لعل پیارے
وہ زندہ رہے کیسے یادوں کے سہارے
اُس ماں کو نہ آئے گا کبھی چین قبر میں

ماں بیٹوں کو ہر عید پر ہاتھوں سے سجا کے
دیتی ہے دعا بیٹوں کو سینے سے لگا کے
ہائے عید کے دن خاک پڑی ہے میرے سر میں

یہ بات رُلاتی۔۔۔۔

دروازے پہ دیکھا سرِ مسلم کو لٹکتے
اور غازیؑ میرے لعل ہیں گلیوں میں بھٹکتے
اِس خوابِ پریشاں کا نقشہ ہے نظر میں

ہر سمت کھڑی موت ہے بانہوں کو پسارے
معصوم ہیں سہمے ہوئے دریا کے کنارے
اُجڑے نہ رقیہ کی طرح کوئی دہر میں

حارث کو یتیموں پر ذرا رحم نہ آیا
اک اُجڑی ہوئے ماں کو ہے راہوں میں رُلایا
سر کاٹ کے تن پھینکے ہیں دریا کے بھنور میں

سردارؔ رقیہؑ نے سہے کیسے یہ سدمے
عبّاسؑ کی ہمشیر تو روتی ہے لحد میں
دو بیٹے مرے شام تو دو کوفہ شہر میں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے

مسلمؑ تیرے لاشے پہ جو یہ ظلم ہوا ہے
اولادِ علیؑ ہے تو یہی تیری خطا ہے

مسلمؑ کے مصائب میں تڑپ دل کی کوئی پوچھے
آغازِ مصیبت ہے کہ انجامِ بلا ہے

کوفے میں براہیم و محمد کی یہ تنہائی
غربت سی یہ غربت ہے جفا سی یہ جفا ہے

یاد آئے ہیں شہزادے مسلمؑ کو بہت شاید
کیوں جام پانی کا لہو رنگ ہوا ہے

کھینچا گیا کوفے کی گلیاں میں تیرا لاشہ
پامالِ ستم کر کے گلا کاٹا گیا ہے

مسلمؑ کی یتیمہ پر ایسا تھا کرم شہہ کا
کچھ سوچ کر زینبؑ نے جگر تھام لیا ہے

کیوں ذبح کیا پیاسا مولا کو مرے لوگو
عاصمؔ سرِ ماتم یہ ہر اک دل کی صدا ہے

شاعر: عاصمؔ رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے

جا کر وطن میں کوئی ماں کو خبر سنا دے کوفے میں دربدر ہیں مسلمؑ کے شاہزادے	شاعر: محب فضی
ہم کو نہ مار حارث مسلمؑ کے ہم پسر ہیں اس شہرِ بے وفا میں ہم آج دربدر ہیں دیں گے دعائیں تجھ کو بابا سے گر ملا دے	
سید ہیں یہ فضیلت دی ہے ہمیں خدا نے بے گھر مسافروں کو مت مار تازیانے ہم آلِ مصطفیٰؐ ہیں ہم کو نہ یہ سزا دے	
بابا کو ڈھونڈتے ہیں دونوں غریب بھائی دونوں مسافروں کو ہے ماں کی یاد آئی اب کون کم سنوں کو کوفے میں آسرا دے	
محشر کے روز ضامن ہم ہیں ترے ضعیفہ کوفے میں تو نے ہم کو مہمان ہے بنایا تیرے ہر اک عمل کی خالق تجھے جزا دے	

اے چاند محرم تو ہی بتا

اے چاند محرم تو ہی بتا خاتونؑ کا چاند کہاں ہے
آباد ہے دنیا ساری زہراؑ کا چمن ویراں ہے

دیکھا نہ سنا زاہد ایسا زخموں سے بدن ہے چُور مگر
جاری ہے زباں پہ ذکرِ خدا گردن پہ خنجر رواں ہے

تو پر جبرئیل کی زینت تھا کیوں لاشہ تیرا پامال ہوا
بے گور و کفن ہو بھائی میرے زینبؑ کو یہی ارماں ہے

کہتی ہے سکینہؑ عابدؑ کو اِس قید میں میں مر جاؤں گی
چھوڑو نہ اکیلا بھائی تاریک بہت زنداں ہے

اے کوفیوں میں ہوں بنتِ علیؑ اور وارث چادرِ زہراؑ کی
دیکھو نہ تماشہ شرم کرو اب زینبؑ سر عریاں ہے

اولاد کا غم بھائیوں کے ورم کٹتا ہے کلیجہ قدم قدم
ہائے کیسے اُٹھائے خون بھری اکبرؑ کی لاش جواں ہے

تنویرؔ اُٹھا کے اصغرؑ کو سید نے سوالِ آب کیا
تم بھی ہو مسلمان رحم کرو بے شیر کی خشک زباں ہے

شاعر: سید تنویر نقوی
سوز: وزیر افضل

اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا

اے چاند محرّم کے تو بدلی میں چلا جا
تجھے دیکھ کے مر جائے نہ بیمار ہے صغریٰؑ

گھر زہراؑ کا لٹنے کی خبر تو نے سنائی
تجھے دیکھ کے روتی ہے محرّم میں خدائی
چودہ سو برس بیتے سب کرتے ہیں شکوہ

قاصد کو دیا خط میں یہ پیغام لکھا کے
اک بار تو مل جا مجھے سینے لگا کے
پتھرائی ہوئی نظریں کب دیکھیں گی چہرہ

ملنے کیلئے بھائی کو بے چین بڑی ہے
کب سے علی اکبرؑ کی یہ راہوں میں کھڑی ہے
بچھڑی ہے یہ مدّت سے اسے تو نہ نظر آ

اے چاند محرّم۔۔۔۔۔

وعدہ جو کیا بہن کو سینے سے لگا کے
میں شادی کروں گا تو تیرے پاس ہی آ کے
میں سات محرّم کو لوٹوں گا نہ گھبرا

ویران گھروں میں نہ اسے نیند ہے آتی
اکبرؑ کی جدائی ہے اسے خون رلاتی
قدموں کے نشاں ڈھانپ کے بیٹھی ہے سرِ راہ

رونے نہیں دیتے مجھے راتوں کو مسلماں
بیماری سے بے حال ہوں کچھ روز کی مہماں
ہر سمت سے ہے مجھ کو اب موت نے گھیرا

گن گن کے جو صغریٰؑ نے یہ دن ہے گزارے
زندہ ہے تو اکبرؑ کے وعدوں کے سہارے
دن رات تڑپتی ہے اسے اور نہ تڑپا

اے چاند محرّم۔۔۔۔۔

بہنوں کا تو بھائیوں سے رشتہ ہی عجب ہے
تم بھول گئے مجھ کو یہ کیسا غضب ہے
اس آس پہ زندہ ہوں دیکھوں تیرا سہرا

بھیا کی جدائی میں پریشان ہے رہتی
ہر روز یہ ناناؐ کو رو رو کے ہے کہتی
اکبرؑ نہ ملا ناناؐ میں مر جاؤں گی تنہا

صغریٰؑ کے نصیبوں میں تو رونا ہی لکھا ہے
سردارؔ معصومہؑ کو ملی کیسی سزا ہے
خط آیا نہ اکبرؑ کا روتی رہی صغریٰؑ

شاعروسوز: سرداریوسف، کراچی

چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ

چاند نکلا ہے محرم کا تو تنہا صغریٰؑ
دیکھ کر روتی ہے بیمار سرِ راہ صغریٰؑ

جب نکلتا ہے محرم میں تو سب روتے ہیں
ایک بیمار نظر آتی ہے تنہا صغریٰؑ

تیرے چڑھنے سے اجڑ جائے گا گھر زہراؑ کا
آج چھپ جا تجھے کہتی ہے یہ دکھیا صغریٰؑ

شام ڈھلتی ہے تو آجاتے ہیں پنچھی گھر کو
دیتی ویران گھروں سے ہے یہ صدا صغریٰؑ

جس طرح بچھڑی ہوں میں اور نہ بچھڑے کوئی
کرتی ناناؐ سے ہے رو رو کے یہ شکوہ صغریٰؑ

چاند نکلا ہے محرم۔۔۔۔۔

پوچھتا ہے کوئی صغریٰؑ سے تو رو دیتی ہے
کیوں نہ آیا تیرا اکبرؑ ذرا بتلا صغریٰؑ

دل میں ہے اِک تمنا کہ ملے اکبرؑ سے
رات دن کرتی ہے روضے پہ یہ دعا صغریٰؑ

نہ ملا بابا نہ بھیا کبھی سردارؔ جیسے
سہ گئی کس طرح ہر غم کی انتہا صغریٰؑ

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ، کراچی

چاند، دہلیز، دیا، وعدہء اکبر، امید
اس سے آگے دلِ بیمار سے سوچا نہ گیا
مرگئی وہ کہ ہے غش میں کہ ہے سکتے میں نویدؔ
گھر کے سناٹے سے بھی راز یہ کھولا نہ گیا

میر احمد نویدؔ

نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے

نہ چاند محرم کا صغریٰؑ کو نظر آئے
بچھڑی ہوئی بہن کا دم ہی نکل نہ جائے

کرتی ہے جب چراغاں دربار میں نانا کے
کہتی ہے یہ رو رو کے اکبرؑ مجھے مل جائے

جب شام کے سائے بھی ڈھلتے ہیں دیواروں سے
ویران گھروں سے پھر رونے کی صدا آئے

آؤں گا تجھے لینے وعدہ تھا تیرا اکبرؑ
آجاؤ نہ وعدے کی تاریخ گزر جائے

اُکھڑی ہوئی سانسوں میں کرتی ہے دعائیں یہ
یارب میرے اکبرؑ کا پیغام کوئی آئے

نہ چاند محرم کا۔۔۔۔۔

روتی ہے راتوں کو جب خواب ڈراتے ہیں
برچھی علی اکبرؑ کے سینے میں نظر آئے

صغریٰؑ تو یہ کہتی ہے بخشاؤں گی محشر میں
اکبرؑ تیرے آنے کی جو خبر سنا جائے

قدموں کے نشاں صغریٰؑ کہتی ہے چھپا کر یہ
یارب میرے بھیا کی یہ یاد نہ مٹ جائے

یہ درد انوکھا ہے صغریٰؑ سے کوئی پوچھے
سردارؔ جدائی کا صدمہ نہ سہا جائے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں

جب چاند نظر آئے ہم علم سجاتے ہیں
مظلوم کے لٹنے کا ہم سوگ مناتے ہیں

اس علم میں پوشیدہ حسرت ہے سکینہؑ کی
معصومؑ کی اشکوں سے ہم پیاس بجھاتے ہیں

بے کفن رہے لاشے جلتے ہوئے صحرا میں
شبیرؑ کی غربت کا ہم حال سناتے ہیں

تنہا شبِ غربت جس نے ہیں دیئے پہرے
ملکہئ شرافت کی روداد سناتے ہیں

بھیّا کی جو راہوں میں دن رات تڑپتی تھی
بچھڑی ہوئی صغریٰؑ کو راہوں سے بلاتے ہیں

جب چاند نظر آئے۔۔۔۔

چالیس برس خوں جو سجادؑ رہے روتے
اس خون کے صدقے میں ہم خون بہاتے ہیں

کیوں گود ویراں ہوئی ہائے مادرِ اصغرؑ کی
معصوم کے جھولے کو رو رو کے سجاتے ہیں

جِس دولہا کے لاشے کو مالا نے چُنا جا کر
اُس دولہا کی مہندی کو ہم رو کے اٹھاتے ہیں

سردارؔ تیرا رونا منظور کرے مولاؑ
جو سب کے نصیبوں کو اک پل میں بناتے ہیں

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

کرب و بلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

کرب و بلا حسینؑ سکینہؑ فرات چاند
صدیوں سے کہہ رہا ہے یہی ایک بات چاند

اکبرؑ کے انتظار سے خیموں کی آگ تک
پیاسوں کے تین چاند ہیں صغریٰؑ کے سات چاند

جیسے کسی جوان کی کاندھوں پہ لاش ہو
کچھ یوں جھکا جھکا سا ہے پہلی کی رات چاند

اُس رات بادلوں کی زباں سُکھ جاتی ہے
جس رات اُن سے کرتا ہے اصغرؑ کی بات چاند

آتا ہے آسمان پہ اک بار سال میں
بے گھر سافروں کی خبر لے کے ساتھ چاند

ہم شکلِ مصطفےٰؐ کی جوانی کو دیکھ کر
روتا رہے گا پڑھ کے پیمبرؐ کی نعت چاند

اکبرؔ یوں دیکھنے میں تو بے ہاتھ ہے مگر
سینے کے نشاں کہتے ہیں رکھتا ہے ہاتھ چاند

لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آگیا

لے کے پھر پیغام غم ماہ محرم آگیا
جاگ اُٹھا محشر، زمیں لرزی فلک تھرا گیا

حسبنا کی بدلیوں میں گھر گیا زہرہؑ کا چاند
مقصدِ اجرِ رسالت پر اندھیرا چھا گیا

کوفیوں کا حوصلہ ہر گز نہ تھا قتلِ حسینؑ
اے خلافت کون یہ اُن کو سبق سکھلا گیا

بول اے سجادؑ کی زنجیر گونج اے غارِ ثور
کون یہ بیمارؑ کو طوقِ گراں پہنا گیا

یاد تو ہو گا تجھے تو ہی تو اے قرآں بتا
کربلا میں کون خیموں کو جلانے آگیا

لے کے پھر پیغام۔۔۔۔

شام کے بازار میں وہ بے ردا ہو کر گئی
جسکی مادر کا جنازہ شب کو اٹھوایا گیا

بنتِ حیدرؑ کو کیا تھا، کس نے پابندِ رسن
دردِ پہلو آہ یہ کس کا مجھے یاد آ گیا

آ گئی چننے سند کو آج روحِ فاطمہؑ
ثانیِ زہرہؑ کو جب دربار میں لایا گیا

پوچھنا جنگِ جمل سے جا کے اے اخترؔ کہ کیوں
کربلا میں کارواں اسلام کا لوٹا گیا

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا

صغریٰؑ کو محرم کا جب چاند نظر آیا
خوش تھی کہ جدائی کا اب وقت گزر آیا

رہ میں جو غبار اُٹھتا بیمار یہ کہتی تھی
شاید کہ میرا قاصد کچھ لے کے خبر آیا

غمگین ستارو تم خوش ہو کے ذرا چمکو
صغریٰؑ کو تسلی دو نالوں میں اثر آیا

بیمار سجانے لگی پھر اجڑے ہوئے گھر کو
سمجھی شبِ فرقت کو پیغامِ سحر آیا

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستاں کانپے زمین سن کے جیسے روئے آسماں
یا مصطفیٰؐ ردائے بھی امت نے چھین لی اب جا کے سر چھپائے تیری بیٹیاں کہاں
وحشت سے قتل گاہ میں چونکے گا رات بھر اصغرؑ کو جنگلوں میں پکاری گی ماں کہاں
زینبؑ کے بازوؤں میں رسن کیا اندھیر ہے عباسؑ باوفا علی اکبرؑ جواں کہاں
بعدِ حسینؑ سوئی سکینہؑ نہ چین سے بھولے گی ہائے شمر کی وہ جھڑکیاں کہاں
زہراؑ کے لاڈلے کے گلے پر چھری چلی زینبؑ کے بازوؤں میں بندھی ریسماں کہاں

لا الہ تو پڑھ لیا اب لیں مزا تاثیر کا　　لا الہ کی تہہ کے نیچے خون ہے شبیرؑ کا
لا الہ کے پڑھنے والو لا الہ سے پوچھ لو　　لا الہ تو بچ گیا گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

لازوال درسگاہ حسینؑ ہے

لا الہ الا اللہ محمد الرّسولُ اللہ کی لازوال درسگاہ حسینؑ ہے
نہ جس کی کوئی مثال ہے نہ جس کی کوئی نذیر ہے وہ بے مثال شہنشاہ حسینؑ ہے

حسینؑ روحِ کائنات ہے، حسینؑ فخر معجزات ہے
خدا نے جس کو مرحبا ہے نفسِ مطمئن کہا وہ کربلا کا مصطفےٰؐ حسینؑ ہے

اے ہاشمی جوانو کیا ہوا، کہاں چلے گئے ہو باوفا
صدا یہ فاطمہؑ کی تھی کہ رن میں کوئی بھی نہیں اکیلا رہ گیا میرا حسینؑ ہے

حسینؑ لا الہ کی زندگی، حسینؑ انبیاء کی بندگی
لا الہ سے پوچھ لو کہ ساری کائنات میں صرف بنائے لا الہ حسینؑ ہے

لا الہ الااللہ۔۔۔۔۔

حسینؑ دین کا شباب ہے، حسینؑ درسِ انقلاب ہے
کفن کے بند کھول کر بلایا جس کو ماں نے خود وہ فاطمہؑ کا لاڈلا حسینؑ ہے
تڑپ چکی شبیہِ مصطفیٰؐ، مگر حسینؑ ہی ڈٹا ہوا
پسر جواں کی لاش پہ ہے مطمئن کھڑا رہا یہ وہ خلیلِ کربلا حسینؑ ہے

اپنے خون کا غسل ملا، کفن ہے جس کا خاکِ کربلا
دفن بہن نہ کر سکی ہے دھوپ میں پڑا رہا یہ وہ غریبِ کربلا حسینؑ ہے

پڑی ہیں رن میں لاشیں جابجا، جلے خیام کچھ بھی نہ بچا
حرم کے سر سے چھین لیں یزیدیوں نے چادریں یوں کربلا میں لٹ گیا حسینؑ ہے

حرم میں حشر کا سماں ہوا، پھوپھی سے جب سکینہؑ نے کہا
مجھے نہ نیند آتی ہے میں سوؤں کِس کے سینے پر کہاں چلا گیا میرا حسینؑ ہے

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے
دشمن ہوئے مسلماں بے درد آسماں ہے

اصغرؑ کی بے بسی پر پتھرا گئی فضائیں
خوں رو رہا ہے پیکاں سہمی ہوئی کماں ہے

شاید تڑپ تڑپ کر اصغرؑ نے جان دیدی
پتھرا گئی ہیں آنکھیں نکلی ہوئی زباں ہے

بانو سنبھال لینا اکبرؑ کی لاش جاکر
شبیرؑ ہیں اکیلے میّت بڑی جواں ہے

اکبرؑ کا حال جاکر اے نامہ بر نہ کہنا
دم توڑ دیگی صغریٰؑ بیمار و ناتواں ہے

ڈوبی ہوئی لہو۔۔۔۔

شمرِ لعیں چلائی شمشیر کس گلے پر
زہراؑ کے دل میں ظالم خنجر تیرا روا ہے

تابوت جس کی ماں کا اغیار نے نہ دیکھا
بے پردہ و بے ردا وہ لاشوں کے درمیاں ہے

جکڑی ہوئی رسن میں بنتِ رسولؐ نکلی
محمل نہیں میسر بیمار ساربان ہے

شاعر: یوسف سلمان شمسی

اسلام کو دیتا ہے ہر سال حیاتِ نو
کیا تو نے کہا غافل یہ ذکر پرانا ہے
نجم آفندی

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے
بنتِ زہراؑ تیری غربت کے زمانے آئے

بے کسی باپ کی بے شیرؑ سے دیکھی نہ گئی
ماں کی آغوش سے پانی کے بہانے آئے

رسم دنیا ہے مسلمانو ذرا ساتھ چلو
شاہؑ اصغرؑ کے لئے قبر بنانے آئے

رات گہری ہوئی جاتی ہے صدا دو اصغرؑ
ماں کہاں آگ کلیجے کی بجھانے آئے

رو کے شاہؑ کہتے تھے اکبرؑ میرا کوئی نہ رہا
دو صدا باباؑ کہاں لاش اٹھانے آئے

دشتِ خونخوار میں۔۔۔۔۔

وارثِ لاشائے شبیرؑ نہ آیا کوئی
لوگ ہر لاش پہ حق اپنا جتانے آئے

روکے کہتی تھی سکینہؑ کہ چچا آئے نہ تم
اب تو آجاؤ کہ گھر لوگ جلانے آئے

حشر برپا ہوا خیموں میں علمدارؑ اُٹھو
سر کھلے کیسے بہن تم کو بلانے آئے

چھین لی شمر نے احمدؐ کی نواسی کی ردا
کون عبّاسؑ کو دریا پہ بتانے آئے

ڈھل چکی شام یتیمی کی سکینہؑ سے کہو
اب کہاں باباؑ جو سینے پہ سلانے آئے

دشتِ خونخوار میں۔۔۔۔۔

رو دیئے شاہؑ نہ رہے عونؑ و محمدؑ قاسمؑ
تم بھی عباسؑ مجھے چھوڑ کے جانے آئے

وقتِ آخر کہا اکبرؑ نے تڑپ کر باباؑ
ہم کو وعدے نہیں صغریٰؑ کے نبھانے آئے

منزلِ کرب و بلا دیکھ کے رویا قاصد
کس کو صغریٰؑ کا وہ پیغام سنانے آئے

ہوش سجادؑ کو غش سے نہیں آتا ورنہ
شمرلع اور ہاتھ سکینہؑ پہ اٹھانے آئے

شب کے سناٹے میں بکھرے ہوئے لاشے یوسفؔ
آہ! وہ لوگ جو اسلام بچانے آئے

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی　　　　سوز: لالہ نثار علی قصوری

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا دشتِ خونخوار میں لختِ دلِ زہراؑ آیا
جو کہ گزری علی اصغرؑ پہ وہ روداد نہ پوچھ ہائے پیاسا لبِ دریا سے بھی پیاسا آیا
شاہؑ نے کھینچ تو لی سینائے اکبرؑ سے سناں ساتھ لپٹا ہوا برچھی سے کلیجہ آیا
احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ و حسنؑ کو شاہؑ کو حرملہ تیر سے کس کس کو نہ تڑپا آیا
کوفیو شرم سے آنکھوں کو جھکائے رکھنا ننگے سر حیدر کرارؑ کا کنبہ آیا
تم مسلمان ہو در و بام چراغاں نہ کرو شامیوں لٹ کے محمدؐ کا گھرانہ آیا
رہ گزارو یہ صدا گریائے زہراؑ کی ہے کون بیمارؑ یہ زنجیروں جکڑا آیا

ہو کے مہمان۔۔۔۔۔۔

طوق سے پاؤں میں تھی طاقتِ رفتار کہاں طوق و زنجیر کو سجادؑ پہ رونا آیا	شاعر: محمد علی شمسیؔ
قید کر کے سرِ بازار پھرایا ان کو جن کے گھر ہی سے مسلمانوں میں پردہ آیا	
ہائے بے وارثوں کی چند رداؤں کے سوا لوٹ میں ہاتھ مسلمانوں کے اور کیا آیا	
راہ تکتی رہی بچے کی جگر تھام کے ماں خوں میں ڈوبا ہوا بے شیر کا لاشہ آیا	
کہیں بانوؑ کہیں زینبؑ کہیں لپٹی ہے ربابؑ اک قیامت لئے آغوش میں جھولا آیا	سوز: لالہ عبدالواحد قصوری
خوں میں ڈوبی ہوئی اکبرؑ کی جوانی دیکھی ہائے آیا بھی تو کب قاصدِ صغریٰؑ آیا	
ہائے اس بچی کی مایوس نگاہیں شمسیؔ لوٹ کے جس کا چچا اور نہ بابا آیا	

اے کربلا تیرے دامن میں

اے کربلا تیرے دامن میں داستاں ہے کوئی حسینؑ بن نہ سکے گا نہ کربلا ہے کوئی
علیؑ کی بیٹی ہوں نانا ہے مصطفٰےؐ میرے میں بے ردا ہوں میرے سر پہ دے ردا ہے کوئی
نہ لاشِ بابا پہ آؤں گی چھوڑ دے ظالم یہ کہہ کے ننھے سے ہاتھوں کو جوڑتا ہے کوئی
نہ پوچھ مادرِ اصغرؑ کے دل کی بے چینی تمام رات کہیں جھولا جھلا رہا ہے کوئی
خیال آیا تھا بازارِ شام کا شاید بہن نے سر کو جو چوما تو رو دیا ہے کوئی
سہارا میری ضعیفی کا کھو گیا یا رب زمیں پہ بکھری جوانی کو ڈھونڈتا ہے کوئی

نگہباں دیں کی بن کے دشت میں

نگہباں دیں کی بن کے دشت میں آلِ عباؑ آئی
برادر مر گئے رن میں، ردا زینبؑ لُٹا آئی

ردا بھی لُٹ گئی عبّاس آ کر لو خبر میری
بہت روئی ہے زینبؑ جس گھڑی تم کو قضا آئی

بڑی مایوس نظروں سے کیا رخصت برادر کو
تڑپ کر روئی زینبؑ یاد زہراؑ کی دعا آئی

علی اکبرؑ کا لاشہ شاہؑ اُٹھائے گے ضعیفی میں
اگر ہو حکم آؤں میں صدائے باوفا آئی

ہے سر میں خاک راہوں کی برہنہ سر پھری زینبؑ
حیا سے سر جھکا ہے یاد غازی کی وفا آئی

ملا پانی جو پینے کو، سکینہؑ دوڑی مقتل کو
قضا اصغرؑ کو تِشنہ لب ہے تُربت میں سلا آئی

دعائیں رات دن رو رو کے کرتے ہیں یہی صفدرؔ
بلا لو اپنے روضے پر ہے لب پہ التجا آئی

شاعر: صفدر کاظمی

سوز: استاد اکبر عباس

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے
گلشن میں ہے اداسی جنگل بسا ہوا ہے

قرآن کے حافظوں نے مارا ہے شاہِ دین کو
کچھ حاجیوں نے ملکر کعبہ گرادیا ہے

کتنی حقیقتوں سے پردے اٹھے ہوئے ہیں
کس نے کہا کہ زینبؑ بلوے میں بے ردا ہے

فریاد کر رہی ہے کس درد سے سکینہؑ
عبّاس نامور کا لاشہ تڑپ رہا ہے

اصغرؑ کی لاش ہے یہ ام ربابؑ دیکھو
اسلام کو جگا کر معصوم سو گیا ہے

ویران ہے مدینہ۔۔۔۔۔

فضہؑ سے کوئی پوچھے کتنی مصیبتوں کی
زہراؑ سے ابتدا تھی زینبؑ پہ انتہا ہے

آنکھوں میں ہیں یہ آنسو یا سامنے نظر کے
تسنیم موجزن ہے کوثر چھلک رہا ہے

زین العباؑ نے اخترؔ اس دکھ بھرے جہاں میں
ہر زخم کھا کے جینا آسان کر دیا ہے

شاعر: اخترؔ چینوٹی

کہاں اشکِ غم اور کہاں قصرِ جنت
ہمیں نجمؔ قیمت گھٹائے ہوئے ہیں
علامہ نجمؔ آفندی

آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا

آلِ احمدؐ کا سفینہ درمیانِ کربلا آ گیا لکھنے لہو سے داستانِ کربلا
کس کے اکبرؑ نے کیا اللہ کو اکبر دشت میں اے مسلماں گوشِ حق سے سن اذانِ کربلا
جس کے ہر اک اشک نے تاریخ لکھدی ظلم کی وہ محرک ہے امیرِ کاروانِ کربلا
نوبتِ شہباز ہے دراصل ماتم کی صدا لال سہوانی قلندر ترجُمانِ کربلا
جو پیمبر بھی نہ کر پائے سرِ دشتِ بلا خون سے تیرے ہوا ہے اطمینانِ کربلا
بن گئی خاکِ شفا ہی چادرِ زینبؑ رضاؔ چادرِ زینبؑ بنی ہے سائبانِ کربلا

شاعر: سید علی رضاؔ بادشاہ

سوز: افضال حسین

نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا

نازل ہے کربلا میں نواسہ رسولؐ کا
پرچم کھلا ہوا ہے حسینؑ اصول کا

ہیں آخری سلام کو اکبرؑ جھکے ہوئے
نقشہ بنا ہوا ہے رکوعِ رسولؐ کا

لو حُرملا کے تیر کو اصغرؑ نے دی شکست
اب بل نکل گیا ہے امیہ کی بھول کا

اللہ کی کل رضا کا مالک میرا حسینؑ
مطلب یہ ہے نبیؐ کے سجدے میں طول کا

ہے پانی بند مالکِ کوثر کی آل پر
منہ دیکھتی ہیں بیبیاں زہراؑ کے پھول کا

منکر نکیر مجھ سے جو پوچھیں گے کچھ صدا
کہہ دوں گا نوحہ گر ہوں جنابِ بتولؑ کا

شاعر: سید علی رضا بادشاہ

شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے

شبیرؑ کربلا میں جو آئے تو کس لئے
بہنوں کو ساتھ اپنے وہ لائے تو کس لئے

وہ کربلا کی تپتی زمیں پر حسینؑ نے
بیٹے جو اپنے ذبح کرائے تو کس لئے

کوئی تو دعویدارِ وفا مجھ کو دے جواب
غازیؑ نے اپنے بازو کٹائے تو کس لئے

کیوں بیٹیاں علیؑ کی گئیں قید ہو کر شام
عابدؑ نے اشک خون کے بہائے تو کس لئے

اولادِ مصطفیٰؐ کی ردائیں بھی چھین لیں
پھر بے کسوں کے خیمے جلائے تو کس لئے

شاعر: باوا صدا حسین شاہ

سوز: غلام عباس

آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آگئی

آلِ احمدؐ کربلا میں دیں بچانے آگئی سر کٹانے شاہؑ ردا زینبؑ لٹانے آگئی	شاعر: صفدر کاظمی
جلتے خیموں سے نکل کر مضطرب امِ ربابؑ تُربتِ بے شیر پر آنسو بہانے آگئی	
ہاتھ پھیلا کر علی اکبرؑ کو دی شاہؑ نے صدا روگ یہ کیسا مجھے برچھی لگانے آگئی	
ہو کے غازیؑ سے مخاطب لاشِ اکبرؑ پہ کہا لو ضعیفی باپ کی لاشہ اُٹھانے آگئی	
سسکیوں میں ڈوب کر صغریٰؑ نے جو حسرت لکھی لاشائے اکبرؑ پہ بابا کو رلانے آگئی	
رن میں کٹتا دیکھ کر پیاسا گلا شبیرؑ کا خلد سے روحِ محمدؐ خاک اڑانے آگئی	
گوشوارے چھین کر مارے طمانچے شمر نے صدمے صحرا میں یتیمی کے اُٹھانے آگئی	

ہائے شبیرؑ کو مہماں

ہائے شبیرؑ کو مہماں نہ بنایا ہوتا ہائے زہراؑ کا کلیجہ نہ دُکھایا ہوتا
شاہ پہ آتا نہ بڑھاپا نہ کمر خم ہوتی علی اکبرؑ کا جو لاشہ نہ اُٹھایا ہوتا
حرملا یہ تو بتا کیا تیرا نقصاں ہوتا پانی بے شیر کو تو نے جو پلایا ہوتا
بنتِ زہراؑ تیری چادر کو نہ لٹتا کوئی سر پہ عبّاسِؑ علمدار کا سایہ ہوتا
جس کی عظمت کے کرے پورے تقاضے سورج سر برہنہ اسے بازار نہ لایا ہوتا
اے مسلماں تیری بخشش کی وہ ضامن ہوتی کاش تو نے دلِ زہراؑ نہ دکھایا ہوتا

https://youtu.be/CN2v9y-eMnk?si=0FUtHTpO9-vnTH3O

ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے

ہر ماتمی کے دل کی صدا ہے عرشِ معلی کربلا ہے
اترے ہیں پارے جس پر بہتر ایسا صحیفہ کربلا کربلا ہے

دسویں کو اجڑی آلِ پیمبرؐ شہہؑ کا تھا لاشہ تپتی زمیں پر
عابدؑ نہ بھولے لیکن وہ منظر بازار میں تھی زینبؑ کھلے سر
عابدؑ کے لب پر ہے شام و کوفہ زینبؑ کا نوحہ کربلا کربلا ہے

گزری جہاں سے شہہؑ کی سواری، بنتِ علیؑ کی نوری عماری
اس رن میں اب تک ماتم ہے جاری، کرتی ہے زہراؑ یہ آہ وزاری
نبیوںؑ نے جس پر سجدہ کیا ہے، واحد وہ رستہ کربلا کربلا ہے

سر دے کے جس نے حق کو بچایا، اپنا بھرا گھر رن میں لٹایا
اکبرؑ کا لاشہ رن سے اُٹھایا، اصغرؑ نے جس کے پانی نہ پایا
ہر ذرہ جس کا خاکِ شفاء ہے، تنہا وہ یکتا کربلا کربلا ہے

عرشِ معلی کربلا ہے۔۔۔۔

تپتی زمیں پر لاشے پڑے ہیں، شبیرؑ تنہا رن میں کھڑے ہیں
سر انبیاءؑ کے خم ہو گئے ہیں، رو کر حسینؑ سے یہ پوچھتے ہیں
کیانام آخر ہے اس زمیں کا، شبیرؑ بولے کربلا کربلا ہے

باقی ہے اب تک شبیرؑ کا غم، اونچا رہے گا غازیؑ کا پرچم
زہراؑ کے دل کا آنسو ہے مرہم، مظلوم تیرا برپا ہے ماتم
لب پر محبؔ کے بس یہ صدا ہے، صدیوں سے زندہ کربلا کربلا ہے

شاعر: محبؔ فاضلی

سوز: نزاکت علی

دلیلِ بعیت فاسق روا رکھی گئی تھی
مدینے میں بناء کربلا رکھی گئی تھی
حضورِ سرورِ کونینؐ جب محصر ہوا پیش
زمینِ کربلا سب سے جدا رکھی گئی تھی

افتخار عارفؔ

کیسا ہے دل یہ ماں کا

کیسا ہے دل یہ ماں کا کیسا ہے حوصلہ آؤ بتاؤں تم کو کہتی ہے کربلا
یہ ماں ہے اُمِّ لیلیٰؑ اکبرؑ جوان کی بیٹے کا ٹوٹتے دم جو دیکھتی رہی بالوں پہ خوں پسر کا جس نے لگالیا
اِک عونؑ اِک محمدؑ جو دل کا چین تھے پالا تھا اُن کو شاید عاشور کے لئے زینبؑ نے لعل دونوں دیں پر کئے فدا
گھڑی کھلی تو ماں کا تقسیم تھا جگر ٹکڑوں پہ لعل تھے جب اُس کی پڑی نظر فروہؑ نے شکر کا تب سجدہ ادا کیا
چھ ماہ کے پسر کو کہتی رہی رُبابؑ میداں میں مسکرانا اے میرے مہتاب اصغرؑ گلے پر کھاؤ جب تیرِ حرملا

کیسا ہے دل یہ ماں کا۔۔۔۔۔

سب ماؤں سے ہے افضل مادر حسینؑ کی بیٹے کا صاف مقتل بالوں سے کر گئی گودی میں سر کٹا ہے جس کی حسینؑ کا
یہ ماں ہے پاک دامن مسلمؑ کی نوحہ گر کوفے سے لعل جس کے آئے نہ لوٹ کر غازیؑ کے بعد پرچم جس نے اُٹھالیا
یہ نوحہ اُن بہادر ماؤں کے نام ہے جوادؔ کربلا کا اُن کو سلام ہے صدقے میں جن کے پائی اِسلام نے بقا

شاعر: جوادؔ جعفری		سوز: منور علی نومی

ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

حُر ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں

حرؑ ذرا پہچان مجھ کو بولتا قرآن ہوں میں مرضیِ ربِ جلی ہوں درد کا سلطان ہوں میں
تو میرے بچپن کا وعدہ، مانگا ہے تجھ کو خدا سے تیرا آنا کربلا میں لکھا ہے میری رضا سے تو بہتر (۷۲) میں ہے شامل حرؑ تیری پہچان ہوں میں
میں حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں مالک خلدِ بریں ہوں مٹھی میں دریا ہے میرے فطرتاً پیاسا نہیں ہوں حرؑ میرے سینے سے لگ جا آج کا مہمان ہوں میں
دیکھنا حرؑ میرے غم میں ہر جگہ ماتم بھی ہونگے خون جسموں سے بہے گا مومنوں میں ہم بھی ہونگے ہوں عزاداروں کا مولا نانا کا فرمان ہوں میں
دین ہے میرے کرم پہ انبیاء کی لاج ہوں میں اب خدا کو فکر کیسی کربلا میں آج ہوں میں یہ زمیں میری شہادت لا الہٰ کی آن ہوں میں

حرؑ ذرا پہچان مجھ کو۔۔۔۔۔

جنگ اگر ہوتی گوارا بھیجتا عباسؑ کو میں کچھ نہ رہتا کربلا میں ختم کرتا پیاس کو میں حق و باطل کی لڑائی میں بھی اک میزان ہوں میں
سر میرا نیزے پہ ہو گا ساتھ چادر بھی ہو گی بالوں کا پردہ بنائے عون کی مادرؑ بھی ہو گی مجھ پہ احسان ہے زینبؑ دین پر احسان ہوں میں
کربلا کی سرزمیں پہ وقت وہ بھی آئے گا دیکھ کر میری غریبی آسماں تھرائے گا آسماں والے کہیں گے درد کا عنوان ہوں میں
کفر کے راستے چلا تھا آبِ کوثر مل گیا ہے رات میں شہروزؔ حرؑ کو روزِ محشر مل گیا ہے حرؑ کی کیا تقدیر بدلی آج بھی حیران ہوں میں

شاعر: ملک شہزور حیدر

حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؑ آ جاؤ

حسینؑ آج ہے تنہا حبیبؑ آ جاؤ
کڑا ہے وقت خدایا حبیبؑ آ جاؤ

یہ کربلا ہے یہاں دوست کی ضرورت ہے
یہاں تو مجھ سے بھی پہلے تیری شہادت ہے
نہیں ہے کوئی ہمارا حبیبؑ آ جاؤ

میری نگاہ میں اب کربلا کا مقتل ہے
حسینی فوج کی فہرست نامکمل ہے
ہے ساتھ اب میرا کنبہ حبیبؑ آ جاؤ

تمہیں حسینؑ کے حق میں جہاد کرنا ہے
کیا تھا وعدہ جو بچپن میں یاد کرنا ہے
یہی ہے فرض تمہارا حبیبؑ آ جاؤ

حسینؑ آج ہے تنہا۔۔۔۔۔

وطن سے دور ہوں مجھ پر ہوئے ہیں ہائے غضب

میں حج کو عمرے میں تبدیل کر چکا ہوں اب

بدل گیا ہے زمانہ حبیبؑ آجاؤ

محبؔ حسینؑ نے حسرت سے چار سو دیکھا

زمینِ کرب و بلا کو لہو لہو دیکھا

لکھا یہ آخری فقرہ حبیبؑ آجاؤ

شاعر: محبؔ فاضلی

سوز: علی رضا بادشاہ

سنا کر نجمؔ قصّہ کربلا والے شہیدوں کا

مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں

علامہ نجمؔ آفندی

خیموں میں العطش کی آواز الاماں

خیموں میں العطش کی آواز الاماں
بچے تڑپ رہے ہیں بے تاب بیبیاں ہیں

لو الوداع ہو اکبرؑ رن سے آواز آئی
میرا جوان بیٹا لیلیٰ نے دی دہائی
نکالا میرا کلیجہ (ہائے ہائے) کھینچی جو برچھیاں

کیسی بنا کے دلہن لائے ہو مجھ کو قاسمؑ
شادی کسی پہ ہوتا دیکھا نہیں ہے ماتم
بنڑے کی لاش پر ہے (ہائے ہائے) بنڑی کی سسکیاں

مشکیزہ لے کے غازیؑ تیار ہو رہے ہیں
بانہیں گلے میں ڈالے شبیرؑ رو رہے ہیں
لو جا رہا ہے زینبؑ (ہائے ہائے) پردے کا پاسباں

خیموں میں العطش۔۔۔۔۔

تیرے بغیر اصغرؑ کیسے میں چین پاؤ
ممتا پُکارتی ہے آ گود میں سلاؤ
مٹی میں سو رہا ہے (ہائے ہائے) اے لال تو کہاں
کچھ تو بتاؤ لوگوں اس کا قصور کیا ہے
للّٰہ نہ مارو اس کو رانڈوں کا آسرہ ہے
کانٹوں پہ چل رہا ہے (ہائے ہائے) بیمار ساربان

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھُل کے کھِلی ہے نہ کھلے گی
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ
توحید تو شبّیرؑ کے سجدے میں ملے گی

سید محسنؔ نقوی شہید

میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے

میں خاکِ کربلا ہوں رتبہ میرا جدا ہے
بنتِ علیؑ نے مجھ کو چادر بنالایا ہے

میرا نصیب ایسا قدرت نے ہے جگایا
خاتونؑ کے پسر کی ہے میزبان ہے بنایا
میرا معلیٰ ہونا شبیرؑ کی عطا ہے

اکبرؑ جوان، قاسمؑ، غازیؑ سے چاند تارے
زین العباؑ نے میری آغوش میں اتارے
یعنی لہو نبیؐ کا مجھ میں ملا ہوا ہے

جس کو جنابِ احمدؐ تھے دوش پر بٹھاتے
اور جبرائیل جس کو تھے لوریاں سناتے
جائے نماز اُس کی سینہ میرا بنا ہے

میں خاکِ کربلا۔۔۔۔

کرتے ہیں رشک مجھ پر کوثر کے بھی کنارے
زینبؑ کے سر میں نے دو سال ہے گزارے
میرا ہر اک ذرہ ہر ظلم کا گواہ ہے

زہراؑ کی بیٹیوں کے پردے بنائے میں نے
ایماں کے محسنوں کے لاشے چھپائے میں نے
مثلِ جنابِ غازیؑ میری ذات باوفا ہے

شہدائے باصفا کے جسموں کو میں نے چوما
زہراؑ کی بیٹیوں کے قدموں کے میں نے چوما
اِس واسطے ہی میری تاثیر میں شفا ہے

توقیرؔ تو بھی کر لے آلِ عباؑ کا ماتم
جو شام میں گئی تھی اُس باردا کا ماتم
ممنون ماتمی کی مخدومہ فاطمہؑ ہے

شاعر: توقیر کمالوی
سوز: وحید کمالوی

کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں

کربل کے واقعے کی کوئی بات لکھ رہا ہوں زینبؑ کے اجڑنے کے حالات لکھ رہا ہوں
امت نے ہے سکینہؑ کو شام تک ستایا روئی نہ پھر کبھی وہ کچھ ایسے چپ کرایا مر کر نہ کھلے اسکے میں ہاتھ لکھ رہا ہوں
بارہ گلے تھے باندھے بس ایک ہی رسن میں بعدِ عصر جو لوٹی امت شقی نے بن میں قاسمؑ کی وہ میں اجڑی بارات لکھ رہا ہوں
غربت کا نعرہ جس دم شبیرؑ نے لگایا جھولے سے خود کو اس دم معصوم نے گرایا اصغرؑ کے غازی والے جذبات لکھ رہا ہوں
مرسل بھی سن رہا ہے رحمٰن سن رہا ہے سجادؑ کے مصائب قرآن سن رہا ہے ڈوبی ہوئی لہو میں آیات لکھ رہا ہوں

کربل کے واقعے کی۔۔۔۔۔

کبھی ڈھونڈتی سکینہؑ کبھی بچوں کو سلاتی کبھی غش سے رو کے زینبؑ سجادؑ کو جگاتی شامِ غریباں والی وہ رات لکھ رہا ہوں
عاشور تو ہوئی تھی اکبرؑ تیری اذاں سے شام غریباں آئی زینبؑ تیری ردا سے یہ غم میں جس کو رو کر دن رات لکھ رہا ہوں
تنہا نہیں ہے روئی سر ننگے زہرہؑ جائی جس جس جگہ بھی زینبؑ ہو کے اسیر آئی ہر موڑ پہ میں زہراؑ کو ساتھ لکھ رہا ہوں
کرتا حسنؑ سواری جو دوشِ مصطفی پر جس کو حسینؑ و منی کہتے رسولؐ اکثر تیروں کے سائے میں اب وہ ذات لکھ رہا ہوں

شاعر: حسن رضا

سوز: اکبر عباس

کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں

کلمہ گو یہ تو بتا ہم تیری کیا بات کریں
تو نے جو آلِ محمدؐ پہ ستم ڈھائے ہیں

کر دیا قتل بلا کے گھر مسلمان تو نے
آلِ احمدؐ کے فرد خون میں نہلائے ہیں

پانی مانگا تھا لگا تیر گلے اصغرؑ پہ
بوند پانی کے عیوض تیروں کے جام آئے ہیں

پوچھا سجادؑ سے زینبؑ نے یہ چلتے چلتے
شام ہے دور ابھی کتنی ہم کہاں آئے ہیں

بوسہ لیتے تھے محمدؐ جس گلے کا لوگو
اس پہ شبیرؑ نے امت سے زخم کھائے ہیں

کلمہ گو یہ تو بتا۔۔۔۔

ہم سے کہتے ہو کہ شبیرؑ کا ماتم نہ کرو
ہم تو غمخوار ہیں رونے کیلئے آئے ہیں

لٹ گئی کرب و بلا میں فاطمہؑ کی بیٹی
اس کے بھائیوں کے جو سر نیزوں پہ اٹھوائے ہیں

چھن گئی چادرِ زینبؑ رہے عباس نہ جب
ہائے بیمار کو زنجیر ہی پہنچائے ہیں

شام میں پہنچی جو زینبؑ یہ دیا امت نے
ثانیٔ زہراؑ پہ مینہ پتھروں کے برسائے ہیں

کیسے منظورؔ لکھے کرب و بلا کا منظر
تیغ و تلوراوں نے مولاؑ پہ کیسے سائے ہیں

شاعر: منظورؔ حسین
سوز: اختر حسین اختر

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللہ کی ہے شان کیا قرآن سے پوچھو
یٰسٓ طٰہٰ کوثر سورہ ھل اتیٰ رحمٰن سے پوچھو

قسمت سے غلامی بھی ملتی ہے پاک گھر کی
مصداقِ یرید اللہ کیا ہے مرتبہ سلمان سے پوچھو

مانگو دعا کوئی بھی معصوم ہو نہ قیدی
تنہائی قید کیا ہے جا کر شام کے زندان سے پوچھو

گر روشنی علم کی، ایمان چاہتے ہو
فرمانِ رسالت ہے ایمان کیا ہے کلِ ایمان سے پوچھو

کتنا کریم تر ہے زہراؑ کا لالؑ مولا
دشمن کو کہا بھائی حرؑ جیسے دشت کے مہمان سے پوچھو

شاعر: زوار بابا لعل حسین حیدری

آرہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا

آرہی ہے یہی ہر ماتمی کے سینے سے صدا حشر تک جاری رہے گا یہ غمِ کرب و بلا
سایہ گر اپنے سروں پر ہے علم غازیؑ کا ہم عزادار ہیں ہم پر ہے کرم غازیؑ کا غم منائیں گے اسی طرح سے ہم غازیؑ کا کس کی ہمت ہے کہ غم سے ہمیں روکے بھلا
جسکی تقدیر میں شبیرؑ کا ماتم ہو گا اسکو دنیا کا نہ حشر کا کوئی غم ہو گا وہ تو نبیوںؑ کی بھی نظروں میں مکرم ہو گا اسکو بخشش کی سند دیگا نصیری کا خدا
ایک دن سب کو شفا دیگی شفا کی خوشبو ایک دن آئیگی ہر دل سے وفا کی خوشبو ایک دن چار سو مہکے گی عزا کی خوشبو ایک دن آئیگی ہر گھر سے یہ ماتم کی صدا

آرہی ہے یہی۔۔۔۔۔

دین پر ہے تیرا احسان میرے مولا حسینؑ تو ہے اسلام کی پہچان میرے مولا حسینؑ تجھ پر قربان میری جان میرے مولا حسینؑ تیرے صدقے میں ملی دینِ محمد کو بقا
تیرے لشکر کا علمدار ہے وہ شیر جری جسکی ہیبت سے لرزتا ہے اجل کا دل بھی دھوم کونین میں ہے جسکی وفاداری کی جس نے پانی پہ لکھا پیاس سے قرآنِ وفا
میں ہوں اک خادم سرکارِ شہنشاہِ وفا نام گوہرؔ ہے میرا اور یہ دعویٰ ہے میرا پاک پاکیزہ لہو جسکی رگوں میں ہوگا اسکو ماتم میں بھی آئیگا عبادت کا مزہ

شاعر: گوہر جارچوی

اے اہلِ عزا دُکھ میں سلطانِ زمن

اے اہلِ عزا دکھ میں سلطانِ زمن کیو ں ہے احمدؐ کے گھرانے پہ یہ رنج و محن کیوں ہے
ہمراہ لئے بچوں کو موسمِ گرما میں فرزند پیمبرؐ کا آوارہ وطن کیوں ہے
شبیرؑ کے بچّے سب کیوں پیاسے تڑپتے ہیں کھولے ہوئے اصغرؑ بھی غنچہ سا دہن کیوں ہے
سب خلق کی مشکل کو آساں جو کرے دم میں اور ساقیِ کوثر ہے وہ تشنہ دہن کیوں ہے
کیوں دل پہ سناں کھائی ہم شکلِ پیمبرؐ نے ٹکڑے ہوا تیغوں سے وہ گل سا بدن کیوں ہے
ہر چیز زمانے کی ہے جس کے اشارے میں تیروں سے ہوا چھلنی پھر اُس کا بدن کیوں ہے
کیوں قید ہے سب کنبہ محبوبِ الٰہی کا احمدؐ کی نواسی کے بازو میں رسن کیوں ہے

اے اہلِ عزا۔۔۔۔۔

احمدؐ کا گھرانہ کیوں بلوے میں کھلے سر ہے اور بالی سکینہؑ کی گردن میں رسن کیوں ہے
محبوبِ الٰہی کا برباد ہوا گھر کیوں پامال ہوا رن میں زہراؑ کا چمن کیوں ہے
اُمت کے لئے آلِ احمدؐ نے دُکھ جھیلے پھر اُمتِ عاصی کا بگڑا یہ چلن کیوں ہے
دعویٰ ہے کہ پیرو ہیں ہم آلِ محمدؐ کے پھر زینتِ دنیا کی دل میں یہ چبھن کیوں ہے
ہے زُعم کہ بیٹھے ہیں ہم کشتیِ عترت میں پھر بیٹھ کے کشتی میں اُلٹا یہ چلن کیوں ہے
لے جلد خبر مولا روتا ہے ادیمؔ اب تو اس وقت تلک اُس کو فرقت کا محن کیوں ہے

شاعر: ادیمؔ نقوی

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ

پیاسا رہا جانِ نبیؐ اے وائے نہرِ علقمہ اُٹھتی رہی موجیں تیری اے وائے نہرِ علقمہ
وہ خشک لب سوکھا گلا شیر خدا کی آل کا وہ تیرے ہونٹوں پر تری اے وائے نہرِ علقمہ
طوفاں اُٹھانا تھا تجھے یا سوکھ جانا تھا تجھے کچھ تو نے خدمت ہی نہ کی اے وائے نہرِ علقمہ
اک مشک پانی کے لئے عباسؑ کے شانے کٹے ندی لہو کی بہہ گئی اے وائے نہرِ علقمہ
ڈوبے لہو میں یک قلم کیا کیا غزالانِ حرم دیکھی یہ کشتی ڈوبتی اے وائے نہرِ علقمہ
اک چادرِ آبِ رواں اوڑھے ہوئے تو نوحہ خواں زینبؑ کی یہ بے چادری اے وائے نہرِ علقمہ
قبضہ میں تیرے آب ہو اور پیاس سے بے تاب ہو شہؑ کے چمن کی ہر کلی اے وائے نہرِ علقمہ

پیاسا رہا جانِ نبیؐ۔۔۔۔

خیمہ رہے شبیرؑ کا یوں دھوپ میں جلتا ہوا ساحل پہ ہو فوجِ شقی اے وائے نہرِ علقمہ
اشکِ سکینہؑ بہہ گئے منہ دیکھتے سب رہ گئے تو اور تیری دریا دلی اے وائے نہرِ علقمہ
یہ کون سا دستور تھا مہمان کتنی دور تھا کیا پاؤں میں زنجیر تھی اے وائے نہرِ علقمہ
حسرت کی اک تفسیر تھی خود تیرے دل پر تیر تھی جو موج اُٹھی ایسی اُٹھی اے وائے نہرِ علقمہ
آتا ہے اُس کو یاد جب وہ کاروانِ تشنہ لب ہے نجمؔ کا نوحہ یہی اے وائے نہرِ علقمہ

شاعر: علامہ نجم آفندی

https://youtu.be/Ppqmun78_xc?si=t43gCEPBoTJ_2K8l

قیامت بن کے دن عاشور کا

قیامت بن کے دن عاشور کا زینبؑ پہ آیا ہے ہزاروں قاتلوں کے درمیاں زہراؑ کا جایا ہے
کیا ویران اک جھولا اجاڑا اک مادر کو بتا اے قاتلِ اصغرؑ تیرے کیا ہاتھ آیا ہے
کہاں ڈھونڈے علی اصغرؑ تو مادر کس طرف جائے اندھیری رات ہے بے شیر نے جنگل بسایا ہے
جگر پر ہاتھ رکھ کر شاہ دوڑے ہیں سوئے میداں سناں کھا کر علی اکبرؑ نے بابا کو بلایا ہے
سنا کر خط سرِ لاشہِ پسر شبیرؑ کہتے تھے اُٹھو اکبرؑ مدینے جاؤ صغریٰؑ نے بلایا ہے
صدا زہراؑ کی آتی تھی اُٹھو غازیؑ سہارا دو میرے بیٹے نے تنہا لاشائے اکبرؑ اُٹھایا ہے

قیامت بن کے ۔۔۔۔۔

سکینہؑ روئی ہے شاید تمانچے شمر نے مارے بدل کر کروٹیں غازیؑ کا لاشہ تھرتھرایا ہے
شہہِ بے کس اُٹھا لائے ہیں ٹکڑے لاشِ قاسمؑ کے تڑپ کر ماں نے ہر ٹکڑا کلیجے سے لگایا ہے
دھواں خیموں سے اُٹھتا ہے حرم فریاد کرتے ہیں یہ پھر کس نے محمد مصطفٰےؐ کا گھر جلایا ہے
محافظ تھے جو پردے کے وہ سب مارے گئے رن میں ردا چھننے کو ہے زینبؑ پہ کیسا وقت آیا ہے
علیؑ کی بیٹیوں کا سر کھلے دربار میں جانا یہی وہ زخم ہے عابدؑ کو جس نے خون رلایا ہے
اثرؔ خونِ ابو طالب نے بہہ کر ریگِ صحرا پر رسول اللہؐ کے دین و شریعت کو بچایا ہے

اثرؔ ترابی

سوز: لالہٰ عبدالواحد قصوری

ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے

ہچکیاں لے کر سنی زینبؑ نے اکبرؑ کی اذاں
روزِ عاشورہ صبحِ دم تھا قیامت کا سماں

دیکھ کر قاصد سے بولا شاہِ کربل کا لہو
جا کے صغریٰؑ کو سنا دینا ہماری داستاں

آگ تھی خیموں سے لپٹی خون تھا بکھرا ہوا
آسماں پر تیرتی تھیں چند پیاسی بدلیاں

موت کی آغوش میں کیوں نیند آئی ہے تمہیں
جاگ اے اصغرؑ سناتی ہے تجھے ماں لوریاں

دل بھرا نہ جب سکینہؑ کو تمانچے مار کر
ظالموں نے کھینچ لی آخر کانوں سے بالیا

ہچکیاں لے کر۔۔۔۔۔

اس طرح زنجیروں میں چھکڑے ہوئے سجادؑ تھے
خون میں تر تھیں اسیر کربلا کی بیڑیاں

شامیوں بن کے تماشائی نہ دیکھو اس طرح
یہ بنو ہاشم کی عظمت ہیں علیؑ کی بیٹیاں

اب صدا رونے کی آتی ہی نہیں زندان سے
مر گئی شاید سکینہؑ رک گئی ہیں سسکیاں

آئے تھے موسیٰؑ بھی صادقِ کربلا کو پرکھنے
نہ وہاں کوئی شجر تھا اور نہ تھیں بستیاں

صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا

صبحِ عاشور یہ مظلوم نے منظر دیکھا صورتِ نانا میں شبیرؑ نے اکبرؑ دیکھا	شاعر: حیدر خورشیدؔ
یوں چلے گھر سے چلے جیسے جنازہ تھا کوئی کونسی آنکھ تھی اکبرؑ کو جو تھی نہ روئی غمِ اکبرؑ میں تڑپتا ہوا سب گھر دیکھا	
ٹھوکریں کھاتے ہوئے پہنچے جو اکبرؑ کے قریب رو کے شہ کہتے تھے یہ بیٹی میری تیرے نصیب صغریٰؑ کی آس میں پیوست جو خنجر دیکھا	
صدقہ اکبرؑ کا کیے بی بیؑ نے دو بیٹوں کے سر نہ بچا ہائے محمدؐ کے نواسے کا پسر ہر جتن زینبِؑ دلگیر نے ہے کر دیکھا	
اب تو ہر حال میں بچ جائے گا یہ نانا کا دین شاہؑ کا ہو گیا واللہ تھا یہ اسوقت یقین مسکراتے ہوئے مقتل میں جو اصغرؑ دیکھا	

اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں

اے میرے عون و محمدؑ حق پہ مرنا ہے تمھیں بھائی پہ سیدہؑ نے صدقہ آج کرنا ہے تمھیں
ہر نبیؐ دیکھے گا مقتل میں تمھاری جنگ کو داد دے ہر اک نبیؐ بس ایسا لڑنا ہے تمھیں
ڈھائے گی ایسے مظالم تم پہ فوجِ اشقیاء ٹکڑے ٹکڑے ہو کے میداں میں بکھرنا ہے تمھیں
جتنا ملنا ہے تمھیں جی بھر کے مل لو گلے زندگی بھر کے لئے بس اب بچھڑنا ہے تمھیں
پیاس کوثر پر بجھے پہلے نہ پانی دیکھنا ساقیِ کوثر نے خود سیراب کرنا ہے تمھیں
بولے اماں سے اسدؔ سن کر نصیحت یہ دلیر ماں ہماری موت پر بس شکر کرنا ہے تمھیں

شاعر: اسدؔ

سوز: نعیم سچیاری

کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے

کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے خاموش ہے خدائی سکتے میں کربلا ہے
ماں شیر سے پسر کو حسرت سے تک رہی ہے چہرے پہ بیکسی ہے آنکھوں میں بے بسی ہے اکبرؑ رہے سلامت ہونٹوں پہ یہ دعا ہے
بانو تڑپ کے بولی ارمان تو بڑھا لوں اپنے جواں پسر کو دولہا تو میں بنا لوں آئے گا اب نہ واپس اکبرؑ مجھے پتہ ہے
فریاد کر رہی ہیں بہنیں تڑپ تڑپ کر رو رو کے کہہ رہی ہیں مت جاؤ بھائی اکبرؑ بہنوں کو بھی کسی نے کیا یہ بتا دیا ہے
خاموش ہو گئی ہے کچھ بولتی نہیں اب سہمی ہوئی زمین پر بیٹھی ہوئی ہے زینبؑ شبیرؑ نے نہ جانے زینبؑ کو کیا کہا ہے

کڑیل جوان اکبرؑ۔۔۔۔۔

سر پیٹتا ہے کوئی کرتا ہے کوئی ماتم ہے ایسا غم کے مارے سیدانیوں کا عالم خیموں میں شاہ دیں کے کہرام مچ گیا ہے
کرب و بلا کے بن میں اکبرؑ ہیں آ گے آ گے اٹھارہ سال پالا جسنے گلے لگا کے اکبرؑ کے پیچھے پیچھے وہ باپ جا رہا ہے
دریا کی سمت دیکھا ٹھوکر جو رن میں کھائی کچھ دیر کو تو آ جا عباسؑ میرے بھائی یہ کہہ کے میرا مولا مقتل میں گر گیا ہے
بھائی بھتیجے یاور کوئی نہیں ہے گوہرؔ اللہ رے یہ غربت یہ بیکسی کا منظر دشتِ بلا میں تنہا مظلومِ کربلا ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو

زینبؑ علی اکبرؑ کے جینے کی دعا مانگو بچ جائے میرا بچہ تم اسکی دعا مانگو
زینبؑ یہ پسر میری آنکھوں کی بصارت ہے رہ جائے نظر میری بصد التجا مانگو
صغریٰؑ کہا کرتی تھی اکثر اے وطن والوں بھیا میرا لوٹ آئے سب مل کر دعا مانگو
شہہ نے کہا اے بیٹا کیسے میں اجازت دوں پہلے جا کے زینبؑ سے لڑنے کی رضا مانگو
دامن نہیں چھوڑتی تھی سکینہؑ علی اکبرؑ کا بہنا تیری مر جائے پہلے یہ دعا مانگو
کہنیوں کے بل چل کر پہنچے لاشِ اکبرؑ پر لیلیٰؑ کہیں دیکھ نہ لے فضہ یہ دعا مانگو
رکھتے تھے اٹھاتے تھے میت علی اکبرؑ کی خیمے تک پہنچ جاؤں لوگوں یہ دعا مانگو

مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا

مظلومِ کربلا کو قدرت نے آزمایا
ناناؐ کا پھر جنازہ شبیرؑ نے اٹھایا

مولاؑ جوان پسر کا لاشہ اٹھا کے بولے
اپنے نبیؐ کا صدقہ منظور کر خدایا

انسان تو کیا فرشتوں کے دل دھل گئے تھے
جب تیر حرملا نے بے شیر پہ چلایا

گہوارہ لحد میں بے شیرؑ سو رہا تھا
ظالم نے لے کے نیزہ اصغرؑ کو پھر جگایا

سجدے میں مار ڈالا فرزند مصطفےٰؐ کو
شمر لعین تجھکو خوفِ خدا نہ آیا

لگتے ہیں تازیانے ملتے ہیں قید خانے
اٹھ جائے نہ کسی کے سر سے پدر کا سایہ

رضاؔ یہ غم کی ضربیں ایسی لگی ہیں دل پہ
عابدؑ نے پھر ہمیشہ خونِ جگر بہایا

شاعر: علی رضاؔ بارشاہ

بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستم گاروں میں

بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستمگاروں میں
دل تو دیکھو کہ جگر رکھ دیا تلواروں میں

جو تھا ظالم نے ظلم شکلِ پیمبرؐ پہ کیا
آج لے آیا ہمیں کوچہ و بازاروں میں

خطبے دربار میں پڑھتی تھیں ثانیِ زہراؑ
لرزہ آیا نہ کہ یوں شام کی دیواروں میں

ننگے سر پاؤں میں چھالے تھے شام کا تھا سفر
عزم اتنا نہیں دیکھا کبھی لاچاروں میں

تیرے مشتاق کی ہر دم یہ دعا ہے مولا
روزِ محشر کو اُٹھوں تیرے عزاداروں میں

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

زخم دل کے دکھاؤں۔۔۔میرا سہریاں والا اکبرؑ

زخم دل کے دکھاؤں میں کیسے، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے
اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ، اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ

لاشِ اکبرؑ پہ شاہؑ جب پہنچے ، دل کو ہاتھوں سے تھام کر بولے
تیری فرقت نے اے علی اکبرؑ، آگ دل میں میرے لگا دی ہے
آگ دل کی بجھاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

تو ہے کڑیل جوان اے بیٹا ، باپ تیرا ضعیف ہے کتنا
نور آنکھوں کا ہوگیا رخصت ، مجھ کو آتا نہیں نظر خیمہ
لیکے خیموں میں جاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

جس نے اٹھارہ سال پالا تھا ، کیسے دیکھے گی وہ تیرا لاشہ
تیری شادی کا تھا جسے ارماں ، کیسے جھیلے گی وہ تیرا صدمہ
تیری ماں کو بتاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

اکبرؑ میرا سہریاں والا۔۔۔۔۔

دیکھ آیا ہے قاصدِ صغریٰؑ ، راہ تکتی ہے وہ دکھی بہنا
تجھ کو بیمار نے بلایا ہے ، وعدہ صغریٰؑ کا کیوں بھلا ڈالا
غم یہ دل سے لگاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

بھائی بہنوں کا ہے عجب رشتہ ، جس کا ثانی کہیں نہیں مِلتا
رو کے صغریٰؑ نے یہ ہے لکھا اکبرؑ ، ایک دکھیا کی لاج رکھ لینا
مر گیا تُو بتاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

لطف جینے میں اب کہاں اکبرؑ ، دل سے اُٹھتی ہے یہ فُغاں اکبرؑ
صبحِ عاشور دی تھی جو تو نے ، خوں رلائے گی وہ اذاں اکبرؑ
تیری صورت بُھلاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

ضبط غم کا وہ محال ہے بیٹا ، دیکھوں کیسے یہ زخم سینے کا
میں تو پردیس میں اکیلا ہوں ، دیکھ کر زخم کیا کروں بتلا
اِس پہ مرحم لگاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے

اکبرؑ میرا سہریاں والا۔۔۔۔۔

ایسی غربت میں مُنہ نہیں موڑو، میں ہوں تنہا مجھے نہ یوں چھوڑو
کیا گزرتی ہے باپ کے دل پر ، غمزدہ دل کو یوں نہیں توڑو
اپنی غربت بتاؤں میں کیسے ، تیرا لاشہ اُٹھاؤں میں کیسے

شادماں یہ دعا ہے خالق سے، وقت ایسا کسی پہ نا آئے
جیسا مظہرؔ نے لکھ دیا منظر شاہ کہتے تھے بس یہی رو کے
زخم دل کے دکھاؤں میں کیسے، تیرا لاشہ اٹھاؤں میں کیسے
اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ، اکبرؑ میرا سہریاں والا اکبرؑ

شاعر: مظہرؔ عابدی
نوحہ خواں: شادمان رضا

سر گودی چوں۔۔۔۔

جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ

جب جواں لال کی آواز پہ آتے ہیں حسینؑ
شکر کرتے ہیں ادا کانپتے جاتے ہیں حسینؑ

ہاتھ کیوں سینے پہ رکھا ہے میرے لال بتا
ہاتھ اُٹھتا نہیں اکبرؑ سے اُٹھاتے ہیں حسینؑ

دیکھ کر سینے میں ٹوٹی ہوئی برچھی کی انی
یا علیؑ کہہ کے سناں کھینچنے جاتے ہیں حسینؑ

دیکھ کر سینے میں برچھی کی انی روتے ہیں
پھر جواں لال کو سینے سے لگاتے ہیں حسینؑ

خیمے کے در سے کہیں دیکھ نہ لے ماں لاشہ
دامنِ تار سے لاشے کو چھپاتے ہیں حسینؑ

جب جواں لال کی۔۔۔۔۔

مجھ سے اُٹھتا نہیں اب لاشائے اکبرؑ بابا
کوئی عبّاسؑ سے کہدے کہ بلاتے ہیں حسینؑ

میرے اکبرؑ مجھے اس درد کا اندازہ ہے
مسکراتا ہے جواں اشک بہاتے ہیں حسینؑ

انبیاء عرش سے آتے ہیں سلامی دینے
فخرِ یوسفؑ کا بیاں جب بھی لکھاتے ہیں حسینؑ

صرف اکبرؑ نہیں، ہم شکلِ نبیؐ ہیں لوگوں
دونوں لاشوں کو بیک وقت اُٹھاتے ہیں حسینؑ

شاعر: عاصم رضوی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

آواز آرہی ہے اک سینائے سناں سے

آواز آرہی ہے اک سینائے سناں سے
اکبرؑ کے کھلے گیسو دیکھے نہ گئے شاہؑ سے

بیٹے جواں کا لاشہ مقتل میں دیکھا تنہا
خم کھا گئی کمر تو جھکتے ہوئے شاہ نے کہا
اک بار اُٹھو اکبرؑ کیوں روٹھے ہو بابا سے

میں نے دیکھا شاہ کو آتے ہر شے لرز رہی تھی
کربل کی پاک دھرتی صلوٰۃ پڑھ رہی تھی
پیغام کوئی اکبرؑ ہم کیا کہیں صغریٰؑ سے

دریا کے شور میں تھا اکبرؑ جواں کا ماتم
شبیرؑ کر رہے تھے لختِ جگر کا ماتم
ماتم کی صدا لو گو ہائے آتی تھی ہر جا سے

اکبرؑ کو فجر شاہ کو عصر روتی ہے

اکبرؑ کو فجر شاہؑ کو عصر روتی ہے زینبؑ کو مگر شام و سحر روتی ہے
ملا اذاں کو مؤذن نہ بعد اکبرؑ کے لہجہ اکبرؑ کو اذانوں کی سطر روتی ہے
کیوں نہ اکبرؑ کی جوانی پہ جوانی روئے جس پہ حسنینؑ کے نانا کی قبر روتی ہے
ہائے وہ شامِ غریباں کے اندھیرے میں رباب خالی آغوش لئے تھامے جگر روتی ہے
شبِ عاشور وہ سہمے ہوئے پیاسے بچے جب قضا ڈالتی ہے ان پہ نظر روتی ہے
حاکمِ شام یہ کہتا تھا سکینہؑ کے لئے قیدِ تنہائی میں ڈالو یہ اگر روتی ہے

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

آج بن میں مجتبےٰؑ کا دلربا لوٹا گیا

آج بن میں مجتبےٰؑ کا دلربا لوٹا گیا مرتضٰیؑ کے لال پر پھر سے ستم ڈھایا گیا	
کربلا میں امِ فرواؑ کی امید اور آس کو جانبِ مقتل سجا کر کس طرح بھیجا گیا	
کانپ گئی ہو گی لحد میں اُس گھڑی بنتِ نبیؐ تیروں تلواروں میں جب اِبن حسنؑ گھیرا گیا	شاعر: زرانا عمرانؔ
پیٹتے سر کربلا میں آ گئے سارے نبیؑ جب سلگتی خاک پر اِبن حسنؑ دیکھا گیا	
ظلم کا طوفان اک زہراؑ کے نازک پھول کی پتیوں کو نوچ کر وہ خاک پر بکھرا گیا	
ہائے وصیت مجتبےٰؑ کی حالتِ تقسیم میں کس طرح سے چن کے گٹھڑی میں اسے لایا گیا	
کربلا میں تھے بہتّر تن مگر عمران فیض کیوں بہتّر ٹکڑوں میں یہ گلبدن پایا گیا	سوز: عظمت

بین کرتی تھی یہ فرواؑ

بین کرتی تھی یہ فرواؑ میرے پیارے قاسمؑ اے میرے چاند میرے راج دلارے قاسمؑ	نوحہ خواں: تمیرا اپنا https://youtu.be/TVR6lhPtagA
کیا اسی دن کیلیئے ماں نے تمھے پالا تھا دیکھوں سہرے کی جگہ خون کے دھارے قاسمؑ	
ماں کو ڈھارس بڑی ہوتی ہے جواں بیٹے سے چھوڑ کے ماں کو چلے کس کے سہا رے قاسمؑ	
اُٹھ کے دیکھو تو ذرا بیوہ دلہن کی صورت ہائے کیا حال ہوا رنج کے مارے قاسمؑ	
آج کے دن کی وصیّت تھی یہ تعویذِ حسنؑ میں نہ سمجھی تھی یہ قسمت کے اشارے قاسمؑ	
جب سے اُٹھا ہے میرے سر سے حسنؑ کا سایہ ہیں اُسی روز سے گردش میں ستارے قاسمؑ	
جب بھی سینے سے لگاتا ہے یہ محشرؔ قرآن یاد آتے ہیں تیری لاش کے پارے قاسمؑ	

ہلچل ہے فوجِ شام میں

ہلچل ہے فوجِ شام میں عباسؑ آتے ہیں
تیروں پہ تیر نیزوں پر نیزے چلاتے ہیں

کیا وقت پڑ گیا ہے محمدؐ کی آل پر
چادر نہیں ہے بالوں سے منہ کو چھپاتے ہیں

اصغرؑ کو ماں چھپاتی ہے جھک کے گود میں
خیموں کو توڑ کے جب تیر آتے ہیں

دل پانی پانی ہوتا ہے بچوں کی پیاس سے
سوکھی زبان ہونٹوں پر اصغرؑ بھراتے ہیں

گھوڑے دوڑائے شام کے لشکر جو آتے ہیں
کم عمر بچے خیموں میں گھبرائے جاتے ہیں

ہلچل ہے-----

دنیا کو دیدیا ہے سبق یہ حسینؑ نے
راہِ خدا میں اس طرح سر کو کٹاتے ہیں

اللہ رے صبر سیدِ والا کا دیکھیئے
رن میں جوان بیٹے کا لاشہ اٹھاتے ہیں

جس وقت یہ سنا کہ میں مرتی ہوں پیاس سے
مشکیزہ لے ہاتھوں میں عباسؑ جاتے ہیں

ایک قدیمی نوحہ

زینبؑ پہ اور حسینؑ پہ کرتی ہیں جب نگاہ
عبّاسؑ کی دُعا کیے جاتی ہیں سیدہ س

میر احمد نوید

عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا

عباسؑ تیرے خوں سے رنگیں ہے علم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے بھولے گا نہ غم تیرا

جی بھر کہ جو روتی میں آ کر تیرے لاشے پر
اتنا تو نہ تڑپاتا ہمشیر کو غم تیرا

بہتے ہوئے پانی میں تصویرِ سکینہؑ تھی
لاشہ رہا دریا پر اٹھا نہ قدم تیرا

آیا جو خیمے میں لاشہ لب دریا سے
ماتم بھی نہ کر پائے جی بھر کے حرم تیرا

ٹوٹی جو کمر شہؑ تو بس دو ہی تو صدمے تھے
اک فکر تھی زینبؑ کی اور دوسرا غم تیر

شاعر: منتقم حسنین حیدری

کس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا

کِس شان سے اُٹھا ہے ہائے غازیؑ علم تیرا
ہر آنکھ رو رہی ہے سینے میں ہے غم تیرا

قائم ہے تیرے دم سے رسمِ وفا جہاں میں
ہو گا نہ زمانے میں پرچم کبھی خم تیرا

ہائے لوٹنے آئے تھے بے پیر مسلماں جو
راہ دیکھ کے روتے تھے خیموں میں حرم تیرا

ہائے توڑ دیئے کوزے معصوم سکینہؑ نے
جب آتے ہوئے دیکھا ہائے خالی علم تیرا

زینبؑ کو نظر آئی نیزے پہ ردا اپنی
جب خون میں تر دیکھا عبّاسؑ علم تیرا

کس شان سے اُٹھا ہے۔۔۔۔۔

تھی شامِ غریباں میں وہ موت کی خاموشی

زینبؑ نے دیئے پہرے ہائے لیکے علم تیرا

مولاؑ نے کہا رو کر ہائے ٹوٹی کمر میری

گرتے ہوئے جب دیکھا مولاؑ نے علم تیرا

سردارؔ جو ہوتا ہے آغاز محرم کا

ہم رو کے سجاتے ہیں عبّاسؑ علم تیرا

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

لوٹ کر سقا نہ آیا شامِ عاشورہ کے بعد

پانی بچوں نے نہ مانگا شامِ عاشورہ کے بعد

میر احمد نویدؔ

پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا

پرچم کھلا ہوا ہے عباسؑ باوفا کا اعلان کر رہا ہے جو فتح کربلا کا
دونوں جہاں ہیں اب بھی سائے میں اس علم کے منسوب یہ علم ہے اس سورما جری سے کہتا ہے شبیرؑ جسکو خود شیر بھی خدا کا
جس نے یزیدیت کے سر کو قلم کیا ہے جس نے قدم قدم پر درسِ وفا دیا جو آج بھی جہاں میں سردار ہے وفا کا
احسان مند جسکی ساری شہادتیں ہیں جسکی شجاعتوں پہ نازاں شجاعتیں ہیں جس نے بھرم رکھا ہے سرغامِ کبریا کا
کونین میں وفا کا مینار یہ علم ہے تلوار کے گلے پر تلوار یہ علم ہے ضامن یہی علم ہے اسلام کی بقا کا

پرچم کھلا ہوا ہے۔۔۔۔

ایسا حیات پرور ہی اس علم کا سایہ سائے میں اس علم کے جو بھی مریض آیا خود موت نے دیا ہے تحفہ اسے شفا کا
کس بات کا ہمیں ڈر کا ہے کا خوف ہم کو پھر کیوں نہ ہم منائیں آلِ نبیؐ کے غم کو عباس ہے محافظ جب مجلسِ عزا کا
شام و سحر اجالے بنتے ہیں اس علم سے طوفان ہو کہ آندھی کٹتے ہیں اس علم سے پنجے سے اس علم کے گھٹتا ہے دم ہوا کا
کرب و بلا سے ہم کو خاکِ شفا ملی ہے مقتل میں موت کو بھی ہم نے شکست دی ہے گوہرؔ حسینیوں کو کیوں خوف ہو قضا کا

شاعر: گوہر جارچوی

چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ

چلے ہیں مشک لئے شاہِ باوفا غازیؑ
سکینہؑ روک لو ڈھونڈو گی پھر کہاں غازیؑ

آغاز ہونے لگا آج میری غربت کا
ماں زہراؑ دیکھو چلے کہہ کے الوداع غازیؑ

لیا ہے گھیر سکینہؑ کو تشنہ بچوں نے
علم کو دیکھ کے سمجھے کہ آ گیا غازیؑ

ہے التجا نہ میرا لاشہ جائے خیموں میں
نہ کر سکے گا سکینہؑ کا سامنا غازیؑ

خیامِ آل میں جب فوجِ اشقیاء آئی
ہر اک بی بی کے لب پر تھی اک صدا غازیؑ

زمانہ دیکھ لے پرواز یہ علم کا نشاں
ہمارا آج بھی ہے سب کا راہ نما غازیؑ

عبّاسؑ کا علم ہے سب مل کے اٹھاؤ

عباسؑ کا علم ہے سب مل کے اُٹھاؤ زہراؑ کے لٹے گھر کا تم سوگ مناؤ
عرض و سما ہیں لرزے ماتم کی صداؤں سے اس علم کے سائے میں مولاؑ کی دعاؤں سے قصرِ یزیدیت کی بنیاد ہلاؤ
دربارِ یزیدی اور میں ہوں بتولؑ زادی بازاروں میں چلنے کی عباسؑ ہوں کب عادی میرے پردے کے ضامن ہو لوگوں کو ہٹاؤ
تیری شجاع پہ غازیؑ چھوڑا تھا مدینے کو بولو جواب کیا دوں اب شمر کمینے کو کہتا ہے بنتِ حیدرؑ غازیؑ کو بلاؤ
اپنا تو ہے عقیدہ جو مانگے گا پائے گا سجادؔ میرا غازیؑ خالی نہ لٹائے گا اک بار عقیدت سے نظریں تو جھکاؤ

جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا

جس گھڑی زین سے اترا کربل میں باوفا
میرا ضامن نہ رہا میری چادر میرا پردہ
روکے بولی بنتِ زہرہؑ

شمر نے مارے طمانچے ہیں اُسے گالوں پہ
اُس کو دوڑایا اُسے پکڑا گیا بالوں سے
اُس کے دُر چھینے گئے اُس کو ہر طور ستایا
جس کو کہتے ہیں سکینہؑ

چوم کر غازیؑ کے بازو یہ اُٹھی ایک صدا
نام عبّاسؑ رکھا میں نے سیا کُرتا تیرا
آخری سانس تیری روؤں یا لوری سناؤں
روکے زہرہؑ نے کہا تھا

جس گھڑی زین۔۔۔۔۔

چھین کر سب کی ردائیں اور جلائے خیمے
آلِ عمران سے اُمت نے لئے یوں بدلے
باپ کے لاشے سے اک ننھی سی کلی کو
چھڑکیاں دے کے اُٹھایا

منہ کے بل آیا زمیں پر وہ بِنا بازو کے
جس کے بازو کے سہارے تھے سبھی کے پردے
آخری سانس میں بھی اس ہونٹوں پہ یہی تھا
ایک پانی ایک پردہ

مولاؑ مظلوم کے غم میں جو کرے گا ماتم
ہر گھڑی ثانیِ زہرہؑ کا رہے اُس پہ کرم
شاملِ حال رہے غازیؑ مولا کی دعائیں
ہے یہ زائر کا عقیدہ

شاعر و سوز: سید زائر نقوی

نوحہ خواں: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو

پڑی ہے لاش جو دریا پہ بے کفن لوگو
یہی تو بھائی ہے زینبؑ کا صف شکن لوگو

چھپایا ریت نے لاشہ ہوا کے ہاتھوں سے
کیا تھا خاک نے غازیؑ کو یوں دفن لوگو

اُٹھاتی ہاتھوں میں بڑھ کر علم میں غازیؑ کا
نہ بندھتی ہاتھوں میں زینبؑ کے گر رسن لوگو

نہ چھینو چادرِ زینبؑ یہ سر پہ رہنے دو
چھلنی تو ہو گا یہ قراں بھی بے کفن لوگو

نا دیکھ جانبِ زینبؑ نا چھین سر سے ردا
تڑپتا دیکھا ہے دریا پہ اک بدن لوگو

پڑی ہے لاش۔۔۔۔۔

رسن سکینہؑ کی گردن میں طوق عابدؑ کے
چلی ہے ساتھ رسن بستہ یہ بہن لوگو

پکارتی رہی غازیؑ کو زینبِؑ مضطر
سکینہؑ پیاسی ہے کب سے ہے خشک دھن لوگو

اُٹھا رہا ہے وہ لاشہ جوان بیٹے کا
اُٹھا چکا جو جگر پارائے حسنؑ لوگو

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

قافلہ رہ گیا اک دشتِ بلا میں پیاسا
جن کی میراث تھی کوثر انہیں پانی نہ ملا

جون ایلیا

آ میرے لال تجھے لوری سناؤں اصغرؑ

آ میرے لال تجھے لوری سناؤں اصغرؑ

ماں ہوں بن تیرے سکوں کیسے میں پاؤں اصغرؑ

چاند بدلی میں چھپا گہرا اندھیرا چھایا

تو ابھی تک میرے بے شیر نہ واپس آیا

ڈھونڈنے بن میں کہاں تجھ کو میں جاؤں اصغرؑ

جلتی ریتی پہ تجھے نیند کہاں آئے گی

دشت کی گرم ہوا اور بھی تڑپائی گی

آ تجھے ممتا کے سائے میں سلاؤں اصغرؑ

سب یہ کہتے ہیں کہ تو مر گیا ہائے ہائے

میں تو ماں ہوں مجھے کس طرح یقین آ جائے

میں بھلا کیسے تیری قبر بناؤں اصغرؑ

آ میرے لال تجھے۔۔۔۔۔

لاکھ مجبور صحیح پھر بھی میں ماں ہوں بیٹا
تو ذرا دے تو صحیح غمزدہ مادر کو صدا
دشت میں لینے تجھے خود چلی آؤں اصغرؑ

آ میری جان کلیجے سے لگا لوں تجھ کو
اپنے ارمانوں کی چادر میں چھپا لوں تجھ کو
لوریاں دوں میں تجھے جھولا جھلاؤں اصغرؑ

غمزدہ ماں کا عجب حال ہوا تھا گوہرؔ
جب وطن جاتے ہوئے ماں نے کہا یہ رو کر
کیا وطن جا کے میں صغریٰؑ کو سناؤں اصغرؑ

شاعر: گوہر جارچوی

ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں

ہو گئی شام دھواں لوری دیتی رہی ماں جھولا جلتا ہی رہا جھولے سے لپٹی رہی ماں	شاعر: نعیم احمد نویدؔ
کانپتے ہاتھوں میں سوکھے ہوئے ساغر کو لئے دھوپ کی گود میں یادِ علی اصغرؑ کو لئے سائے میں آئی نہیں دھوپ میں بیٹھی رہی ماں	
پیاس بڑھتی رہی سوکھے ہوئے سارے ساغر کان دریا کی طرف آنکھ علی اصغرؑ پر پانی بہنے کی صدا خیمے میں سنتی رہی ماں	
قافلہ آ کے رکا جب سے درِ صغریٰؑ پر ہائے اصغرؑ کہا اور در پہ گری چکرا کر سنگ در تھام لیا سر کو پٹختی رہی ماں	
ہائے جلتے ہوئے خیموں میں سکینہؑ ہے نویدؔ درمیاں شعلوں کے جلتا ہوا جھولا ہے نویدؔ دونوں کو تھامے ہوئے آگ میں جلتی رہی ماں	

روکر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو

روکر علی اصغرؑ کو رولائے گی سکینہؑ کو ماں جب بھی کبھی پانی پلائے گی سکینہؑ کو	شاعر نعیم احمد نویدؔ
یاد آئے گا جھولا اسے یاد آئیں گے اصغرؑ ماں لوریاں دے کر جو سلائے گی سکینہؑ کو	
آئیں گے تصور میں ہمکتے ہوئے اصغرؑ آواز وہ دے کر جو بلائے گی سکینہؑ کو	
آئے گی نظر اُس کو بھی قبرِ علی اصغرؑ جب ڈھونڈنے مقتل میں جائے گی سکینہؑ کو	
جب قافلہ جائے گا روتے ہوئے کیسے ماں تربت اصغرؑ سے اٹھائے گی سکینہؑ کو	
مقتل سے وہ نکلے گی کھو کر علی اصغرؑ کو زنداں سے جو نکلے گی نہ پائے گی سکینہؑ کو	
زندان میں نویدؔ اسکو یاد آئے گا جھولا جب خاک پہ زنداں کی سلائے گی سکینہؑ کو	

لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا

لبوں پہ سُوکھی زباں پھیر کے دکھاتا رہا
گلے میں تیر لگا پھر بھی مُسکراتا رہا

اے میرے چاند میری رن میں آبرو رکھنا   نہ موت سے ڈرنا
حسینؑ گود میں اصغرؑ کو یہ سِکھاتا رہا

نکالی سینائے اکبرؑ سے شاہ نے جب برچھی   کھڑے تھے سارے نبیؐ
جوان بیٹا جگر باپ سے چھپاتا رہا

علیؑ کی بیٹی کو سر کی ردا کسی نے نہ دی   وہ ننگے سر ہی رہی
بیمار قیدی لہو آنکھ سے بہاتا رہا

عباسؑ سو گئے دریا پہ خیمے آ نہ سکے   وہ پانی لا نہ سکے
معصُوم پیاسا ہی جھولے میں بِلبلاتا رہا

شبیرؑ دیکھ کے اکبرؑ کو ہاتھ ملتا رہا   اور دم نکلتا رہا
بیمار صغریٰؑ کا خط نامہ بر سُناتا رہا

قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی

قبر اصغرؑ کی بنانے میں بہت دیر لگی
شہہ کو اک چاند چھپانے میں بہت دیر لگی

ٹکڑے چُنتے ہوئے قاسمؑ کے کہا مولاؑ نے
ہائے افسوس کے آنے میں بہت دیر لگی

شہہ نے ہر لاش کو جلدی سے اُٹھایا لیکن
لاش اکبرؑ کی اُٹھانے میں بہت دیر لگی

باپ کی لاش سے درّوں کی اذیت دے کر
ایک بچی کو ہٹانے میں بہت دیر لگی

کچھ قدم دور ہے بازار سے دربار مگر
پھر بھی شہزادی کو آنے میں بہت دیر لگی

اس قدر پیاس سے سوکھا تھا گلوِ سرورؑ
شمر کو تیغ چلانے میں بہت دیر لگی

کربلا جا کے تکلّمؔ نے یہی پوچھا تھا
مجھ کو سرکار بلانے میں بہت دیر لگی

شاعر نعیم تقوی

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی

آہیں ہیں دھوپ ہے اور جھولا ہے ایک خالی اصغرؑ کی اجڑی ماں نے دنیا الگ بسا لی
صحرا میں سو گیا ہے جھولے میں سونے والا زنداں میں سو گئی ہے جھولا جھلانے والی
اک پھول کو دہکتی ریتی میں دفن کر کے بس ہاتھ مل رہا تھا اُجڑے چمن کا مالی
رب جانے کیا کہیں گے مادر سے اُسکی جا کے خیموں کو جا رہے ہیں شبیرؑ ہاتھ خالی
حیرت سے آ گئی تھی سکتے میں نبضِ عالم ہاتھوں سے جب پسر کی شہہؑ نے لحد بنالی
دیکھا ربابؑ کو جب سجدہِ شکر کرتے بہلولؔ حاجرہ نے اپنی نظر جھکا لی

شاعر: حشمت بہلولؔ

سوز: سید علی رضا

بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سُن لو

بولی ماں خستہ جگر آخری لوری سن لو اے میرے نورِ نظر آخری لوری سن لو
میرا ارمان میری جان میری آس ہو تم اپنی ماں کے لئے اصغرؑ نہیں عبّاسؑ ہو تم آج کی رات غنیمت ہے میرے پاس ہو تم اے میرے رشکِ قمر آخری لوری سن لو
سونی کر کے میری گودی مجھے ٹرپاؤ گے چھوڑ کر روتی ہوئی ماں کو چلے جاؤ گے ایسے جاؤگے کہ واپس نہیں آؤ گے دور کا ہے یہ سفر آخری لوری سن لو
میری آغوش میں آخری شب ہے پیارے اس تصور سے میرے چلتے ہیں دل پر آرے صبح بہہ جائیں گے ان میں تیرے خوں کے دھارے تجھ کو آئے گی قضا آخری لوری سن لو

بولی ماں خستہ جگر۔۔۔۔۔

کل سرِ دشتِ بلا ہو گا قیامت کا سماں تم خدا جانے کہاں ہو گے کہاں ہوگی یہ ماں راکھ رہ جائے گی کل آج یہ خیمے ہیں جہاں کل اجڑ جائے گا گھر آخری لوری سن لو
کہہ رہے تھے ابھی ہائے شہہؑ کرب و بلا قتل ہو جائے گی اس دشت میں کل فوجِ خدا اے میرے لال لرزتا ہے کلیجہ میرا رات جائے نہ گزر آخری لوری سن لو
حشر کا لمحہ تھا گوہرؔ وہ قیامت کی گھڑی کروٹیں لیتا تھا شہزادہ تڑپتا تھا کبھی درد میں ڈوبی ہوئی سن کے صدا مارد کی آ گیا وقتِ سفر آخری لوری سن لو

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا

میں ہوں امِ ربابؑ کا لاڈلا اپنے بابا حسینؑ کی جان ہوں اپنی بہنا کے دل کا چین ہوں اپنے دادا علیؑ کا مان ہوں
میرے جھولے کی تھام کر ڈوریاں مجھے حوریں سنائیں لوریاں مجھے کہتے ہیں بھیا دیکھ کر اپنے بھائی پہ میں قربان ہوں
میرا بابا سخی شبیرؑ ہے مجھ پہ سایہ فلکِ تطہیر ہے میری دادی جنابِ فاطمہؑ بنو ہاشم کی میں تو آن ہوں
بسم اللہ سے آغاز ہے اور الحمد کو مجھ پر ناز ہے اور صورت میری یٰسین ہے میں شجاعت بھرا قرآن ہوں
میرے ہونٹوں پہ گو یہ پیاس ہے میرا چاچا مگر عبّاس ہے جس کے پاؤں تلے ہے القمہ میں تو کوثر کا بھی ارمان ہوں
اور اصغرؑ کا جو فرمان ہے میرا عاقلؔ وہ ہی ایمان ہے میں ہوں باب الحوائج مومنوں اور بخشش کا بھی سامان ہوں

شاعر و سوز: سعید عاقلؔ

رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں

رہنے دو ابھی جھولا اصغرؑ کو جھلالوں میں پیاسا ہے بہت دلبر پانی تو پلالوں میں
شہہؑ بولے یہ اعدا سے کچھ دیر ٹھہر جاؤ دیکھے نہ کہیں مادر اصغرؑ کو چھپالوں میں
زینبؑ درِ خیمہ پر یہ سوچ رہی ہو گی عبّاسؑ کو دریا سے کسطرح بلالوں میں
جب تیرِ ستم دیکھا اصغرؑ نے تو یہ بولے ننھا ہے گلا بابا کسطرح بچالوں میں
جب رن کو چلے لے کر اصغرؑ کو شہہؑ والا بانو نے کہا ٹھہرو سینے سے لگالوں میں
بی بیؑ میرے دل کی بس اتنی سی تمنا ہے شبیرؑ کے روضے پر یہ نوحہ سنالوں میں

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو

ماں سوچتی ہے کیسے تمنا بیان ہو
ایک شب میں کس طرح میرا اصغرؑ جوان ہو

کہتی تھی ماں کہ ایسے تبسّم سے لینا کام
دنیا یہ کہہ نہ پائے کہ تم بے زبان ہو

پوچھے کوئی حسینؑ سے جب تیر آتا ہے
کیا ہوتا ہے جب بیٹا کوئی درمیان ہو

نبضوں پہ ہاتھ رکھے پدر دیکھتا رہا
شاید کہ بعدِ تیر بھی اصغرؑ میں جان ہو

اصغرؑ کے بعد حلق پہ ایسے تھا ماں کا ہاتھ
جیسے گلے پہ تیر کا کوئی نشان ہو

ماں سوچتی ہے۔۔۔۔

پانی کی چند بوندے ہیں اصغرؑ کی زندگی
گر لشکرِ ستم میں کوئی مہربان ہو

ممکن نہیں کہ صاحبِ اولاد چپ رہے
اکبرؔ جہاں شہادتِ اصغرؑ بیان ہو

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

وعدہ اصغرؑ سے نبھاتے ہوئے دم توڑ گئی
دھوپ سے چھاؤں میں آتے ہوئے دم توڑ گئی

قبرِ اصغرؑ پہ بھلا کون جلائے گا چراغ
خود کو اس غم میں جلاتے ہوئے دم تو گئی

آخری سانس میں سجادؑ کو اصغرؑ کہہ کر
اپنے سینے سے لگاتے ہوئے دم توڑ گئی

لڑکھڑا کر یوں گری لگتا تھا بی بیؑ جیسے
چلنا اصغرؑ کو سکھاتے ہوئے دم توڑ گئی

حسنین اکبرؔ

کہتی تھی رو کے مادر اے بے زبان اصغرؑ

کہتی تھی رو کے مادر اے بے زبان اصغرؑ
یہ کیا ہوا گلے پر اے بے زبان اصغرؑ

پانی پیا نہ پیارے اس نہر کے کنارے
آئے ہو تیر کھا کر اے بے زبان اصغرؑ

اُٹھو تو میرے جانی اماں کہے کہانی
جھولا تیرا جھلا کر اے بے زبان اصغرؑ

منہ میں لئے انگوٹھے تم ہو زمیں پہ لیٹے
اُٹھو کروں میں بستر اے بے زبان اصغرؑ

یہ نیند ہے کہاں کی گودی میں ہائے ماں کی
آئے نہیں ہمک کر اے بے زبان اصغرؑ

وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ

وضو کر کے شہیدِ کربلا نے خونِ اصغرؑ سے کٹایا سجدائے خالق میں سر بے آب خنجر سے	شاعر: مہ علی شمسیؔ
کمانیں جھک گئی آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری یہ کیا کچھ کہہ دیا اصغرؑ نے خاموشی میں لشکر سے	
دمِ رخصت کچھ ایسی بے کسی چھائی تھی سیدؑ پر لپٹ کر دیر تک روتی رہی زینبؑ بھرا در سے	
درِ خیمہ سے یوں نکلی سواری شاہِ بے کس کی نکلتا ہو جنازہ جس طرح کوئی بھرے گھر سے	
خدایا تیری دنیا میں یہ کیسا انقلاب آیا ردائیں چھن رہی ہیں زینبؑ و کلثومؑ کے سر سے	
ذرا آواز دو عباسؑ کو جا کر ترائی میں کہ بچے ساقیِ کوثر کے پانی کے لئے ترسے	
تصوّر میں رہی اہلِ حرم کے شامِ غم شمسیؔ سحر عاشور کی کچھ کم نہیں تھی صبحِ محشر سے	

خنجر تلے یہ شہہؑ نے کہا میں حسینؑ ہوں

خنجر تلے یہ شہہؑ نے کہا میں حسینؑ ہوں
راضی ہے مجھ سے میرا خدا میں حسینؑ ہوں[2]

سجدے میں اپنی روح کو پاتا ہوں میں سُبک
او شمر! تیز بڑھ میری جانب نہ رک نہ رک
خنجر گُلو پہ میرے چلا میں حسینؑ ہوں

کر دے جدا سرِ پسرِ نائبِ رسولؐ
لے تو بھی کر کے دیکھ لے یہ کوششِ فضول
تجھ پر ابھی نہیں ہے کھلا میں حسینؑ ہوں

تجھ پر کھلے گا کون ہے شبیرؑ بعدِ عصر
پلٹے گا تیری سمت ترا تیر بعد بعدِ عصر
ہو گا وہی جو میں نے کہا میں حسینؑ ہوں

---

[2] مرضی خدا کی میری رضا میں حسینؑ ہوں: بحوالہ مجموعہ کلام "سجدہ"

میں حسینؑ ہوں۔۔۔۔۔

چاہوں ابھی سروں سے میں ٹکرا دوں آفتاب
دریا مرے اشارے سے بن جائے سیلِ آب
مٹھی میں بند کر لوں ہوا میں حسینؑ ہوں

ہونے سے میرے صبح ہے ہونے سے میرے شام
بجھ جائیں گے جہان کے آتش کدے تمام
جلتا رہے گا میرا دِیا میں حسینؑ ہوں

یہ آج کا یزید ہے کیا کل کے سب یزید
لے لے کے تیغِ ظلم بڑھیں جِس قدر مزید
مجھ کو نہ کر سکیں گے فنا میں حسینؑ ہوں

سُن لو کوئی بھی دور ہو میرا ہی ہے وہ دور
سُن لو کہ جیسے جیسے یہ گزرے گا وقت اور
گونجے گی اور میری صدا میں حسینؑ ہوں

میں حسینؑ ہوں۔۔۔۔۔

یوں تو ہے ہر شہید شہیدِ ہزار رنگ
کل بھی رہے گی میری شہادت پہ عقل دنگ
مجھ سا نہ ہو گا خونیں قبا میں حسینؑ ہوں

جس نے نویدؔ روند دیا تخت و تاجِ شام
شبیرؑ کی بہن ہے جو اُس پر میرا سلام
بعدِ حسینؑ جِس نے کہا میں حسینؑ ہوں

شاعر: میر احمد نویدؔ
سوز: عامر ملک و عابد ملک
ناظم پارٹی، انجمن شاب المومنین 2000ء

https://youtu.be/gzVUnA96Y7w?si=T5MwzZcnUU_eoZKA

حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے

حسینؑ کیسے کہاں و کب ہے، نہیں تھا کچھ بھی حسینؑ تب ہے
قرآن جس کو قدر ہے لکھتا، حسینؑ لوگوں وہ ہی تو شب ہے

وہ جس کے ناناؐ کی جوتیوں کا، طواف کرتے ہوں فرشتے
ہوں جس کے داداکے زیرِ سایہ، رسولؐ حق اور امام پلتے
کوئی تو دکھلاؤ اس جہاں میں، کہ جس کا ایسا حسب نسب ہے

وہ جس کے تیور خدا کے تیور، وہ جس کی بخشش خدا کی بخشش
بہشت اس کی خوشی کے پیچھے، وجودِ دوزخ ہو جس کی رنجش
نہ خوفِ دوزخ نہ شوقِ جنت، حسینؑ کی بس ہمیں طلب ہے

تیرے خیالوں کی انتہا سے، حسینؑ کی ابتدا ہوئی ہے
شعور و فکر و نظر کے دعووں، سے جس کی ہستی بڑھی ہوئی ہے
حسینؑ تم کو سمجھ میں آئے، قسم خدا کی بہت عجب ہے

حسینؑ کیسے کہاں۔۔۔۔

سناں کو دوشِ نبی سمجھ کر، نمازِ وحدت ادا کرے جو
یزیدیت کے بھنور کے آگے، چٹان بن کر اٹھا کرے جو
حیاتِ دینِ خدا کا سن لو، حسینؑ ابنِ علیؑ سبب ہے

وہ جو کہ بعد از خدا ہے سب سے، عظیم عزت میں بھی بڑے ہیں
حسینؑ کی ماںؑ کو دیکھ کر جو، رسولؐ تعظیم میں کھڑے ہیں
رسولؐ اعظم پہ جس کی ماںؑ کا، وہ دیکھو واجب ہوا ادب ہے

یہ عدلِ پروردگارِ عالم، کی اک عجب سی ادا ہے دیکھو
خدا نے سب کچھ دیا ہے جس کو، اسی سے سب کچھ لیا ہے دیکھو
خدا تو خالق ہے امتحاں کا، حسینؑ صبر و رضا کا ربّ ہے

فرات کی ہر لہر ندامت، سے پانی پانی ہوئی سلامتؔ
آیات کوثر کی کر رہی ہے، روانی علقمہ تلاوت
سیراب جس نے کیا ہے دیں کو، وہ ابنِ زہراؑ کیوں تشنہ لب ہے

شاعر: سلامتؔ فیروز

حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے

حسینؑ کیا ہے خدا ہی جانے

ہو رازِ کبریا جو، اور دین کی بقا

کیا عظمتِ حسینؑ ہے، کیا عزتِ حسینؑ

دلبندِ مصطفیٰؐ ہے جو، زہراؑ کے دل کا چین

عصمت کے شجر میں کوئی، ایسا نہیں ہوا

بخشش خدا کی اس جگہ، اس جا ہیں رحمتیں

چوکھٹ پہ جس کی ملتی ہے دنیا کو عزتیں

جس جا جھکے ہیں انبیاء تو بھی تو سر جھکا

عبّاسؑ جیسے بھائی کو پابندِ جنگ کرے

تلوارِ صبر سے لڑے خالق کو دنگ کرے

صفِ انبیاء نے کربلا میں دی یہی صدا

حسینؑ کیا ہے۔۔۔۔

عشقِ خدا کا دعویٰ تو آسان ہے مگر
تو اپنی بوڑھی پشت پر، ہاں تھام کر جگر
اپنے جوان بیٹے کی میت ذرا اُٹھا

قبرِ معصوم کھود کر تلوار سے حسینؑ
ہاتھوں سے دفن کرنے لگے اپنے دل کا چین
خود صبر ہاتھ باندھ کر، بے صبر ہو گیا

زخموں کا آستاں بنے دکھ درد کا خدا
سب کچھ لٹا کے دیتا ہو غربت کی جو صدا
تاریخِ بشر میں نہیں، شبیرؑ دوسرا

خالق کے جس نے دین کو، سلامتؔ بچا لیا
تاجِ نبیؐ، نبیؐ کی جبیں پر سجا دیا
ہے دراصل حسینؑ ہی مفہومِ لا الہٰ

شاعر: سلامتؔ فیروز
نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی

تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے

تو پھر بھی ہم سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے حسینؑ کیا ہے
ضمیرِ انساں جگایا جس نے، فلک زمیں کو بنایا جس نے سناں پہ قرآں سنایا جس نے، نشانِ باطل مٹایا جس نے خدا کے دیں کو بچایا جس نے، حسینؑ وہ ہے
خدا کے لشکر کا میرِ لشکر، وہ جس پہ نازاں ہے ربِ اکبر ہیں جس کے گھر میں فرشتے نوکر، فقیر جس کے ہیں سب قلندر ہے جس کی تشنہ لبی سمندر، حسینؑ وہ ہے
وہ جس نے کرب و بلا بنائی، وہ جس نے بزمِ وفا سجائی علیؑ کا بیٹا حسنؑ کا بھائی، کرے جو نبیوںؑ کی رہنمائی خدا نے دے دی جسے خدائی، حسینؑ وہ ہے
وہ جس نے خاکِ شفا بنائی وہ جس نے نبضِ جہاں چلائی وہ جس نے شمعِ عمل جلائی ہر ایک عظمت ہے انتہائی ہے جس کا عباسؑ جیسا بھائی حسینؑ وہ ہے

تو پھر بھی ہم سے۔۔۔۔۔

حسینؑ کردارِ عالمی ہے حسینؑ دنیا میں مثل دیں ہے رسالتوں کا یہی امیں ہے بہت حسیں ہے بہت حسیں ہے وہ جس کے جیسا کوئی نہیں ہے حسینؑ وہ ہے
زمانہ کروٹ ضرور لے گا ہر اک موذن اذاں یہ دے گا ذرا ٹھہر جا تو خود کہے گا جلوس اس کا نہ رک سکے گا وہ جسکا ماتم صدا رہے گا حسینؑ وہ ہے
جو مقتلوں میں حیات بانٹے بتا دو گوہرؔ یہ وہ سخی ہے نہیں ہے قسمت میں تیری بیٹے رسولِ حق بھی یہ کہہ دے جس سے وہ سات بیٹے اسی کو دے دے حسینؑ وہ ہے

شاہؑ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سمجھ میں آیا کہ یہ حسینؑ ہے
حسینؑ یہ ہے حسینؑ یہ ہے

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نومی

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے
تیرا ایثار شاہِ کرب و بلا کافی ہے

حرؑ یہ کہتا تھا سنو غور سے اے شمرِ شقی
کیا ہوا گر نہ مجھے دولت و جاگیر ملی
بال کھولے گی میری لاش پہ جب بنتِ علیؑ
میں گناہ گار ہوں زہراؑ کی دعا کافی ہے

دیکھ کر فوجِ ستمگر کو یہ زینبؑ نے کہا
بھائی تو بھی تو کوئی اپنا مددگار بلا
مجھے کچھ غم نہیں اس بات کا سیدؑ نے کہا
میری امداد کو غازیؑ کی وفا کافی ہے

دین کو زندہ۔۔۔۔۔

بازو عباسؑ کے قاسمؑ علی اکبرؑ دوں گا
سر کٹا سجدے میں اپنا گھر دوں گا
دینِ اسلام کی عظمت کو بچانے کے لئے
خونِ اصغرؑ اور زینبؑ کی ردا کافی ہے

سوچا امت نے تھا احمدؐ کی نشانی نہ رہے
زندہ مظلوم رہے ظلم کے بانی نہ رہیں
ہے کہاں کوئی آج فاتحہ دیتا بھی نہی
دشمنِ دین پہ لعنت کی سزا کافی ہے

یہی تنویرؔ کی ہے تجھ سے دعا شاہِ زمن
وہ زمین دیکھو جہاں لٹ گیا زہراؑ کا چمن
لاش تیری رہی جس خاک پہ بے گور کفن
میری بخشش کو وہی خاکِ شفا کافی ہے

شاعر سید تنویر نقوی

سوز: اکبر عباس

درستار ہے حسینؑ کے سر پر

دستار ہے حسینؑ کے سر پر رسولؐ کی
زینبؑ کی پردہ دار ہے چادر بتولؑ کی

ہاتھوں پہ شیر خوار کا لاشہ لئے ہوئے
شبیرؑ لڑ رہے ہیں لڑائی اصول کی

امت نے خیر اجرِ رسالت تو کیا دیا
آلِ نبیؐ کے خون کی قیمت وصول کی

اہلِ حرمؑ کی قید کو منظور کر لیا
سر دے دیا نہ بیعتِ فاسق قبول کی

قرآن تو دے رہا ہے صدائے عَنِ الھویٰ
کچھ لوگ کہہ رہے ہیں پیمبرؐ نے بھول کی

دستارِ حسینؑ۔۔۔۔۔

کتنے حسیں ہیں اصغرؑ و اکبرؑ حسین کے
بچپن علیؑ ولی کا جوانی رسولؐ کی

دربارِ میرِ شام کا منظر عجیب تھا
زینبؑ کو مل رہی ہے وراثت بتولؑ کی

اخترؔ درِ بتولؑ سے ادنیٰ سی شے نہ مانگ
کم ظرف تو نے خواہشِ جنت فضول کی

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

جس ستم کی ابتداء اخترؔ سقیفہ سے ہوئی
انتہا اس کی ہوئی ہے شام کے بازار میں
اخترؔ چنیوٹی

حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا

حسینؑ بادشاہ نبیؐ کا لاڈلا ہائے کربلا میں لُٹ گیا
اُس پر یہ ستم جس کے صدقے میں بنی دنیا

اٹھارہ برس کے بیٹے کے سینے میں لگی مقتل میں سناں
اس شیر جواں کے لاشے پر کرتی تھی جوانی آہ وبُکا
شہہؑ ٹوٹی کمر تھامے روتے ہیں کھڑے تنہا

اللہ رے غربت کا عالم غربت پہ غریبی روتی تھی
مظلوم پسر کی حالت پر ماں خاک پر بیٹھی روتی تھی
کہتی تھی بہن رو کر ہائے میرا ماں جایا

لرزے میں خدائی تھی ساری حیران تھے سارے پیغمبر
جب تیغ وسناں کے سائے میں سجدے میں رکھا شبیرؑ نے سر
یہ کہتا ہوا کعبہ خود کرنے طواف آیا

حسینؑ بادشاہ۔۔۔۔۔

دریا کے کنارے قتل ہوا وہ جس کا شیر سا بھائی بھی
اسباب لُوٹا خیمے بھی جلے بے پردہ ہوئی ماں جائی بھی
نہ کوئی رہے زندہ نہ سر پہ کوئی سایہ

کیا فرشِ زمیں کیا عرشِ بریں کیا جن و بشر کیا حور و مَلَک
شبیرؑ کی غُربت پر گوہرؔ روئے گا زمانہ حشر تلک
مجلس یہ صدا ہو گی ماتم یہ صدا ہو گا

شاعر: گوہر جارچوی

تیرہ سو برس میں ہوئے کیا کیا نہ تغیّر
کہہ دے کوئی ماتمِ شبیرؑ میں کمی ہے
علامہ نجم آفندی

ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام

ہر سانس ماتمی کی شبیرؑ تیرے نام
اللہ کر رہا ہے مولاؑ تجھے سلام

آیات کر رہی ہے مولاؑ تیری تلاوت
ہے دینِ مصطفےٰؐ کی ضامن تیری شہادت
جو کرنا پایا کوئی تو نے کیا وہ کام

چھ ماہ کی امانت رن میں چُھپائی تو نے
جلتی ہوئی زمیں پہ تُربت بنائی تو نے
تیغِ علیؑ سے مولاؑ کیسا لیا ہے کام

مَل کر وضو کی خاطر چہرے پر خونِ اصغرؑ
بے جانمازیوں کی رن میں صفیں بچھا کر
شبیرؑ کر رہے ہیں سجدے کا اہتمام

ہر سانس ماتمی کی۔۔۔۔

گھر لُٹ گیا ہے سارا بیٹے بچے نہ بھائی
نوکِ سِناں سے دیکھی بہنوں کی بے ردائی
تجھ پر ہوئی ہے مولاؑ مظلومیت تمام

کیسا محبتوں میں تقسیم ہو گیا ہے
بیٹے کے ساتھ لاشہ رن میں پڑا ہوا ہے
نیزے پر سر گیا ہے بیٹی کے ساتھ شام

کرب و بلا سے پیدل پُر خوار راستوں پر
آئے گا روز ملنے غازیؑ کو ساتھ لے کر
جب تک کریں گی زینبؑ زندان میں قیام

میر ابنے ٹھکانہ کرب و بلا کی جنت
ہر دم ہے یہ تکلمؔ مومن کے دل کی حسرت
میں بھی کفن نہ پاؤں اے بے کفن امام

شاعر: میر تکلمؔ

سوز: منوّر علی نومی

رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے

رُونا بھی عبادت ہے ماتم بھی عبادت ہے
سمجھُو تو مسلمانوں یہ اِجرِ رسالتؐ ہے

گھر لُوٹنا کسی کا اور بے رِدا بھی کرنا
کچھ تُو بتاؤ لوگو یہ کیسی شرافت ہے

بھائی کو قتل کر دے جو بہنوں کے سامنے
اِیسے لعین پر تو اللہ کی لعنت ہے

کر کے عظیم سجدہ اِسلام کو بچایا
کہتے تھے اِنبیاؑء بھی بےِ مثل شہادت ہے

رو کر خلیلؑ بوُلے زہراؑ کے لاڈلے سے
قربُاَن کِیا ہے کنبہ کیا خوُنِ سخاوت ہے

رُونا بھی عبادت ہے۔۔۔۔۔

کانُوں سے خوُن جاری رخسار نیلے نیلے
سارے سفر میں اِیسی معصوُمہؑ کی حالت ہے

کیا حال میں بتاؤں بیمارؑ کربلا کا
صحرا میں جسکے سر پہ ہاَئےِ ٹوُٹی قیامت ہے

مظُلوم کے غم میں یوُں افضالؔ روُتے رہنا
ہے عاقبت تمہاری مخدوُمہ کی حسرت ہے

شاعر و سوز: افضالؔ حسین

ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ

ہر طرف فوجِ ستمگر اور اکیلے ہیں حسینؑ
سب کے ہاتھوں میں ہیں پتھر اور اکیلے ہیں حسینؑ

تیر مہمانوں کے زخموں سے نکلنے ہیں ابھی
وقت کم ہے پھر بھی کتنے کام کرنے ہیں ابھی
بے کفن لاشے بہتر اور اکیلے ہیں حسینؑ

لاشئہ اکبرؑ پہ آخر کس طرح پُہنچے پدر
جس طرف بڑھتے ہیں مولاؑ تیر پڑھتے ہیں اُدھر
روکنے والا ہے لشکر اور اکیلے ہیں حسینؑ

ماں یہ خیمے سے صدائیں دی رہی ہے بار بار
یا علیؑ کا نام لے کر ساتھ دے اے ذوالفقار
کھودنی ہے قبرِ اصغرؑ اور اکیلے ہیں حسینؑ

ہر طرف فوجِ ستمگر۔۔۔۔۔

پارہ پارہ کر چکے قرآنِ شبرؑ کو لعین
چار سو بکھرا ہے قاسمؑ پر کہیں ملتا نہیں
لاش ہے میلوں کے اندر اور اکیلے ہیں حسینؑ

لاشائے عبّاسؑ رن میں ڈھونڈتا ہے مرتجس
ہولے ہولے خود سے اکبرؑ کہہ رہا ہے مرتجس
شمر آپہنچا ہے سر پر اور اکیلے ہیں حسینؑ

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغرؔ خان

فاطمہؑ کی گود کا پالا جگا کر قوم کو
سو رہا ہے کربلا کی منزلِ بیدار میں
نجمؔ آفندی

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

وا حسیناؑ کا ہوا شور حرم میں برپا
ہو کے رخصت جو چلے گھر سے شہہِ کرب و بلا
جوڑ کے ننھے سے ہاتھوں کو سکینہؑ نے کہا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

تم نہ آؤ گے تو بابا میں بہت رووں گی
کس کے سینے پہ بتا دیجئے میں سوؤں گی
نہ تو بھیا علی اکبرؑ ہیں نہ عبّاسؑ چچا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

میں سمجھتی ہوں کہ یوں ہی مجھے بہلاتے ہو
بابا معلوم ہے مرنے کے لئے جاتے ہو
تم ہمیشہ کے لئے ہوتے ہو اب ہم سے جدا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

ایک بار اور مجھے

سوچتی ہوں کہ تماچے مجھے مارے نہ کوئی
گوشوارے میرے کانوں سے اُتارے نہ کوئی
وہم آتے ہیں میرے دل میں نہ جانے کیا کیا
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

اب نہ پیاسی ہوں نہ پانی کی ضرورت ہے مجھے
کوئی حاجت نہیں بس اتنی سی حسرت ہے مجھے
دیکھ لوں آج میں جی بھر کے تمھارا چہرہ
ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے

رن کو جاتے ہوئے سر جھکائے ہوئے شہہ نے رو کر کہا الوداع الوداع
آیا وقت سفر اے بہن آج ہم ہو رہے ہیں جدا الوداع الوداع

شاہ بڑھ کر بہن کے گلے لگ گئے اور دکھیا بہن سے یہ کہنے لگے
میری مظلوم پیاسی مسافر بہن تیرا حافظ خدا الوداع الوداع

جس سے ڈرتی تھی تم وہ گھڑی آگئی دیکھو چاروں طرف تیرگی چھاگئی
دشتِ پر ہول میں شام ہونے کو ہے لو مسافر چلا الوداع الوداع

لے کے بالی سکینہؑ کو آغوش میں ننھے ننھے سے ہاتھوں کے بوسے لئے
شہؑہ نے حسرت سے بیٹی کو تکتے ہوئے آہ بھر کر کہا الوداع الوداع

آیا خیمے سے باہر جو مولاؑ میرا بھائی بیٹا بھتیجا کوئی بھی نہ تھا
ایک حسرت سے چاروں طرف دیکھ کر شہہ نے خود ہی کہا الوداع الوداع

رن کو جاتے ہوئے۔۔۔۔

بولا بیمار بیٹے سے آقا میرا اب نہ آئے گا اے بیٹا بابا تیرا
موت کی آہٹیں تیز ہونے لگی آہی ہے صدا الوداع الوداع

جب تڑپ کر کہا میرے شیروں اٹھو اور زینبؑ کے بھائی کو رخصت کرو
ایک اک لاشِ بے سر سے آئی صدا اے شہہ کربلا الوداع الوداع

ایسا ماتم کرو ایسا ماتم کرو پاک بی بیؑ کہے مرحبا مرحبا
خوں اگلتے ہوئے ایک اک زخم سے آج آئے صدا الوداع الوداع

شاعر: گوہرؔ جارچوی
سوز: منور علی نومی

اگر نہ صبرِ مسلسل کی انتہا کرتے
کہاں سے عزمِ پیمبرؐ کی ابتدا کرتے
نبیؐ کے دیں کو تمنا تھی سرفرازی کی
حسینؑ سر نہ کٹاتے تو اور کیا کرتے
محسنؔ نقوی

زخموں سے چور چور ہے

زخموں سے چور چور ہے زہرؑا کا لاڈلا
روکو ذرا یہ تیر کہ سجدہ کریں ادا

چھینی گئی ردائیں تو منظر عجیب تھا
سیدانیوں نے بالوں سے منہ کو چھپا لیا

کیسے جوان بیٹے کا لاشہ اُٹھاؤں میں
ٹوٹی ہوئی کمر ہے کہ عبّاسؑ چل بسا

یہ دیکھنے کو ماں تیری جیتی رہی قاسمؑ
سہرے کے پھول خون میں ڈوبے ہیں جابجا

سیلاب نہیں ڈھونڈنے کو آتا ہے پانی
مل جائے کہیں پیاسا تھا مہمانِ کربلا

میں بے کفن کبھی تجھے جاتی نہ چھوڑ کر
مجبور ہوں کہ بہن کے سر پر نہیں ردا

امت نے خوب اجرِ رسالت دیا ہمیں
تو بے کفن حسینؑ میں زینبِؑ بے ردا

Vol.-I، 1985ء ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

تیروں کے مصلے پر وہ سجدہٴ شکرانہ

تیروں کے مصلے پر وہ سجدہٴ شکرانہ شبیرؑ نے بتلایا اسلام پہ مر جانا
کچھ اسطرح لاش آئی اک رات کے بیاہے کی افسوس کہ مادر نے بیٹے کو نہ پہچانا
سوچو تو مسلمانوں یہ بات کوئی کم ہے احمدؐ کی نواسی کا دربار میں آجانا
یہ ماں کی وصیت تھی عباسؑ دلاور کو جب دین پہ بن آئے تم دین پہ مر جانا
دنیا تو نہ بھولے گی عباسؑ وفا تیری تلوار نہیں کھینچی آقا کا کہا مانا
اک تیر علی اصغرؑ کی گردن میں لگا آکر معصومؑ کا ہنس دینا اور موت کا گھبرانا
برچھی علی اکبرؑ کے سینے سے نکل آئی دیکھا نہ گیا شاہؑ سے یوں دل کا نکل آنا

تیروں کے مصلے پر۔۔۔۔۔

دربار میں فضہؑ نے لوگوں سے کہا رو کر آتی ہے نبی زادی تعظیم کو جھک جانا
تاحشر رلائے گا مولاؑ کی تیاری پر دلدل کی رکابوں سے بیٹی کا لپٹ جانا
میت علی اصغرؑ کی ہاتھوں پہ اٹھا بولے اللہ تیرے آگے ہے شبیرؑ کا نذرانہ
حیدر کی جلالت کا انداز نظر آیا وہ شامِ غریباں میں زینبؑ کا نہ گھبرانا
بھولے گا زمانے کو منظر نہ کبھی ناصرؔ معصومؑ کی میت کو شبیرؑ کا دفنانا
ناصرؔ کا یہ دعویٰ ہے بنتا ہے حسینؑ ایسے سانچے میں امامت کے قرآن کا ڈھل جانا

شاعر وسوز: استاد نتھو خان ناصرؔ

گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں

گونجی بوقتِ عصر صدا میں حسینؑ ہوں کاٹو نہ میرا خشک گلا میں حسینؑ ہوں
اماں کیسی نے پانی کی اک بوند بھی نہ دی میں بار بار کہتا رہا میں حسینؑ ہوں
دربار میں لعین کے کہرام مچ گیا مختار سے جو سر نے کہا میں حسینؑ ہوں
اے شامیوں کفن نہ دیا مجھ کو غم نہیں دے دو میری بہن کو ردا میں حسینؑ ہوں
زانوں پہ رکھ کے سر کو کہا اک ضعیف نے اکبرؑ کہاں ہے رستہ بتا میں حسینؑ ہوں
سوکھی ہوئی ہیں شمر میرے حلق کی رگیں آہستہ تو چھری کو چلا میں حسینؑ ہوں

شاعر: رضا سرسوی (انڈیا)

سوز: اصغر خان، سیالکوٹ

https://youtu.be/oLLSZJ13rsI?si=FD3Qn-GyrwhaviE5

سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدا کے لیے

سرِ حسینؑ کٹا ہے جس ابتدا کے لیے ہے بے ردا سرِ زینبؑ اُس انتہا کے لیے	شاعر: نیر احمد نویدؔ
بتایا حُرؑ نے یہ پڑھ کر حسینؑ کا کلمہ کہ یا حسینؑ ضروری ہے لا اِلٰہ کے لیے	
چڑھا کے بانوؑ نے ننھی سی آستینوں کو سنوارا ہے علی اصغرؑ کو بھی وغا کے لیے	
ابھی ہے خیمے کے دَر پر کھڑی ہوئی زینبؑ ابھی نہ حلق پہ خنجر چلا خدا کے لیے	
سکینہؑ تیری خموشی پہ ہے بپا کہرام ترس رہا ہے یہ زنداں ترِی صدا کے لیے	
پسر کے سینے سے ہائے وہ کھینچ کر برچھی اُٹھانا شاہ کا ہاتھوں کو وہ دُعا کے لیے	
نویدؔ ثانیِ زہراؑ سے مانگ اُن کا کرم سفینہ چاہیے اِس قلزمِ ثنا کے لیے	

ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے

ہوئے پردیس میں شبیرؑ دنیا سے جدا کیسے
یہ امت نے دیا ہائے رسالت کا صلہ کیسے

اذانِ صبحِ عاشورہ میرے اکبرؑ نے دے دی ہے
سنے گئی ہائے زینبؑ تو دوبارہ یہ صدا کیسے

خدا ہی جانتا ہے جس گھڑی اکبرؑ کے مرنے کا
دیا پیغام قاصد نے تو صغریٰؑ نے سنا کیسے

کہے شبیرؑ جاں دے دی مگر وعدہ نہیں توڑا
میرے عباسؑ نے مر کر نبھائی ہے وفا کیسے

فقط عابدؑ کو یہ غم ہوش میں آنے نہیں دیتا
کہ ظالم نے سرِ زینبؑ سے چھینی ہے ردا کیسے

بہت دشوار تھے کرب و بلا سے شام کے رستے
نہ جانے بیڑیاں پہنے ہوئے عابدؑ چلا کیسے

ہوئے پردیس میں۔۔۔۔۔

عزاداری مٹے گی نہ تیری شبیرؑ دنیا سے
نہ جانے فاطمہ زہراؑ نے مانگی تھی دعا کیسے

نہ بازو ہی رہے نہ سر تیرا باقی رہا غازیؑ
سکینہؑ پیاس کا تجھ سے کریگی اب گلہ کیسے

کہے زینبؑ اسیری یہ تیری دیکھی نہیں جاتی
اندھیری قید سے ہو گی سکینہؑ تو رہا کیسے

بچانے کیلئے ہے دیں کو آیا لال زہراؑ کا
لہو سے ریت پر لکھا ہے اُس نے لا الہٰ کیسے

سہے جتنے مصائب نبیؐ کی آل نے ناصرؔ
وہ اشکوں اور لفظوں میں کروں یارب ادا کیسے

شاعر و سوز: مجاہد حسین ناصرؔ

ان اللہ مع صابرین

بیٹی ہوں میں علیؑ کی نواسی ہوں میں نبیؐ کی

زہراؑ ہے میری مادر دے دو خدارا چادر

کیسا ہے یہ نظارہ ماحول ہے آوارہ

پیاسا تھا میرا بھیا دریا کا تھا کنارہ، کربل میں لٹ گیا ہے بے جُرم کنبہ سارا

پتھر نہ مجھ کو مارو لوگو میں بے سہارا

سلطانِ کربلا کا ماتم صدا رہے گا، عبّاسؑ باوفا کا پرچم صدا رہے گا

اسلام پہ یہ مولاؑ احسان ہے تمہارا

اماں کا زخمی پہلو مجھے یاد ہے قسم سے، بابا کو ضرب کاری ماری گئی ہے ظلم سے

دکھوں دردوں کی ہوں ماری دل میرا پارہ پارہ

اب اور نہ رلاؤ دربار نہ لے جاؤ، ناموسِ مصطفےٰؐ کو نہ دربدر پھیراؤ

عباس رضاؔ بھی روئے، روئے قلم بیچارہ

شاعر وسوز: عباس رضاؔ

کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا

کس پہ خنجر چل گیا کس کا گلا کاٹا گیا جس نے امت کے لیے خنجر تلے مانگی دُعا	
کیا مسلماں تھے محمدؐ کا گھرانہ لوٹ کر کربلا میں کر رہے تھے شکر کے سجدے ادا	
بیٹیاں مشکل کشاءؑ کی اور دربارِ یزید کیا مسلمانوں میں کوئی صاحبِ غیرت نہ تھا	
کُنبہِ میرِ عرب افسوس پابندِ رسن کچھ مسلمانوں میں باقی نہ رہی شرم وحیا	
تیر الاشائے علی اکبرؑ اُٹھا نا دیکھ کر محوِ حیرت انبیاء مشکور ہے تیر اخدا	
ماتمِ سبطِ پیمبرؐ ہے دعائے سیدہؑ رُک نہیں سکتا کسی بھی دور میں یہ سلسلہ	
گردن شبیرؑ پر خنجر کے چل جانے کے بعد چادرِ زینبؑ سے ہل مِن کی رہی آتی صدا	شاعر و سوز: باوا صدا حسین شاہ

حسینؑ تونے جو سجدے میں سر کٹایا ہے

حسینؑ تونے جو سجدے میں سر کٹایا ہے بہن نے خیمے کے در سے قرآں اُٹھایا ہے
مقامِ عرشِ اولیٰ سے صدا یہ آتی ہے حسینؑ تونے میرا الا الہٰ بچایا ہے
وہ جس کے بوسے لیا کرتے تھے حبیبِؐ خدا اُسی جگہ سے شمر نے لہو بہایا ہے
ردا تو لُٹ گئی لیکن جنابِ زینبؑ نے بڑے وثوق سے سجادؑ کو بچایا ہے
صدا اذان کی گونجی جو صبحِ عاشورہ بہن یہ سمجھی میرا بھائی لوٹ آیا ہے
حسینؑ تیغ تلے کرکے شکر کا سجدہ حسینؑ تونے خدا کو خدا بنایا ہے
اُٹھا کے لاش کے ٹکڑے بنائی ہے گٹھڑی عمامہ کھول کے قاسمؑ کو جب اُٹھایا ہے

دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا

دینِ نبی کا ثاقی مارا گیا ہے پیاسا
بے گور و بے کفن ہے شبیرؑ کا جنازہ

بعدِ حسین رن میں ایسی قیامت آئی
سیدانیوں کے سر پر چادر رہی نہ سایہ

بیٹی پہ شاہِ دیں کی سب ظلم ڈھا رہے ہیں
کوئی تو آ کے رو کے کوئی تو دے دلاسہ

سہمی ہوئی سکینہ رو رو کے کہہ رہی ہے
شام آ گئی ہے اب تو آ جاؤ میرے بابا

جب دشت میں ستمگر خیمے جلانے آئے
رو رو کے بیبیوں نے عباسؑ کو پکارا

دینِ نبی کا ثاقی۔۔۔۔۔

گھبرا کے بولی زینبؑ اے بھائی میری چادر
سن کر صدا یہ تڑپا شیر جری کا لاشہ

حسرت بھری نظر سے دریا کی سمت دیکھا
سن کر صدائے زینبؑ جب کوئی بھی نہ آیا

لاکھوں سلام تجھ پر اے دین کے محافظ
خود اپنا گھر لٹا کر تو نے بچایا

رو کر فقیر گوہر فریاد کر رہا ہے
مقبول ہو یہ نوحہ میرے حسینؑ آقا

شاعر: گوہر جارچوی

خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے

خنجر نہ چلاؤ یہ پیمبرؐ کا گلا ہے
مارو نہ مسلمانوں یہ محبوبِ خدا ہے

احسان خدیجہؑ کے اگر یاد ہے تم کو
زینبؑ سے نہ لوٹو یہ اُسی گھر کی ردا ہے

پیاسا نہ کرو قتل یہ کہتی رہی زینبؑ
بھیا میرا آغوشِ پیمبرؐ میں پلا ہے

کچھ جانتے ہو کس پہ ستم ڈھائے ہیں تم نے
ارمان ہے نبیوںؑ کا یہ زہراؑ کی دُعا ہے

تم واقفِ قرآن ہو ٹھہرو ارے ٹھہرو
قرآن بھی رو رو کے یہی بول رہا ہے

ساجدؔ وہ اسیروں کے لیے دشتِ بلا سے
سامانِ سفر باندھ کے سجادؑ چلا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں ذبح کس نے کیا ہے مظلوم کے ماتم سے ہمیں روکنے والو گھر فاطمہ زہراؑ کا تباہ کس نے کیا ہے
خیمے بھی جلائے تو ردائیں بھی اُتاریں سیدانیاں سر ننگے کھڑی روتیں تھیں ساری ہندو تھے یہودی تھے عیسائی یا کوئی اور اتنا تو بتا دو یہ گناہ کس نے کیا ہے
بے شیر کے حلقوم پہ جب تیر لگا تھا اور پیاس سے معصومؑ کا ہائے خشک گلا تھا اصغرؑ نے زباں ہونٹوں پہ جب پھیری تھی لوگو تب خون سے تر خشک گلا کس نے کیا تھا
زنجیروں میں جکڑا ہوا سجادؑ مہاری اور شمر کے ظلموں سے ڈری بیبیاںؑ ساری جِس بی بی کا سورج بھی حیا کرتا تھا چھُپ کر اُس بی بی کے سر کو بے ردا کس نے کیا ہے

شبیرؑ کو سجدے میں۔۔۔۔۔

برچھی نے جو چیرا علی اکبرؑ کے جگر کو ہائے کیسے اُٹھایا میرے مولاؑ نے پسر کو لیلیٰ کا پسر لگتا تھا تصویر نبیؐ کی سرکارِ رسالت کا حیا کس نے کیا ہے
عبّاسؑ وفادار کا پرچم ہے نشانی یاد آئے ایسے دیکھ کے کربل کی کہانی جو ہاتھ تھے زہراؑ کی دعاؤں کا نتیجہ اُن ہاتھوں کو شانوں سے جدا کس نے کیا ہے
اخترؔ کو یہ اک مسئلہ سبھی ملا بتائیں کِس جرم میں لوٹی گئیں کربل میں ردائیں دربار میں خطبہ جو پڑھا بنتِ علیؑ نے اذانوں سے پھر شور بپا کس نے کیا ہے

شاعر: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے

بے کفن خاکِ شفاء پر دین کا سلطان ہے نوحہ گر قیدی گئے کربلا ویران ہے	شاعر: سید علی رضا بخاری
جسم ہے کہ آیتوں پہ آیتیں لکھی ہوئی اور سرِ اقدس انی پہ بولتا قرآن ہے	
لاشِ اکبرؑ پہ یہ رو رو کے مہاری نے کہا کربلا مشکل ہے لیکن شام سے آسان ہے	
اے علی اکبرؑ یہ دشتِ کربلا ہے دھیان سے تیرے پہلو میں علی اصغرؑ کی ننھی جان ہے	
حلقِ اصغر پہ جفا کا تیر چل جانے کے بعد زندگی خموش ہے اور موت بھی حیران ہے	
غیرتِ اسلام کیا تجھ کو گوارہ ہے یہ بات مالکِ کون و مکاں اور شام کا زندان ہے	
ماتمِ زنجیر اور سینہ زنی کہدے رضاؔ یہ مقدر ہے ہمارا اور یہی پہچان ہے	

سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفےٰؐ کا رواں

سرِ حسینؑ سے ہے خون مصطفےٰؐ کا رواں
کیا ہے سبطِ پیمبرؐ نے گھر کا گھر قرباں

بدل دیا رُخِ تاریخِ کربلا پل میں
دکھا کے اصغرِؑ بے شیر تو نے سوکھی زباں

کوئی کفن نہیں دیتا کوئی دفن تو کرے
کوئی تو آ کے اٹھائے پھٹا ہوا قرآں

حسینؑ لائے ہیں ڈوبا ہوا لہو میں علم
تڑپ کے بولی سکینہؑ میرے چچا ہو کہاں

بدل گیا ہے زمانہ یہ کیا قیامت ہے
رسول زادیؑ کی چادر ہے لوٹ کا ساماں

زمانہ آیا غریبی میں یاد نانا کا
سنی جو شاہؑ نے اپنے جواں پسر کی اذاں

حسینیت کی محافظ ردائے زینبؑ ہے
نبیؐ کے دیں کو ملی ہے اسی ردا میں اماں

شاعر: سید علی رضا شاہ

خنجر تلے جس نے سجدہ کیا

خنجر تلے جس نے سجدہ کیا چاند زہراؑ کا تھا جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
ویران کرب و بلا آباد جس نے کیا امت نے کیوں بے خطا کاٹا ہے اُس کا گلا نوکِ سناں پہ جس نے قرآن پڑھا چاند زہراؑ کا تھا
اصغرؑ نے کی جان فدا قاسمؑ کے ٹکڑے ہوئے عونؑ و محمدؑ عبّاسؑ اکبرؑ بھی مارے گئے سارے جہاں میں جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
سکینہؑ کے دُر لے گئے غازیؑ کے بازو کٹے شمر طمانچے مارے کس جرم کی ہے سزا ہے یہ سزا جس کا کوئی نہ رہا چاند زہراؑ کا تھا
زینبؑ کی چھینی ردا عابدؑ کے کوڑے لگے بیبیاںؑ قیدی ہوئی خیمے بھی جلنے لگے خیمے جلے جس نے قرآن پڑھا چاند زہراؑ کا تھا

حسینؑ تو نے جو خون سے دیا جلایا ہے

حسینؑ تو نے جو خون سے دیا جلایا ہے صدا لگائی ہے لا کی اِلٰہ بچایا ہے
اگر ہے حق پہ تو بس پڑھ حسینؑ کا کلمہ حسینؑ ہی نے تو یہ لا اِلٰہ بچایا ہے
کیا ہے تیغ تلے جس نے شکر کا سجدہ جبیں نے جس کی خدا کو خدا بنایا ہے
بتاؤ کون ہے وہ زیرِ تیغ ذبحِ عظیم کہو خدا کی جگہ کس نے سر کٹایا ہے
حسینؑ وہ ہے جو تیغِ سوالِ بیعت کو گلے سے مقتلِ ذلّت میں گھیر لایا ہے
نویدؔ حَیَّ علیٰ ہے صدائے خیر العمل چلو کہ سیدِ سجادؑ نے بلایا ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: جابر

کر چکے شبیرؑ جب خنجر تلے

کر چکے شبیرع جب خنجر تلے سجدہ ادا ہو گئی پردیس میں کلثومؑ و زینبؑ بے ردا
آخری دم تک علی اکبرؑ رہو نگی منتظر دیکھ کر نقشِ قدم کرتی رہی صغریٰؑ دعا
حرفِ پانی تو ابھی ہونٹوں پہ آیا ہی نہ تھا حرملہ کے تیر نے دی پیاس اصغرؑ کی بجھا
ڈھونڈتی ہے رات بھر پہلو میں اصغرؑ کو ربابؑ گونجتی ہے ہر لمحے اصغرؑ کے رونے کی صدا
جس طرح آغوشِ مادر میں سکوں مل جاتا ہے نکلی اس انداز میں برچھی کہ اکبرؑ سو گیا
زیں پہ دستارِ نبی تیروں سے چھلنی ہے بدن جانب خیّام آیا ذوالجناح روتا ہوا
رہ نہ جائے کوئی خامی دین کی تکمیل میں کہتے تھے ہمشیر سے پردہ بھی کر دینا فدا

کر چکے شبیرؑ جب۔۔۔۔۔

سامنے آنکھوں کے منتظر مقتلِ شبیرؑ تھا ہے رسن بستہ بہن بھائی سے ہونے کو جدا
جلتے خیموں سے ہے نکلی آگ دامن کو لگی کہتی ہے غازیؑ کو زینبؑ لو سکینہؑ کو بچا
کہتی ہے زینبؑ اگر چادر کسی کے پاس ہو ڈال دو میت پہ تم ہے بے کفن بھائی میرا
جراتِ زینبؑ کا ہو گا تذکرہ بھی بار بار جب بھی دہرائے گی دنیا داستانِ کربلا
ریگِ صحرا پہ تڑپ کر خون میں شبیر نے کر دیا تنویرؔ زندہ شاہؑ نے دینِ مصطفےٰؐ

شاعر: سید تنویرؔ نقوی

سوز: وزیر افضل

https://youtu.be/Em2ewRbC_YY?si=3wh7SWrQfYsuPfmF

https://youtu.be/Ct-0rK-NFBU?si=OtRGrQQcq8pQSUi1

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے پاک زہراؑ کو ستایا ہے مسلمانوں نے	شاعر و سوز: لال حسین حیدری
دیا معصوم کو پانی کس زباں سے میں کہوں پیٹ کر سر کو کہا زینبؑ و کلثومؑ نے یوں ہائے تیروں سے پلایا ہے مسلمانوں نے	
کلمہ گو تیری وفاؤں کا ہیں چرچا کرتے اس لئے روتے عزادار ہیں ماتم کرتے ہائے یتیموں کو رُلایا ہے مسلمانوں نے	
جو سقیفہ میں بنی تھی ہے یہ تدبیر وہی بابِ زہراؑ پہ لگی جو ہے یہ تحریر وہی ہائے خیموں کو جلایا ہے مسلمانوں نے	
آلِ احمدؐ پہ بھلا کس نے ستم ڈھایا ہے لالِ سجادؑ کی آنکھوں نے یہ بتلایا ہے ہائے بازاروں میں پھرایا ہے مسلمانوں نے	

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی شمشیر سے بے ردا زینبؑ پھری ہو کر جدا شبیرؑ سے
پاس گہوارے کے گم سم بیٹھی ہے امِ رباب جل رہا ہے دل بچھڑ کر اصغرِ بے شیر سے
کس کو دے آواز عباسِؑ دلاور بھی نہیں لاش فرزندِ جوان اُٹھتی نہیں شبیرؑ سے
وقتِ رخصت خیمہ گاہ میں تھا جنازے کا سماں اس طرح لپٹے ہوئی تھیں بی بیاں شبیرؑ سے
ہائے اُس معصوم بچی کا گلا رسی میں تھا ایک پل تو جو نہ ہوتی تھی جدا شبیرؑ سے
خوں رلاتی ہے اثرؔ بنتِ علیؑ کی بے بسی جھاڑ کر دامن جو نکلی بھائی کی جاگیر سے

شاعر: اثرؔ ترابی

مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے

مارے گئے شبیرؑ فضا میں یہ صدا ہے
زینبؑ تیرا پردیس میں کوئی نہ رہا ہے

ماں کہتی تھی میں آ کے منا لو تمہیں اصغرؑ
اک بار پکارو میرا دل ڈوب رہا ہے

افسوس کہ یہ قاتلِ اکبرؑ نے نہ جانا
نیزا تو محمدؐ کے کلیجے پہ لگا ہے

ہمشیر سے ملنے کو بہت تڑپا ہے اکبرؑ
اٹکی ہوئی سانسوں میں بھی صغریٰؑ کی صدا ہے

فضّہ نے سوئے نہر یہ غازیؑ کو صدا دی
عبّاسؑ اُٹھو خطرے میں زینبؑ کی ردا ہے

مارے گئے شبیرؑ۔۔۔۔۔

کل پہرے پہ عباسؑ تھے اور آج ہے زینبؑ
اے شامِ غریباں یہ عجب طرزِ جفا ہے

کون آ کے سکینہؑ کو تماچوں سے بچائے
بھائی علی اکبرؑ ہے نہ عباسؑ چچا ہے

اسلام بچانے کو اثرؔ دشتِ ستم میں
عاشور کے دن خون بہتر کا بہا ہے

شاعر: اثرؔ ترابی

پیاسے کو قضاء سانس بھی لینے نہیں دیتی
لایا ہے ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے
بابا نثارؔ حیدری

حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

زہراؑ کا لاڈلا بے جرم و بے خطا

زہراؑ کا لاڈلا　بے جرم و بے خطا　ہائے مارا گیا
غربت کی یہ شب ہے　بے پردہ زینبؑ ہے　کرتی ہے رو رو کر
زینبؑ یہی فغاں

وہ جو لہو لہو ہے　خالق کی آبرو ہے
اے شاہِ کربلا　محشر تلک خدا　ممنون ہے تیرا
تو حق کا راہبر ہے　نبیوں سے برتر ہے　تیرے ہی صدقے میں
باقی ہے یہ جہاں

زینبؑ کو بس یہ غم ہے　اس بات کا الم ہے
برخاکِ نینوا　زہراؑ کے لعل کا　لاشہ پڑا رہا
زینبؑ کو یاد آئی　بھائی کی تنہائی　جب رن سے جاتا تھا
پیاسوں کا کارواں

زہراؑ کا لاڈلا۔۔۔۔۔

سہمی ہوئی سکینہؑ پیاسی ہے وہ حزینہ
دیتی رہی صدا گوہر مرے چھنے دامن بھی جل گیا
سُونا یہ صحرا ہے اے بابا جنگل میں یہ دکھیا مقتل میں
ڈھونڈے تمہیں کہاں

بابا کو رونے والی سینے پہ سونے والی
اب ساری زندگی بابا کو روئے گی کیسے وہ سوئے گی
گھبرا کر خیموں سے نکلے گی پیاسی وہ ڈھونڈے گی بابا کو
لاشوں کے درمیاں

بعدِ حسینؑ زینبؑ شبیرؑ بن گئی ہے
جب خیمے جل گئے لاشے پہ بھائی کے ہمشیر نے کہا
مقتل میں یہ تجھ سے وعدہ ہے زینبؑ کا یہ تیری قربانی
ہوگی نہ رائیگاں

زہراؑ کا لاڈلا۔۔۔۔۔

جیسے ربابؑ اجڑی اجڑے نہ کوئی مادر

وہ ساری زندگی بے چین ہی رہی آئی نہ سائے میں

کہتی تھی وہ رو کر بے کل ہے یہ مادر لوٹ آؤ اے اصغرؑ

لوری سنائے ماں

بس اے محبؔ یہ ماتم زینبؑ کی آرزو ہے

جو اپنے بھائی کو بن میں نہ رو سکی اے بنتِ مصطفےٰؐ

قاسمؑ کا اکبرؑ کا زہراؑ کے دلبر کا دیتے ہیں سب پرسہ

یہ تیرے نوحہ خواں

شاعر: محب فاضلی

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہِ خنجر رہا
اب تیرے بھائی رہے زینبؑ نہ تیرا گھر رہا

معاف کر دینا سکینہؑ اب چچا عباسؑ کو
حلق تیرا خشک تھا اور میں لہو میں تر رہا

تو تو ایک لمحے کو مادر سے جدا ہوتا نہ تھا
کس طرح مٹی کے نیچے تو میرے دلبر رہا

جانے کیسے بھا گئی معصوم کو ننھی قبر
پھر نہ جھولے میں نہ ماں کی گود میں اصغرؑ رہا

یا علیؑ یا مصطفےٰؐ کربل میں اب آ جایئے
فاطمہؑ کے لاڈلے کا تن رہا نہ سر رہا

سر نہیں شبیرؑ کا۔۔۔۔

چند لمحوں میں سرِ زینبؑ سے چادر چھن گئی
عمر بھر سجادؑ کی نظروں میں وہ منظر رہا

سر برہنہ ظالموں لائے ہو کس کی بیٹیاں
جو کبھی کوفے کا حاکم ،حیدر و صفدر رہا

کیوں نبی زادی برہنہ سر گئی دربار میں
دکھ یہی تو ہے رُلاتا جو تجھے ناصرؔ رہا

نوحہ خواں: حمیرا اچناؔ

شاعر و سوز: مجاہد حسین ناصرؔ

https://youtu.be/Z2SWStzYGJY

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے
دین کی خاطر ردا کر دی فدا ہمشیر نے

بن کے نوحہ کربلا میں آ گیا صغریٰؑ کا خط
حشر برپا کر دیا صغریٰؑ تیری تحریر نے

نہر پہ عبّاسؑ کا لاشہ تڑپ کر رہ گیا
کھائے جب منہ پر طمانچے دخترِ شبیرؑ نے

خون سے آغوش بھی تر ہو گئی شبیرؑ کی
اور ماں کو بھی رُلایا حرملالعین کے تیر نے

لٹ گئیں صحرا میں آ کر فاطمہؑ کی بیٹیاں
سر چھپا رکھا تھا جن کا چادرِ تطہیر نے

سر کٹا کر صبر۔۔۔۔

منزلِ صبر و رضا پر تھی نگاہِ انبیاؑ
کھینچی جب اکبرؑ کے سینے سے سناں شبیرؑ نے

نوجوانی میں ضعیفی کا یہ عالم! الاماں
ڈالا خم ایسا کمر میں طوق نے زنجیر نے

حشر مقتل میں بپا ہے دو صدا عبّاسؑ کو
نیزہ اکبرؑ کے لگا تھامی کمر شبیرؑ نے

شاعر:سید تنویرؔ نقوی
سوز:وزیرافضل

> یہ دشتِ کرب و بلا ہے جنابِ خضر یہاں
> ہے شرط تشنہ لبی عُمرِ جاوداں کے لئے
> ناصرؔ کاظمی

ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو

ایسا سجدہ کیا شبیرؑ نے اپنے رب کو دشت میں روتے ہوئے سارے پیمبرؑ دیکھے
جس کو لینے نہ دیا پانی سکینہؑ کے لئے اُس کے پاؤں میں گرے لاکھوں سمندر دیکھے
جن کی آمد کے سبب کعبہ کی تعمیر ہوئی خون میں ڈوبے ہوئے نیزوں پہ وہ سر دیکھے
جن کے آنگن میں اُترتے تھے ستارے یا رب ہائے لٹتے ہوئے جلتے ہوئے وہ گھر دیکھے
خُلد میں جاری ہوا آلِ محمدؐ پہ درود حرؑ کو لاتے ہوئے جب ساقیِ کوثر دیکھے
روتی آنکھوں سے درِ خیمہ کو ڈھونڈے ہے رباب تڑپتے باپ کے ہاتھوں پہ جو اصغرؑ دیکھے

شاعر: علی افضل (مرحوم)　　　　سوز: حسن خان۔ جج جی (مرحوم)

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی

سلگتی ریت پہ سجدے کی انتہا دیکھی رسن میں وارثِ تطہیر بے ردا دیکھی
یہ سجدہ وہ ہے کہ جس نے بچایا دینِ خدا اگر یہ سجدہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اسی ہی سجدے میں بنیادِ لاالہ دیکھی
کٹایا سجدے میں سر دین کی بقاء کے لئے نہ تاج و تخت کو دیکھا نہ مال و دولت کو فقط حسینؑ نے اللہ کی رضا دیکھی
عجیب وقت تھا کہ پتھروں کی بارش میں سناں کی نوک پہ دیکھا قرآنِ ناطق کو لبوں پہ سورہء تطہیر کی صدا دیکھی
خدا کا شکر ہے صغریٰؑ گئی نہ تو کربل نہیں تو آج بھی لوگوں نے یہ سمجھنا تھا بازارِ شام میں قیدی ہے فاطمہؑ دیکھی

سلگتی ریت پہ سجدے۔۔۔۔۔

سجادؑ خون نہ روتا تو اور کیا کرتا غیّور قیدی اِن خوں آلود آنکھوں سے کھڑی ہزاروں میں تفسیرِ اِنّما دیکھی
اُٹھا کے لاش کے ٹکڑے رکھے عمامے پر سراپا جوڑ کے قاسمؑ کا رو پڑے سید حسینؑ نے جو کٹے ہاتھ پہ حنا دیکھی
سکینہؑ دوڑ کے لپٹی تھی اپنے بابا سے علیؑ کی بیٹیاں بے ہوش ہو گئیں اخترؔ چھدی جو تیروں سے شبیرؑ کی عبا دیکھی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے

لہو سے آبیاری دین کی شبیرؑ نے کی ہے ردا قربان بھی اسلام پر ہمشیر نے کی ہے
علی اصغرؑ تیرے نازک لبوں اور پیاس کے صدقے میں دستِ حرملا میں ہوں صدا یہ تیر نے کی ہے
شبیہہِ ذوالجناح دیکھے تجھے سر پیٹ کے روئے سواری آخری تجھ پہ جو میرے پیر نے کی ہے
علیؑ آئے ہوا کُہرام دربارِ یزیدی میں خطابت اس طرح سے زینبِؑ دلگیر نے کی ہے
خلیل اللہؑ تو نے ابتدائے عشق تو کر دی وہ دیکھو کربلا میں انتہا شبیرؑ نے کی ہے
میں غم آلِ محمدؐ کا بیاں کرتا رہوں ناصرؔ عنایت مجھ پہ یہ کیسی میری تقدیر نے کی ہے

شاعر و سوز استاد نتھو خان ناصرؔ

کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا

کربلا نے موت کی مشکل کو آساں کر دیا
ماتمِ شبیرؑ نے جینے کا ساماں کر دیا

ڈھونڈتی پھرتی تھیں سایہ فاطمہؑ کی بیٹیاں
آسماں نے پردہِ شامِ غریباں کر دیا

عصرِ عاشورہ کے سائے ماتمی ہونے لگے
خانہِ زہراؑ کسی ظالم نے ویراں کر دیا

آ گیا زینبؑ کے پہلو میں جگر عبّاس کا
وقت کی آواز نے پہرے کا ساماں کر دیا

آبروئے فاطمہؑ پر آنچ آ سکتی نہیں
آگ نے خیموں کو چوما اور گلستاں کر دیا

شاعر و سوز: سید علی رضا بادشاہ

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے
سر کو کٹا کے دین نبیؐ کا بچا سکے

زینبؑ نہ روئی عون و محمدؑ کی لاش پر
ایسی بہن کہاں جو بھرا گھر لٹا سکے

اصغرؑ کا حال پوچھا جو شہ سے رباب نے
تھی داستان طویل فقط سر جھکا سکے

کر لو کہ آخری ہے زیارت رسولؐ کی
شاید کہ لوٹ کر علی اکبرؑ نہ آ سکے

قاصد نہ چھیڑ بات بہن کے پیام کی
اکبرؑ کہاں ہے جو صغریٰؑ بلا سکے

واپس حسینؑ۔۔۔۔۔

شمرِ لعیں نے پھیر دی گردن پہ یوں چھُری
سجدے سے سر حسینؑ نہ اپنا اُٹھا سکے

اصغرؑ کی موت کی نہ خبر ہو رباب کو
کچھ دیر ماں خیال میں جھولا جھلا سکے

کچھ مصلحت ضرور تھی ورنہ خیام تک
عباسؑ اور فرات سے پانی نہ لا سکے

ٹکڑے بکھر گئے تھے تنِ پاش پاش کے
قاسمؑ کی لاش اسلئے گھر میں نہ لا سکے

شمسیؔ سوا حسینؑ کے دورِ یزید میں
کوئی نہ تھا کہ دین کی بگڑی بنا سکے

شاعر: محمد علی شمسیؔ

کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں

غم حسینؑ میں کیسا شرف یہ پایا ہے، کہ اپنے ہاتھوں سے میں نے علم سجایا ہے
سنا ہے آتی ہے مجلس میں فاطمہ زہراؑ، یہ بات سوچ کے فرش عزا بچھایا ہے
کرم یہ مجلس شبیر نے کیا ورنہ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

خبر ہے بنتِ رسولِ خداؐ کے آنے کی، بدل رہی ہے ہوائیں غریب خانے کی
میرا نصیب کے مہماں ہوئی میری زہراؑ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

فرشتے، شاہ و گدا اگر سبھی ہے پیشِ نظر، ہے انبیا کی قطاریں لگی میرے گھر پر
تمھارے آنے سے بی بی یہ مرتبہ پایا، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

یہ نوحہ خوانی یہ سوز و سلام اور ماتم، ہمارے اشک ہے بی بی کے زخم کا مرہم
اگر نہ ہوتے وسیلہ یہ ماتم و نوحہ، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

غریب خانے کو جنت بنا دیا بی بی، خوشی یہ ایسی ہے جس نے رُلا دیا بی بی
ہر اک اشک نے آنکھوں سے گرتے گرتے کہا، کہاں غریب کا گھر، اور کہاں حسینؑ کی ماں

کہاں غریب کا گھر۔۔۔۔۔

سرِ حسینؑ جو شیریں کے گھر میں آیا تھا، سرِ حسینؑ کے ہمراہ آئی تھی زہراؑ
جو دیکھا بی بی کو شیریں نے یہ کیا نوحہ، کہاں غریب کا گھر اور کہاں حسینؑ کی ماں

ڈورے: یہ مجلس شبیرؑ میں بہتے ہوئے آنسو، فردوس کے باغوں میں سجا دیتی ہے زہراؑ
شہزادی زمیں پر اسے گرنے نہیں دیتی، بچ جائے تو کوثر میں ملا دیتی ہے زہراؑ

جب کسی گھر میں کوئی مر جائے، دُنیا غم بانٹنے کو آتی ہے
ہائے کتنی غریب ہے زہراؑ، پُرسہ لینے بھی چل کے آتی ہے

ماتم: یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ، یا حسینؑ
گھر میں میرے مجلس ہوئی، اور بچھ گیا فرش عزا
ذاکر نے جب مجلس پڑھی، اور حال رخصت کا جو پڑھا، اتنا روئی زہراؑ

فرحان اور مظہرؔ پڑھا، نوحہ شہہؑ مظلوم کا
تھا ذکر جب عاشور کا، شبیر پر خنجر چلا، اتنا روئی زہراؑ

کہاں غریب کا گھر۔۔۔۔

دیتے رہے اہلِ عزا، غازی کا پُرسہ، سرور کا پُرسہ
اکبرؑ کا قاسمؑ کا اصغرؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہراؑ

زینبؑ کا کلثومؑ و فضّہ کا پُرسہ
سجادؑ بالی سکینہؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہرا

بالی کا پُرسہ، چادر کا پُرسہ
عونؑ و محمدؑ کا باقرؑ کا پُرسہ، اتنا روئی زہرا

نیزوں پہ رکھے ہر اک سر کا پُرسہ
بی بی تمھارے بھرے گھر کا پُرسہ، اتنا روئی زہراؑ

شاعر: مظہرؔ عابدی　　سوز: نزاکت علی وحیدر خورشید

نوحہ خواں: فرحان علی وارث

https://www.youtube.com/watch?v=TYByH86L8WE&list=RDTYByH86L8WE&start_radio=1

دو ہی وجہ سے باطل

دو ہی وجہ سے باطل حق نہ چھپا سکا
اک ہے ردائے زینبؑ، اصغرؑ ہے دوسرا

دو بھائیوں کے لاشے رن میں پڑے ہوئے
زینبؑ کے لاڈلوں کا آخر ہے جرم کیا

بے پردہ بیبیوں کو نہ دیکھے کوئی لعیں
نوکِ سناں پہ زندہ قرآں بولنے لگا

کوفے میں بے اماں ہیں مسلم کے دونوں لعل
دونوں پہ کمسنی میں کیسا ستم ہوا

بے شیر کے لعینوں نے جھولے کے ساتھ ساتھ
افسوس کے سکینہؑ کا دامن جلا دیا

دو ہی وجہ سے۔۔۔۔۔

اک دشت کربلا نے بچایا ہے دین کو
اور دوسرا وہ موڑ ہے بازارِ شام کا

اصغر کا اک تبسم سمجھا گیا ہے یہ
دستِ حسینؑ پر تھا قرآں کھلا ہوا

شہ رگ نے کاٹ ڈالا خنجر کی دھار کو
پیاسوں کی تشنگی پہ دریا بھی رو پڑا

دو ہی سبب سے دیں یہ باقی رہا محبؔ
اک کربلا ہے ایک فدک کا ہے واقعہ

شاعر: محبؔ فاضلی

یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے

یوں درد کو رگوں میں اُتر جانا چاہیئے
ہم کو غمِ حسینؑ میں مر جانا چاہیئے

اے کربلا ہمیں بھی تو پامالیاں ملیں
ماتم میں یہ وجود بکھر جانا چاہیئے

کٹ جائے یہ گلا یا بکھر جائے یہ بدن
کرب و بلا کی سمت مگر جانا چاہیئے

دینا ہے مرتضیٰؑ کو جو پرسہ حسینؑ کا
زیرِ لحد بھی خون میں تَر جانا چاہیئے

قاسمؑ سے کہہ رہی ہے یہ فروا کہ اب تمہیں
بس خون میں نہا کے نکھر جانا چاہیئے

یوں درد کو رگوں۔۔۔۔۔

بے پردہ گئی زینبؑ مضطر ہے ایسا غم
اس غم میں آسماں کو گر جانا چاہیئے

غربت کی شب میں بالی سکینہؑ کو ڈُھنڈنے
زینبؑ یہ سوچتی ہے کدھر جانا چاہیئے

بے پردہ ساتھ ساتھ ہوں اہلِ حرم تو پھر
عبّاسؑ کو سناں سے اُتر جانا چاہیئے

بہلولؔ جس جگہ سے قائمؑ کا ہو گزر
اُس راہ گزر پہ جاں سے گزر جانا چاہیئے

شاعر: حشمت بہلولؔ

التماسِ سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب غلام اصغر خان، صاحب بیاض ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہ ماتم میں نام آیا

حُسین ابنِ علیؑ کا حلقہِ ماتم میں نام آیا دُعائیں شام سے آئیں بقیہ سے سلام آیا
پتہ سبطِ پیمبرؐ کا بدل ڈالا غریبی نے وطن سے خط بھی آیا تو علی اکبرؑ کے نام آیا
علیؑ کی بیٹیوں اُترو درِ سعد آ پہنچا زمیں پر آسماں کے ہے اُترنے کا مقام آیا
شہہِ بے کس کے لشکر میں نہ آیا نام صغرا کا مگر اُمّ المصائب کا سرِ فہرست نام آیا
سمجھ کر باپ کی مسند گئی بیٹیؑ پیمبرؐ کی فِضا بدلی ہوئی دیکھی نظر بازارِ شام آیا
نمازوں کے تقاضوں سے مسلماں پکڑے جاتے تھے مگر ہم بے نمازوں کو ذکی کا نوحہ کام آیا

بشکریہ: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

اے حسینؑ تجھ کو سلام

زندہ ہے تیرے نام سے یہ مذہبِ اسلام
اے حسینؑ تجھ کو سلام

ہر دور میں روکا گیا، ماتم تیرا پھر بھی ہوا
دنیا پہ ہے چھایا ہوا مولاؑ میرے تیرا نظام

تڑپا زمیں پہ نوجواں کھینچی کلیجے سے سناں
ملنے لگے کون و مکاں کہنے لگے مرسلؑ تمام

کٹتا رہا سوکھا گلا پھر بھی زباں پہ شکر تھا
تو صبر کی ہے انتہا کیوں نہ کہیں گیارہ امام

تلوار یا زخمِ جگر نیزے ہوں یا تیروں و تبر
تیرے بدن کو چوم کر سب نے کیا یہی کلام

ماتم کا ہے یہ معجزہ سینہ مصلّا بن گیا
رونا عبادت کہہ دیا جاری ہے تیرا فیضِ عام

کیا تھا تکلمؔ وہ سماں رونے لگی سب بیبیاں
چلنے لگا جب کارواں کہنے لگے قیدی تمام

شاعر: نیّر نقوی

سوز: اصغر خان

السلام السلام السلام اے حسینؑ

السلام السلام اے حسینؑ
مالکِ انس و جاں، وارثِ دو جہاں

کڑیل جواں کی لاش اُٹھائی ہے آپ نے
اصغرؑ کی قبر رن میں بنائی ہے آپ نے
کس ہاتھ کو کٹا ہوا دیکھا ہے یا حسینؑ
کس مشک کو چھیدا ہوا پایا ہے یا امامؑ

تنہا کھڑا ہے دشت میں زہراؑ کا وہ پسر
جس نے رہِ خدا میں بہتر دیئے ہیں سر
بے شیر کے لہو سے امامت ہے سرخرو
تا حشر اب سجود ہے تا حشر اب قیام

السلام السلام۔۔۔۔

غازیؑ پکارتی رہی تجھ کو تیری بہن
پامال رن میں ہو گئی لاشِ شہہِ زمن
دیتا نہیں ہے آج کوئی اسکو حوصلہ
دینا ہے امتحان جسے جانا ہے سوئے شام

یوں ارضِ نینوا کو سنوارا حسینؑ نے
خونِ جگر سے اپنے نکھارا حسینؑ نے
سجدے میں سر کٹا کے شہہِ مشرقین نے
ارضِ بلا کو دے دیا ارضِ شفا کا نام

تم نے حسنؑ کے لال کے ٹکڑے اُٹھائے تھے
یادِ حسنؑ میں تم نے پھر آنسو بہائے تھے
سہرے کے پھول بکھرے پڑے تھے جو خاک پر
گٹھڑی میں رکھ رہے تھے انہیں چوم کر امام

شاعر: عاصم رضوی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں

چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں
خیمہِ سادات سے اُٹھا دھواں ہائے قیامت کا ہے سماں

ڈھل گیا دن ختم لڑائی ہوئی موت کی خاموشی ہے چھائی ہوئی چاک گریبان خدائی ہوئی خاک بسر فاطمہؑ جائی ہوئی لرزی زمیں کانپ اُٹھا آسماں
نورِ نظر راج دلارے گئے زینبِؑ دلگیر کے پیارے گئے شاہؑ کے سب انصار بھی مارے گئے آس تھی جن پر وہ سہارے گئے لوٹ لیا موت نے یہ کارواں

خوں میں ہے تر شیر جری کا علم ہو گیا شبیرؑ کا سر بھی قلم خوشیاں منانے لگی فوجِ ستم غم سے تباہ حال ہیں اہلِ حرم لٹ گئی کونین کی شہزادیاں	چھانے لگی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں
عون و محمد نہیں اکبرؑ نہیں سرورؑ و عبّاسِؑ دلاور نہیں ہائے کوئی مونس و یاور نہیں خیمہ نہیں مقنع و چادر نہیں دشت میں ہیں آلِ نبیؐ بے اماں	
مادرِ اکبرؑ کا عجب حال ہے دیتا ہے جب کوئی تسلّی اُسے کہتی ہے دل تھام کے روتے ہوئے کھو گئے اس بن میں سہارے میرے مر گیا ہائے میرا کڑیل جواں	

چھائے گی شامِ غریباں ہائے قیامت کا ہے سماں

شاعر: گوہر جارچوی

سوز: منور علی نوری

ماں ہوں ہر اک رنج اُٹھاؤں گی میں
روتے ہوئی خود چلی جاؤں گی میں
ڈھونڈ کے بے شیر کو لاؤں گی میں
اسکے بناء جی نہیں پاؤں گی میں
رہ گیا ہائے میرا بچہ کہاں

ہائے یہ بے چارگی یہ بے کسی
دیتا نہیں اس کو دلاسہ کوئی
درمیاں لاشوں کے اکیلی کھڑی
کہتی ہے بچی کوئی سہمی ہوئی
ڈھونڈنے جاؤں تمہیں بابا کہاں

ہے یہ گوہرؔ عظمتِ بنتِ علیؑ
سب کو سنبھالا بھی حفاظت بھی کی
غم میں شہہِ دین کے بھی روتی رہی
ممتا پہ آنچ بھی آنے نہ دی
ماں تو ہے بس عونؑ و محمدؑ کی ماں

آگئی شامِ غریباں جو رُلانے بھائی

آگئی شامِ غریباں جو رلانے بھائی اُٹھو عبّاسؑ بہن تم کو بلانے آئی
کون ڈھونڈے گا سکینہؑ کو جا کے مقتل میں موج عبّاسؑ کے لاشے کو جگانے آئی
چل گیا شمر کا خنجر جو گلوئے شہ پر ماں تڑپتی ہوئی لاشے کے سرہانے آئی
پھٹ گیا دیکھ کر فضّہ کا کلیجہ جس دم بانو جلتے ہوئے جھولے کو جھلانے آئی
اب تو چادر بھی نہیں سر پہ کہ چہرا ڈھانپوں کس طرح جائے گی عابدؑ کو اُٹھانے بھائی
میں تو زندہ تھی کہ زندہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کیسے زندہ ہوں تیرے بعد نہ جانے بھائی

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

دن ڈھل گیا ہے لوگو۔ہائے شامِ غریباں

ہائے شامِ غریباں، ہائے شامِ غریباں

دن ڈھل گیا ہے لوگوں، گھر جل گیا ہے لوگوں، زینبؑ اُجڑ گئی ہے

زینبؑ کے سر سے دیکھو چادر بھی چھین لی ہے

بیمار ایک جاں کو کیسی سزا یہ دی ہے

عابدؑ بھی رو رہا ہے، دامن بھگو رہا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

لوٹا ہے ظالموں نے زہراؑ کے گلستاں کو

دیکھو لگے طمانچے ننھی سی ایک جاں کو

بے آسرا سکینہؑ، بھائی پدر بھی چھینا، زینب اُجڑ گئی ہے

لاشے پہ جا کے باپ کے کہتی ہے یہ سکینہؑ

پھر کب ملے گا بابا مجھ کو تیرا یہ سینہ

دشمن جہاں ہے میرا، چھینا ہے پیار تیرا، زینب اُجڑ گئی ہے

ہائے شامِ غریباں۔۔۔۔۔

آیا سوار کوئی خیموں میں اک حجاب میں
پوچھا بتولؑ زادی نے تو کون ہے نقاب میں
بولے علی نہ گھبرا، یہ کیا ہوا ہے بتلا، زینب اُجڑ گئی ہے

روکے کہا یہ زینبؑ نے ہم لٹ گئے ہیں بابا
میدانِ کربلا میں ہم مٹ گئے ہیں بابا
ہائے ظلم کیا ہوا ہے، ہائے کیا ستم ہوا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

ناصرؔ یہ شام کیسی آئی ہے کربلا میں
کیا کیا مصیبتوں کو لائی ہے کربلا میں
بھائی بچھڑ گیا ہے، گھر بھی اُجڑ گیا ہے، زینب اُجڑ گئی ہے

شاعر: ناصرؔ

تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے

تسبیح رو رہی ہے سجدہ لہو لہو ہے قبلہ لہو لہو ہے کعبہ لہو لہو ہے
رکھا ہوا ہے خنجر قرآن کے گلے پر آیت لہو لہو ہے سورہ لہو لہو ہے
لاشِ پسر اٹھائے یا شاہؑ خاک اڑائے برچھی گڑھی ہے دل میں سینہ لہو لہو ہے
سائے جھلس رہے ہیں پیکاں برس رہے ہیں زینبؑ تری ردا کا سایہ لہو لہو ہے
اے شام کون آیا زنجیر کا ستایا آنکھیں لہو لہو ہے چہرہ لہو لہو ہے
چھنتے ہیں گوشوارے بہتے ہیں خوں کے دھارے دامن لہو لہو ہے کُرتا لہو لہو ہے
ہے تازیانے کھاتی زینبؑ کو ہے بچاتی اے شام سر سے پا تک فضّہؑ لہو لہو ہے

تسبیح رو رہی ہے۔۔۔۔

جس پر زمیں ہے قائم عرشِ بریں ہے قائم تیروں کے درمیاں وہ تنہا لہو لہو ہے
ہے عرش خوں میں ڈوبا ہے فرش خوں میں ڈوبا کیا پوچھتے ہو مجھ سے کیا کیا لہو لہو ہے
ہے دھوپ کی وہ شدّت پیاسوں کی ہے وہ حالت کوزے لہو لہو ہے دریا لہو لہو ہے
یہ شامِ کربلا ہے نیزے پہ اک ردا ہے اور دُور تک صحرا سارا لہو لہو ہے
کرلے نویدؔ ماتم ہے یا حسینؑ پیہم ہر ماتمی کا غم سے سینہ لہو لہو ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

https://youtu.be/r2mly3YHg3w?si=lWhYMJGjvbC8leKX

زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو

زہراؑ و علیؑ کے پیاروں کو، صحرا نے چاند ستاروں کو مٹی کا کفن پہنایا ہے تیروں نے لاش اُٹھائی ہے، نیزوں نے قبر بنائی ہے تلواروں نے دفنایا ہے
نیزوں پر نیزے چلتے ہیں، صحرا میں خیمے جلتے ہیں اور شام کے سائے ڈھلتے ہیں خیموں میں ماتم برپا ہے، زینبؑ پہ غشی کا سایہ ہے اک سر نیزے پر آیا ہے
عاشور کا سورج ڈھلتا ہے، صحرا کا سایہ جلتا ہے سناٹا آنکھیں ملتا ہے زینبؑ کی ردا ہے نیزے پر، اک بار ابھی غش سے اُٹھ کر عابدؑ کو پھر غش آیا ہے

زہراؑ و علیؑ کے۔۔۔۔

خنجر سے دن کا قتل ہوا، یا کاٹا گیا سرورؑ کا گلا اے میرے خدا اے میرے خدا شبیرؑ کا سر ہے نیزے پر، یا پھر شبیرؑ کا سر بن کر سورج نیزے پر آیا ہے
ہر سمت اندھیرے چھائے ہیں، مقتل میں پڑے کچھ سائے ہیں اور رات نے پر پھیلائے ہیں یہ چاند ستارے زخمی ہیں، زینبؑ کے دلارے زخمی ہیں یا کُل عالم زخمایا ہے
تا عرش نویدؔ ہے میرا رَم، چلتا ہے نویدؔ جو میرا دم بے وجہ ہے مجھ پر اُن کا کرم کیا کاسہ لیا کیا لفظ لکھے، کیا فقر کیا کیا شعر کہے بس میں نے سبق دھرایا ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ　　　　سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا
اے عزیزو خاندانِ مصطفےٰؐ لوٹا گیا

ہوتی ہے ماں کو تمنا نوجواں دولھا بنے
اُمِّ لیلیٰؑ کا وہ ارماں بے خطا لوٹا گیا

فاطمہؑ کی بیٹیوں کا آسرا عباسؑ تھے
زینبؑ و کلثومؑ کا وہ آسرا لوٹا گیا

حُلّے جنت کے خدا نے بھیجے جن کے واسطے
پیرہن تک اُس شہِ مظلوم کا لوٹا گیا

عصرِ عاشورہ کو دو بچے عطش سے مر گئے
نہر پر پیاسوں کے دل کا مدعا لوٹا گیا

کربلا کے بن۔۔۔۔۔

گیارویں شب روشنی دیکھی تو زینبؑ نے کہا
ظالموں لوٹوں گے اب کیا گھر بھرا لوٹا گیا

شام کے زنداں میں آکر مر گئی بنتِ حسینؑ
ماں پھوپھی بہنوں کے دل کا آسرا لوٹا گیا

بولی صغریٰؑ بی بیوں کی گودیوں کو دیکھ کر
بی بیوں ننھا سا وہ غنچہ بھی کیا لوٹا گیا

یا خدا لوٹا نہ جائے کوئی کنبہ اِس طرح
جس طرح زہراؑ کا کنبہ جا بجا لوٹا گیا

https://youtu.be/kibt9IvMxww

یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں

یا محمدؐ اس مسلماں کو حیا آئی نہیں چھین کر چادر بھی اُمت تیری شرمائی نہیں
مصطفیٰؐ کے دین کی خاطر بتا اے کلمہ گو کیا علی اکبرؑ نے سینے پہ سناں کھائی نہیں
خون ہے تیرے ہی ہاتھوں پہ نبیؐ کے چین کا کلمہ گو تیرے لئے کافی یہ رسوائی نہیں
اے مسلمانوں چھتوں پر چڑھ کے ماتم دیکھنا رسم کیا وہ شام والی تم نے دُھرائی نہیں
چھین لی جس کی ردا تم نے سرِ کرب و بلا کیا اُسی کی شان میں یہ انّما آئی نہیں
پوچھتا ہے یہ صداؔ ہر کلمہ گو سے آج بھی کیا گواہی فاطمہؑ کی تم نے جھٹلائی نہیں

شاعر: باوا صداؔ حسین شاہ　　　　نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کیلئے

صبحِ عاشورہ ہوئی لاش اُٹھانے کے لیے آگئی شامِ غریباں گھر جلانے کے لیے
جب سے زینبؑ نے سُنا ہے آگئے بابا میرے ڈھونڈتی پھرتی ہے چادر سر چھپانے کے لیے
بازوئے غازیؑ اگر کافی نہیں تجھ کو فرات کیا رقیہؑ آئے اب بازو کٹانے کے لیے
خونِ اصغرؑ سے اگر بجھتی نہیں تیروں کی پیاس خون حاضر ہے سکینہؑ کا بجھانے کے لیے
سر سے چادر کا اُترنا موت زینبؑ کی ہے پر اب بھی زندہ ہے تو عابدؑ کو بچانے کے لیے
کربلا کے بعد اصغرؑ کے تبسم کے سوا کیا سبب بچتا ہے اکبرؑ مُسکرانے کے لیے

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: منور علی نومی

جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی

جلتے ہوئے خیموں سے زینبؑ کی صدا آئی عبّاسؑ کہاں ہو تم
نہ سر پہ رہی چادر نہ میرا بچا بھائی عبّاسؑ کہاں ہو تم

عبّاسؑ چلے آؤ خیموں میں غریبوں کے
بھوکے اور پیاسے ہیں لوٹے ہیں نصیبوں کے
سجادؑ کو ہوش نہیں کلثومؑ ہے گھبرائی

جلتی ہوئی دھرتی پر مظلوم کی لاش پڑی
روتی ہے سکینہؑ بھی بابا کے پاس کھڑی
ہے حال یتیمانہ غربت کی گھٹا چھائی

ہائے شمر کمینے نے معصوم سکینہؑ کے
مارے ہیں تماچے بھی ہائے پھول سے گالوں پہ
آجاؤ چچا غازیؑ رو رو کے وہ چلائی

جلتے ہوئے خیموں سے۔۔۔۔

شبیرؑ پڑا رن میں کئی روز کا پیاسا ہے
تیروں ہوا چھلنی مظلوم کا لاشہ ہے
نہ کفن ملا اس کو نہ قبر ہی بن پائی

کلثومؑ نے سر پیٹا مقتل میں کھڑے ہو کے
ہائے کانپتے ہاتھوں سے زینبؑ نے رو رو کے
دستار امامت کی سجادؑ کو پہنائی

معصوم یتیموں کو پانی کی آس نہیں
غازیؑ اب اصغرؑ کے ہونٹوں پہ پیاس نہیں
شبیرؑ نے لاش اُس کی ہے ریت میں دفنائی

بچوں کو ڈرایا ہے کربل کی اداسی نے
اخترؔ یہ کہا ہو گا احمدؐ کی نواسی نے
مقتل میں ہے سناٹا اور موت کی تنہائی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے

رن میں مارے گئے زینبؑ کے سہارے سارے
ایک ایک کر کے ستم گاروں نے مارے سارے

گھر نبی زادیؑ کا افسوس ہے برباد ہوا
لُٹ گئے دشت میں زہراؑ کے دُلارے سارے

تپتے صحرا میں یہ سادات کے لاشے تو نہیں
ہر طرف بکھرے ہیں قرآن کے پارے سارے

بنی ہاشم کا قمرؑ ڈوب گیا ہے رن میں
مل گئے خاک میں سب عرش کے تارے سارے

خالی کوزے لئے بے چین ہے پیاسے بچے
تشنہ لب رہ گئے دریا کے کنارے سارے

اب نہ شبیرؑ نہ عبّاسؑ جری باقی ہے
چِھن گئے ہائے غریبوں کے سہارے سارے

اُن مصائب کے محبؔ صرف ہیں سجادؑ گواہ
قید میں دن جو سکینہؑ نے گزارے سارے

شاعر: محبؔ فاضل

سوز: اصغر خان/عامر ملک

کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی

کیا رہا خیموں میں شہہؑ کے اک اداسی رہ گئی
صرف رونے کو محمدؐ کی نواسیؑ رہ گئی

سج گئی قاسمؑ کے ٹکڑوں سے اُدھر کرب وبلا
ماں اِدھر بیٹے کی دلہن کو سجاتی رہ گئی

قید میں بالی سکینہؑ کو ملا بابا کا سر
منہ پر منہ رکھ کر جو سوئی ماں جگاتی رہ گئی

اے مسلمانوں تمہاری غیرتیں کیا ہو گئیں
تم تماشائی تھے زینبؑ منہ چھپاتی رہ گئی

چھینتا تھا شمر (لعین) چادر اور زینبؑ بار بار
اپنے چادر کے محافظ کو بلاتی رہ گئی

کیا رہا خیموں۔۔۔۔۔

ہر طمانچے پر سکینہؑ منہ پہ رکھ کر ننھے ہاتھ
نیل رخساروں کے غازی کو دکھاتی رہ گئی

خونِ دل عباسؑ کا سب بہہ گیا رن میں مگر
دل میں بس اک بات زینبؑ کی ردا کی رہ گئی

مادرِ اصغرؑ نہ بیٹھی سائے میں اصغرؑ کے بعد
سائے میں آئی تو زندہ لاش باقی رہ گئی

آ گئے ریحانؔ و سرور کربلا سے لوٹ کر
آج تک خوشبو بدن میں کربلا کی رہ گئی

شاعر: ڈاکٹر ریحان اعظمی

نوحہ خواں: ندیم سرور

کرب و بلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین

کرب و بلا میں زینبؑ کرتی رہی یہ بین
بے گور و بے کفن ہے زہرہ کا نورِ عین

شبیرؑ لا رہے ہیں کڑیل جواں کا لاشہ
آواز دے رہے ہیں عباسؑ کو حسینؑ

کرب و بلا کے بن میں روتی رہی سکینہؑ
بعدِ حسینؑ دکھیا پائے گی کیسے چین

خالق کی کل خدائی شبیرؑ نے بچائی
احسان ہے یہ تیرا اے شاہِ مشرقین

نوحے اذانِ غم ہیں آنسو محبؔ وضو ہیں
شبیرؑ کا یہ ماتم حق کی ہے زیب و زین

شاعر: محبؔ فاضلی

ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی

ہائے قیامت آئی شام غریباں چھائی

شام ہوئی تاریکی چھائی رو کے پکاری زہراؑ جائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

کیا کیا ہم پہ ظلم ہوئے ہیں بعد تمہارے اے میرے بھائی

مارا گیا ہمشکل پیمبرؐ لٹ گئی رن میں شہہ کی کمائی

تنہا میرے ماں جائے نے لاش جواں بیٹے کی اٹھائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

ایک گھڑی تو اس غربت میں ایسی قیامت کی بھی آئی

کوئی نہیں تھا مونس و یاور کوئی نہیں تھا شہہ کا فدائی

باپ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پسر کی قبر بنائی

ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

ہائے قیامت آئی۔۔۔۔۔

گھیرے ہوئے تھے لاکھوں ستمگر اور اکیلے تھے شہہ والا
کتنی حسرت سے رو رو کر دیکھ رہے تھے جانب دریا
تم نہیں آئے کیوں نہیں آئے تم کو بہن نے کتنا پکارا
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

اٹھ کر دیکھو حشر بپا ہے لوٹ رہے ہیں ہمکو ستمگر
جلتے ہیں سادات کے خیمے ایک قیامت کا ہے منظر
لوٹ کے آجاؤ میرے بھائی خاک بسر ہے آل پیمبر
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

نہ اکبرؑ ہیں اونہ قاسمؑ نہ تم ہو نہ شاہِ مدینہ
شمر طمانچے مار رہا ہے مشکل ہے بچی کا جینا
کوئی نہیں ہے روکنے والا مر نہ جائے بالی سکینہؑ
ہائے عبّاسؑ ہائے عبّاس ہائے عبّاسؑ

مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے

مقتل میں خموشی ہے خیموں میں اداسی ہے
عاشور کا دن ڈوبا غربت کی شب آتی ہے

زینبؑ کی سرِ مقتل اللہ رے تنہائی
بیٹے ہیں بھتیجے ہیں نہ اب کوئی بھائی ہے

اب تک نہیں آیا ہے بے شیر پسر رن سے
ماں بیٹھی ہوئی خالی جھولے کو جھلاتی ہے

بے خوف و خطر اعدا خیموں کو جلاتے ہیں
گھبرائی ہوئی زینبؑ غازیؑ کو بلاتی ہے

کڑیل علی اکبرؑ کی ماں کہتی تھی رو رو کر
کیوں سنتے نہیں بیٹا ماں کب سے بلاتی ہے

مقتل میں خموشی ہے۔۔۔۔

ساحل پہ تڑپتا ہے لاشہ میرے غازی کا
میدان میں بے پردہ احمدؐ کی نواسی ہے

اک عالمِ وحشت ہے اور چاروں طرف لاشے
رو رو کے کوئی بچی بابا کو بلاتی ہے

آ میری سکینہؑ آ، آ جان میری آجا
شبیرؑ کے لاشے سے آواز یہ آتی ہے

آلِ ابو طالب نے باطل کو مٹا ڈالا
گوہرؔ یہ ہمیں دیں کی تاریخ بتاتی ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

کربلا کربلا کربلا۔ میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ

کربلا کربلا کربلا کربلا کربلا کربلا

میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ، میرا غازیؑ نہ رہا یا حسیناؑ

میں ہو گئی بے ردا یا حسیناؑ، اب کس کو میں دوں صدا یا حسیناؑ

صحرا میں کتنے لاشے دیکھے تیری بہن نے مجبور کر دیا ہے مجھ کو تیرے دفن نے میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔۔
خیمے جلا کے ظالم خوشیاں منا رہے ہیں کم سن یتیم سارے آنسو بہا رہے ہیں میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔۔
زخمی جو لاش آئی لیلیٰؑ کے گلبدن کی پھر ٹکڑے ٹکڑے دیکھی تصویر بھی حسنؑ کی میں لُٹ گئی بھیا یا حسیناؑ۔۔۔۔

کربلا کربلا کربلا۔۔۔

ہاتھوں میں رسن باندھے مقتل سے جا رہے ہیں قیدی قدم قدم پر صدمے اُٹھا رہے ہیں میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
بے چین ہے سکینہؑ کرب و بلا کے بن میں سو تیر دِکھ رہے تھے بابا تیرے بدن میں میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
بازو کٹے جو دیکھے عبّاسؑ باوفا کے کربل میں گونجتے تھے یہ بین انبیاء کے میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔
افضالؔ لکھ رہا ہے یہ رو کے نوحہ غم کا ہر گھر پہ سایہ ہو گا عبّاسؑ کے علم کا میں لُٹ گئی بھیایا حسیناؑ۔۔۔۔

شاعر و سوز: افضالؔ حسین

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے

زینبؑ پر ہائے وقت یہ کیسا آیا ہے
نہ بھائی اور نہ سر پہ ردا کا سایہ ہے
روداد کہوں کیسے فریاد کروں کس سے کہتی ہے یہ رو رو کے ہائے بابا

تھے صبح تلک اٹھارہ میرے بھائی
کرتی تھی یہی نوحہ اب کوئی نہیں میرا میں رہ گئی اب تنہا ہائے بابا

روتی ہے کھڑی مقتل میں زہراؑ جائی
قاسمؑ ہے نہ اکبرؑ ہے عبّاسؑ نہ سرورؑ ہے ہم بن میں بے گھر ہے ہائے بابا

ہے گھیرے ہوئے خاموشی اور تنہائی
کچھ بے سر لاشے ہیں کچھ پیاسے بچے ہیں کچھ اجڑے خیمے ہیں ہائے بابا

زینبؑ پر ہائے وقت۔۔۔۔۔

ہے چاروں طرف اک غم کی گھٹا چھائی

مظلوم تیری بیٹی سہ روز کی ہے پیاسی سہتی ہے جفائیں بھی ہائے بابا

زینبؑ نے تیری کیا کیا نہ مصیبت پائی

برباد ہوا سب گھر اب سر پہ نہیں چادر بس خاک ہے بالوں پر ہائے بابا

اس زینبؑ پر اعدا نے قیامت ڈھائی

کہتے تھے جسے سب ہی کونین کی شہزادی ہے اب وہ فریادی ہائے بابا

دن ڈوب گیا اور شامِ غریباں آئی

اب سنتا نہیں کوئی فریاد غریبوں کی ہائے یہ بربادی ہائے بابا

غش کر گئی روتے روتے زہراؑ جائی

خاموش تھا ہر منظر یہ نوحہ سن سن کر تھی بس یہ صدا گوہرؔ ہائے بابا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر

کیسی یہ شام آئی اولادِ سیدہؑ پر سجادؑ رو رہے ہیں زینبؑ سے منہ چھپا کر
اک سمت بے کفن ہے بھائی کا اس کے لاشہ عبّاسؑ کی بہن کا باقی رہا نہ پردہ اب سوچتی ہے زینبؑ مانگے کفن یا چادر
بازو کہیں پڑے ہیں لاشہ کہیں پڑا ہے زینبؑ کی بے بسی پر غازیؑ تڑپ رہا ہے روتی ہے بے کسی بھی فرشِ عزا بچھا کر
جو گھر میں دو قدم بھی پیدل نہیں چلی ہے اک دن میں وہ ہی زینبؑ عبّاس بن گئی ہے پہرے پہ آ گئی ہے تنہا علم اُٹھا کر
سجادؑ سے لپٹ کر کہتی رہی سکینہؑ احساس ہو رہا ہے میں ہو گئی یتیماں ظالم ڈرا رہا ہے نیزہ دکھا دکھا کر

کیسی یہ شام آئی۔۔۔۔۔

لاشوں کے درمیاں وہ بابا کو ڈھونڈتی ہے منہ اپنا پیٹ کر یہ فریاد کر رہی ہے قدموں میں ہی سلا دو بابا مجھے بلا کر
جب آگئے نجف سے بیٹی کو ملنے بابا زانوں پہ رکھ کے سر یہ کہنے لگی وہ دکھیا زینبؑ اجڑ گئی ہے کرب و بلا بسا کر
خیموں کے ساتھ جھولا بستر بھی جل گیا ہے ناموسِ مصطفےؐ کو باغی کہا گیا ہے لے جائیں گے صبح کو قیدی ہمیں بنا کر
گزرے گی کیسے یاورؔ مقتل سے شہزادی عابدؑ نے رات مومن یہ سوچ کر گزاری زینبؑ کا نام لے گا ظالم جو مسکرا کر

شاعر: یاورؔ یوسفی

سوز: منور علی نومی

جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

جب خیمے جلے اسباب لوٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا
سب قتل ہوئے کوئی نہ رہا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

مظلوم کی تھی سجدے میں جبیں، ظالم نے چلائی شہہؑ پہ چھری
جس وقت گلا بھائی کا کٹا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

دریا کے کنارے کربل میں، عباسؑ کے بازو قلم ہوئے
جب زین سے اُترا شاہِ وفا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

بھائی نہ رہے بیٹے نہ رہے، جب آئی شام غریبوں پہ
بے آس ہوئے جب آلِ عباؑ، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

سب ماتمی ماتم کرتے ہیں، عاشقؔ کی زباں پہ ہے نوحہ
یہ کہہ کے عالم روتا رہا، زینبؑ کو مدینہ یاد آیا

ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے

ہائے شامِ غریباں کو زینبؑ نے کہا رو کے میں اجڑ گئی غازیؑ
میرا بھائی بھی مارا گیا اور سر پہ میرے ماں کی چادر نہ رہی غازیؑ

مقتل میں پڑی لاشیں ہے خوفزدا منظر
دریا سے چلے آؤ معصوم یتیموں کو ہے پیاس لگی غازیؑ

لاشوں میں کھڑی ہو کے بابا کو بلاتی ہے
کانوں سے لہو جاری اور درد کی شدت سے یہ سو نہ سکی غازیؑ

اخترؔ کہا زینبؑ نے رو رو کے خدا حافظ
تو جس کا نگہباں تھا چادر نہ رہی سر پہ میں شام چلی غازیؑ

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

اب تو آ جاؤ شہنشاہِ وفا

اب تو آ جاؤ شہنشاہِ وفا
رو رو کہتی تھی سکینہؑ رن میں
لٹ گئی ثانیِ زہراؑ کی ردا

شمر نے مارے طمانچے ہیں میرے گالوں پہ
جھڑکیاں دے کے اُٹھایا ہے مجھے
بابا کی لاش پہ رونے نہ دیا

چھین کر سب کی ردائیں اور جلائے خیمے
ایسے لٹا ہے مسلمانوں نے
نہ کیا آلِ محمدؐ کا حیا

تم کو عبّاسؑ کی طاقت پہ بھروسہ تھا بہت
قید ہونے سے بچائے تم کو
آ کے یہ شمر نے زینبؑ سے کہا

اب تو آجاؤ۔۔۔۔۔

شام جانے کیلیئے قافلہ تیار ہے جو
اُن میں ایک رات کی بیاہی ہے کھڑی
ہاتھ سے اُترا نہیں ہے رنگِ حنا

توڑ دی مار کے اکبرؑ کے جگر میں برچھی
اور ستمگر نے کہا مولاؑ سے
یہ سُنا ہے کہ تو صابر ہے بڑا

صاحب العصرؑ یہ الفاظ ادا کرتے ہیں
کوئی خوبی یہ نہیں اخترؔ کی
اس کے نوحوں میں ہے زہراؑ کی دعا

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے

زینبؑ کے کھلے سر پہ ہائے خاک پڑی ہے
روتی ہوئی شبیرؑ کے لاشے پہ کھڑی ہے

گھبرائی ہوئی شمر کے ظلموں سے ہے زینبؑ
قیدی بھی ہے اور شامِ غریباں کی ڈری ہے

فضّہؑ نے یہ رو کے کہا سجادؑ سے جا کر
زینبؑ سرِ عریان ہے اور بھیڑ بڑی ہے

زینبؑ نے قتل بھائی کا منوانے کی خاطر
درباروں میں بازاروں میں ہر جنگ لڑی ہے

اخترؔ جو غمِ ثانیِ زہراؑ میں ہے روتا
وہ روزِ جزا نارِ جہنم سے بری ہے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے

بے گور و کفن رن میں فرزندِ پیمبر ہے بلوے میں نبی زادی بے مقنع و چادر ہے
ناوک نے جیسے چھیدا وہ فاطمہؑ کا دل تھا ظالم نے یہی جانا حلقِ علی اصغرؑ ہے
شاید کہ نگاہوں میں اصغرؑ کا تڑپنا ہے لپٹی ہوئی جھولے سے بے شیر کی مادر ہے
برچھی ہے کلیجے میں برچھی میں کلیجہ ہے تر خون میں سرِ میداں تصویرِ پیمبرؐ ہے
عباسؑ تمھیں اُٹھ کر سید کو سہارا دو شبیرؑ کے کاندھے پر لاشِ علی اکبرؑ ہے
یارب کہیں خیمے سے زینبؑ نہ نکل آئے شبیرؑ ہیں سجدے میں حلقوم پہ خنجر ہے
کس کس کا کرے ماتم کس کس کیلئے روئے غم خوار بہتر کی اک زینبِ مضطر ہے

بے گور و کفن۔۔۔۔۔

بھائی کو بھتیجوں کو بیٹوں کو بھرے گھر کو رونے کیلئے تنہا شبیرؑ کی خواہر ہے
سقائے سکینہؑ کو کوئی یہ خبر کر دے بے حال تماچوں سے شبیرؑ کی دختر ہے
دریا پہ کوئی جا کر عباسؑ سے یہ کہدے کونین کی شہزادی مقتل میں کھلے سر ہے
اک روز جو کوفے کی کہلاتی تھی شہزادی افسوس وہی زینبؑ کوفے میں کھلے سر ہے
کس درد میں عابدؑ نے طے منزلِ کوفہ کی زنجیر کو سکتہ ہے اور طوق کو چکر ہے
وہ ریگِ بیاباں پر شبیرؑ کا اک سجدہ عظمت ہے اثرؔ دیں کی اسلام کا جوہر ہے

شاعر: اثرؔ ترابی

پڑی تھی نعش رن میں بے کفن

پڑی تھی نعش رن میں بے کفن سبطِ پیمبر کی
ہجومِ عام میں زینبؑ رہی محتاج چادر کی

اکیلی پہرے پر روتی رہی شامِ غریباں میں
نبی زادی کو یاد آئی بہت عباسؑ و اکبرؑ کی

اِدھر اکبر نے دم توڑا اُدھر صغراؑ کا خط پہنچا
بہت روئے شہِ دین دیکھ کر تحریر دختر کی

ردا چھنتی ہوئی زینبؑ کے سر سے دیکھی عابدؑ نے
نگاہوں میں رہی تشہیر زینبؑ کے کھلے سر کی

لکھا صغراؑ نے بابا بھیج دے اکبرؑ کو جلدی سے
کہ میں مرنے سے پہلے دیکھ لوں صورت برادر کی

پڑی تھی نعش۔۔۔۔۔

تماچے کربلا سے شام تک کھائے سکینہؑ نے
مسلسل تھی یہ بچی پر جفا شمرِ ستمگر کی

وہ کالی رات جنگل کی وہ وحشت ناک سنّاٹا
ابھرتی تھی صدا اک ماں کے دل سے ہائے اصغر کی

اثرؔ دین و شریعت کو رکھے گی حشر تک زندہ
حسینؑ ابنِ علیؑ نے دی جو قربانی بہتر کی

شاعر: اثرؔ ترابی　　　　　　لالہٰ نثار علی قصوری

حاجیوں کے سامنے اور حافظوں کے رو برو
معنیءِ اجر نبیؐ میدان میں روندا گیا
بابا نثارؔ حیدری

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضیٰؑ کے

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضےٰؑ کے زینبؑ اجڑ گئی ہے کرب و بلا میں آ کے
مرنے کی آرزو میں جھولے سے گر پڑے ہیں اصغرؑ کو چین آیا گردن پہ تیر کھا کے
کیسے بھلائے مادر اصغرؑ کا تیر کھانا چپ چاپ رو رہی ہے جھولے سے سر لگا کے
ہاتھوں سے دل کو تھامے دوڑے ہیں شاہؑ رن کو شاید گرے ہیں اکبرؑ برچھی جگر پہ کھا کے
دم توڑتے ہیں اکبرؑ اے نامہ بر ٹھہر جا اب کیا ملے گا تجھ کو صغریٰؑ کا خط سُنا کے
پامال کر دیا ہے لشکر نے جسمِ قاسمؑ شاہؑ چن رہے ہیں ٹکڑے اپنی عبا بچھا کے
عباسؑ تم کہاں ہو مظلوم کو سنبھالو شبیرؑ تھک گئے ہیں لاشے اُٹھا اُٹھا کے

بکھرے پڑے ہیں۔۔۔۔

زخمی ہیں کان دونوں بے حال ہے سکینہؑ دریا سے کون لائے عباسؑ کو بُلا کے
زہراؑ کی بیٹیوں کی تشہیر ہو رہی ہے غیرت سے چل رہے ہیں سجادؑ سر جھکا کے
ہائے وہ شامِ غربت ہائے رسول زادی یاد آ رہے ہیں پہرے عباسؑ باوفا کے
سبطِ نبیؐ کا ماتم کرتے تو کس طرح سے بازو اثرؔ بندھے تھے ناموسِ مصطفیٰؐ کے

شاعر: اثرؔ ترابی

سوز: لالہٰ عبدالواحد قصوری

ہو کا عالم ہے کہ کچھ لاشے پڑے ہیں بے کفن گونجتی ہے دشت میں اک وا حسیناؑ کی صدا بابا نثارؔ حیدری

عاشور کا ڈھل جانا صغریٰؑ کا وہ مر جانا

عاشور کا ڈھل جانا، صغریٰؑ کا وہ مر جانا اکبرؑ تیرے سینے میں برچھی کا اُتر جانا	شاعر: سید محسن نقوی شہید
اے خونِ علی اصغرؑ میدانِ قیامت میں شبیرؑ کے چہرے پر کچھ اور نکھر جانا	
سجادؑ یہ کہتے تھے معصوم سکینہؑ سے عباسؑ کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا	
ننھے سے مجاہد کو ماں نے یہ نصیحت کی تیروں کے مقابل بھی بے خوف و خطر جانا	
زینبؑ نے جگر تھاما، مولاؑ نے کمر تھامی بس مار گیا سب کو عبّاسؑ کا مر جانا	
عبّاسؑ گئے مارے دیتا ہے خبر بی بی خیمے میں تیرے سر سے چادر کا اُتر جانا	
محسنؔ کو رُلائے گا تا حشر لہو اکثر زہراؑ تیری کلیوں کا صحرا میں بکھر جانا	

کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے

کون عبّاسؑ کو دریا پہ خبر دے جا کے میری غربت کا ہے آغاز، ذرا دیکھ آ کے	شاعر و سوز: یوسف سردارؔ
تیرے بازو ہی اصل میں تو میری چادر تھے اب کہاں ڈھونڈوں تیرے بازو ، میں بھیا جا کے	
لُٹ گئی چادرِ تطہیر برہنہ سر ہوں منہ کو بالوں سے چھپایا ہے، ذرا دیکھ آ کے	
لوٹنے آئے مسلماں یتیمہ کا جہیز یہ خبر کس طرح عابدؑ کو ، سناؤں جا کے	
ساتھ بابا کے گئی کوفے کی ملکہ بن کے کون تعظیم کرے گا ، میری کوفے جا کے	
گر تجھے کرتی نہ پابند نہ ہوتی میں اسیر ہو کے پابند چلی شام ، ذرا دیکھ آ کے	
اب میرے سر سے گھٹا غم کی ہٹا دے مولاؑ منتظر کب سے ہوں سردارؔ ، ذرا دیکھ آ کے	

اب آئے ہو بابا

وہ کربلا وہ شامِ غریباں وہ تیرگی
وہ زینبؑ حزیں وہ حفاظت خیام کی
آیا وہ ایک سوار قریبِ خیام شاہؑ
بیٹی علیؑ کی غیض میں سوئے فرس بڑھی
الٹی نقاب چہرے سے اپنے سوار نے
پیشِ نگاہِ زینبِؑ مظلوم تھے علیؑ
ہر چند صابرہ تھی بہت بنت فاطمہؑ
بے ساختہ زبان پر یہ فریاد آ گئی

زینبؑ نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر اب آئے ہو بابا
جب لٹ گیا پردیس میں اماں کا بھرا گھر اب آئے ہو بابا

بابا اگر آنا ہی تھا خالق کی رضا سے اس وقت نہ آئے
جب خاک پر دم توڑ رہا تھا میرا اکبرؑ اب آئے ہو بابا

اب آئے ہو بابا۔۔۔۔

کٹ کٹ کے گرے نہر پہ جب بازوِ عباسؑ	اور کوئی نہ تھا پاس
اُس وقت صدا آپ کو دیتا تھا دلاور	اب آئے ہو بابا

جب فرش زمین بامِ فلک لرزہ بجا تھا	اس وقت کہاں تھے
جب باپ کے چلو میں تھا خونِ علی اصغرؑ	اب آئے ہو بابا

جب بھائی کا سر کٹتا تھا میں دیکھ رہی تھی	حضرت کو صدا دی
سر کھولے ہوئے روتی تھی میں خیمے کے در	اب آئے ہو بابا

جُب لوگ بچا لے گئے لاشے شہداء کے	حق اپنا جتا کے
بس ایک تن شبیرؑ تھا پامالی کی زد پر	اب آئے ہو بابا

جب بالی سکینہؑ کے گوہر چھینے گئے تھے	لگتے تھے طمانچے
حسرت سے مجھے دیکھتی تھی بانوئے مضطر	اب آئے ہو بابا

اب آئے ہو بابا۔۔۔۔۔

جب شام کے قزاق ہمیں لوٹ رہے تھے خیموں کو جلا کے
آپ آ گئے ہوتے تو نہ چھنتی میری چادر اب آئے ہو بابا

کیا آپ نے فردوس سے یہ دیکھا نہ ہوگا کیا حشر بپا تھا
جب پشت سے بیمار کی کھینچا گیا بستر اب آئے ہو بابا

ایک رات کے مہمان ہیں پھر قید سلاسل اب آنے سے حاصل
بازار میں ہم صبح کو جائیں گے کھلے سر اب آئے ہو بابا

شاہدؔ رخ حیدرؑ پر بکھر جاتے تھے آنسو جب کھول کے گیسو
چلاتی تھیں زینبؑ میرے بابا میری چادر اب آئے ہو بابا

شاعر: سید شاہدؔ نقوی نوحہ خواں: عزت لکھنوی

https://youtu.be/QgQF7PC79X8?si=EFAKvgtZ6OTN-3bR

تو نہ آیا غازیؑ

جب ردا سر سے چھنی میں صدا دیتی رہی تو نہ آیا غازیؑ
آلِ عمران کہاں، اور زندان کہاں، یہ بہن قید ہوئی تو نہ آیا غازیؑ

ہم کو پانی نہ ملے ، تیری خوشبو تو رہے
تیرے بازو نہ کٹے، چاہے مشکیزہ چھدے
یہ مگر ہو نہ سکا ، تیرے بازو ہیں جدا
ہم پہ ہے تشنہ لبی ، تو نہ آیا غازیؑ

دھوپ میں تو تھا شجر ، تجھ سے آباد تھا گھر
ہے برہنہ میرا سر ، کیا نہیں تجھ کو خبر
اے علمدار وفا ، اس بہن کو با خدا
تجھ سے ڈھارس تھی بڑی ، تو نہ آیا غازیؑ

تو نہ آیا غازیؑ----

آگئی شام الم ، لٹ گئے اہل حرم
ریت پر جلتی ہوئی ، ہوگیا ٹھنڈا علم
پرسہ دینے کے لئے ، تجھ سے ملنے کے لیے
آ گئے بابا علی ، تو نہ آیا غازیؑ

کیا کہوں شیر میرے ، بے ردا ہم کو لیے
یہ مسلماں سارے ، شہر در شہر گئے
خلقت کوفہ کبھی ، خلقت شام کبھی
بارہا ہم پہ ہنسی ، تو نہ آیا غازیؑ

کتنی بے بس تھی بہن ، اے شہنشاہ وفا
نام لے لے کے میرا ، جب یہ ظالم نے کہا
ناز تھا جس پہ تجھے ، اب بلاؤ نا اسے
اور میں روتی رہی ، تو نہ آیا غازیؑ

تونہ آیا غازیؑ----

قید خانے میں خزاں ، جب سکینہ کو ملی
دے کے کرتے کا کفن ، بچی دفنائی گئی
اس گھڑی نام تیرا ، صورت ناد علیؑ
بس میں دہراتی رہی ، تو نہ آیا غازیؑ

رویا ریحانؔ قلم ، کر کے یہ بات رقم
خون میں ڈوب گیا ، میرے غازیؑ کا علم
زخمی زینبؑ کا جگر ، خوں فشاں شاہ کا سر
آئے خیموں میں شقی ، تو نہ آیا غازیؑ

شاعر:ڈاکٹر ریحان اعظمی

سوز:رضاشاہ

گلا بندھ رہا ہے بندھا لو سکینہؑ
مگر کچھ بھی ہو دیں بچا لو سکینہؑ

میر احمد نویدؔ

ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے

ہو گئی رات سکینہؑ کو سلاؤں کیسے میرے بھیا تمہیں مقتل سے بلاؤں کیسے	شاعر: غافر رضوی
سسکیوں میں جو سکینہؑ کی صدا ہے بھیا دل پھٹا جاتا ہے تم کو میں سناؤں کیسے	
جا بجا لاشوں کے انبار نظر آتے ہیں تیرے لاشے پہ سکینہؑ کو میں لاؤں کیسے	
سر سرِ نیزہ کہیں تیروں پہ لاشہ ہے کہیں بابا ٹکڑوں میں بٹی شام میں جاؤں کیسے	
تیرے قدموں میں ہی سر رکھ کے میں سو جاؤں گی تیرے سینے پہ لگے تیر ہٹاؤں کیسے	
نیند ٹوٹے نہ سکینہؑ کی ابھی سینے سے بولے سجادؑ سرِ شہہؑ کو ہٹاؤں کیسے	سوز: عامر ملک و عابد ملک
میرے لاشے سے سکینہؑ کو ہٹا لو زینبؑ ہو گا لاشہ ابھی پامال بتاؤں کیسے	

لاشوں کے درمیاں ۔ سالارِ کارواں زینبؑ

لاشوں کے درمیاں ہے پہلا امتحاں سالارِ کارواں زینبؑ
کہتی ہے الحفیظ کہتی ہے الاماں سالارِ کارواں زینبؑ

لاشے تڑپ رہے ہیں تعظیم کے لئے
بی بیؑ ہے کون جس کی تکریم کے لئے
عبّاسؑ کے یہ بازو اور سینائے جواں

زہراؑ مزاج بیٹی دیں کا اصول ہے
ممنون خود خدا اور اُس کا رسولؐ ہے
آلِ نبیؐ کا کعبہ عصمت کا یہ قرآں

جو دین کی حقیقت سب کو بتا رہی ہے
کلمہ علیؑ ولی کا سب کو سنا رہی ہے
بیرؑ کا ہے قبلہ اکبرؑ کی ہے اذاں

لاشوں کے درمیاں -----

شامِ غریباں سب کی زینبؑ ہی آس ہے
شبیرؑ ہے کبھی یہ غازی عبّاسؑ ہے
زہراؑ کے گلستان کی واحد ہے پاسباں

جاری رہے گا بی بیؑ یہ ماتمی سفر
تیرے حضور حشر تک پرسے کے منتظر
یہ ماتمی حسینؑ تیرے یہ نوحہ خواں

شاعر: سہیل عمران و عمران حیدر
سوز: شاہد علی

ضیائے خونِ شہیداں کی دل کشی زینبؑ
حسینیت کے چراغوں کی روشنی زینبؑ
حسینیت کو بقا اس لئے نثارؔ ملی
یزیدیت کے مقابل نہیں جھکی زینبؑ
نثارؔ حیدری

لاش مظلوم کی مقتل سے

لاش مظلوم کی مقتل سے اُٹھائی نہ گئی
حیف صد حیف ہے تربت بھی بنائی نہ گئی

کاش زینبؑ کو کوئی بھائی کا پُرسہ دیتا
اہلِ اسلام سے یہ ریت نبھائی نہ گئی

بابا بابا کی صدا گونج اٹھی زنداں میں
مرتے دم تک بھی سکینہؑ کی دھائی نہ گئی

کیسی ویران تھی مدینہ کی فضا بعدِ حسینؑ
اس طرح اُجڑی یہ بستی کہ بسائی نہ گئی

کر دیئے بھائی پہ قربان جگر کے ٹکڑے
عزمِ زینبؑ ہے کہ روتے ہوئے پائی نہ گئی

لاشِ مظلوم کی۔۔۔۔۔

لاشِ اکبرؑ پہ جھکے کہتے تھے شہہِ شبیرؑ
ہم سے افسوس تیری پیاس بجھائی نہ گئی

کہیں دربار کہیں کوفہ کہیں شام کی راہ
کیسے کیسے تیری ہمشیر رلائی نہ گئی

جس پہ نازل ہوا قرآن نواسی اُس کی
قیدی امت کی بنی شام کے زندان گئی

شاعر: سید کاظم علی کاظمؔ سنہ ۱۹۶۵ء

https://youtu.be/7bb4vJGMCxk

ملتی ہی نہیں کوئی مثال

ملتی ہی نہیں کوئی مثال اِیسی دہر میں
بے گورُ و کفن بھائی تو ہمشیر سفر میں

حق فاطمہ زہراؑ کا غصب جِس نے کِیا ہے
وہ دوُست بھلا کیا ہے پیمبرؐ کی نظر میں

ترستی تھیں خواتین ملاقات کو جِس سے
زینبؑ سرِ عریاں ہے اُسی کوفہ شہر میں

خاموش چلی جاؤں بھلا شام میں کیسے
شبیرؑ کا لاشہ ہے میری راہ گُزر میں

عابدؑ نے کہا خون یونہی روتا رہوں گا
پھوپھی کی اِسیر ی نے کئیِ زخم جگر میں

ملتی ہی نہیں کوئی۔۔۔۔

چھ ماہ کے بچے کو بھی نیزے پہ چڑھایا
کیا چھوڑا ہے اُمت نے میرے بھائی کے گھر میں

بہتے ہیں غم شاہ میں جو آنسو وہ کہاں ہیں
محشر میں ملیں گے وہ تمہیں لال و گوہر میں

کیو نکر نہ اِمیرؔ آج کہے غم کا یہ نوُحہ
ہر ظُلم کا منظر ہے میری دیدہِ تر میں

شاعر: امیرؔ

یہ نشاں ہے اہل دلیل کا، یہ عَلَم ہے حق کی سبیل کا
کہیں اور ایسے قبیل کا کوئی سائباں ہو تو لے کے آ
نصیرؔ ترابی

پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی

پیارے نبیؐ کی پیاری نواسی شام کو قیدی بن کے چلی ہے صبر کی ملکہ زہراؑ کی پیاری شام کو قیدی بن کے چلی ہے	شاعر: ڈاکٹر ریحان اعظمی https://youtu.be/Oa04tTtyJig?si=ftOiTljeKd396VwR
دیکھ رہی ہے کوئی تو آئے شانہ پکڑ کے کاش بٹھائے نہ ہے سواری نہ ہے عماری شام کو قیدی بن کے چلی ہے	
بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے ساتھ وطن سے آئی تھی لے کر ہائے مقدر آج اکیلی شام کو قیدی بن کے چلی ہے	
بیٹوں کو صدقہ بھائی پہ کر کے جس نے کئے تھے شکر کے سجدے چھوڑ کے تنہا لاش کو اُس کی شام کو قیدی بن کے چلی ہے	
جس کی کنیزیں نکلے نہ باہر بلوے میں لائے اُس کو ستمگر ہائے یہ غربت بنتِ علیؑ کی شام کو قیدی بن کے چلی ہے	
کتنے ہی قیدی جس نے چھڑائے آج وہ بی بی سر کو جھکائے ایک ردا کی بن کے سوالی شام کو قیدی بن کے چلی ہے	
سوچو وہ منظر سرور اور ریحانؔ بھائی ہو جس کا وارثِ قرآن کیسے وہ بی بی اشک بہاتی شام کو قیدی بن کے چلی ہے	

کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے

کیا تھا ماں سے جو وعدہ نبھایا زینبؑ نے
زمانے بھر کو حسینیؑ بنایا زینبؑ نے

بہا کے اشکِ عزا اور کہہ کے ہائے حسینؑ
بچھا کے فرشِ عزا خاک پر برائے حسینؑ
اک آسمان زمین پر بچھایا زینبؑ نے

اُلٹ کے شام کا دربار کر کے فتحِ مبیں
جہاں حسینؑ کا قاتل تھا حکمران وہیں
حسینیؑ فوج کا پرچم لگایا زینبؑ نے

چراغِ خانۂ کعبہ بجھانے آئے تھے
جہاں پر شامی اندھیرے بسانے آئے تھے
اُسی زمین کو سورج بنایا زینبؑ نے

کیا تھا ماں سے جو وعدہ۔۔۔۔۔

یزیدی خود بھی یہ کہتے ہیں ہاں نہیں ملتا
کہیں یزید کا نام و نشاں نہیں ملتا
اُسے تو خاک میں ایسا ملایا زینبؑ نے

جہاں پہ کاٹا گیا تھا حسینؑ کے سر کو
جہاں پہ لوٹا گیا تھا حسینؑ کے گھر کو
وہیں حسینؑ کا روضہ بنایا زینبؑ نے

جو چاہے دیکھ لے، خود شام جا کے یہ منظر
ہوائیں کانپتی ہیں جسکو دیکھ کر گوہرؔ
چراغ شام میں ایسا جلایا زینبؑ نے

شاعر: گوہر جارچوی
سوز: منور علی نومی

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا مقتل کی خاک بن گئی شبیرؑ کفن تیرا
اب کون بچانے کو آئے گا مدینے سے ہے دور کربلا سے شبیرؑ وطن تیرا
اک دن میں کئی لاشے نکلے ہیں تیرے گھر سے آباد اب نہ ہو گا زہراؑ یہ صحن تیرا
اجڑی ہوئی زینبؑ نے مقتل میں تیرے آکر پتھروں سے ہے نکالا شبیرؑ بدن تیرا
شبیرؑ کے لاشے سے آواز یہ آتی تھی ہر زخم سے زیادہ ہے درد بہن تیرا
ماں کہتی تھی قاسمؑ کی اُٹھ لال لگا مہندی تیرے لاشے پہ لائی ہے زینبؑ بھی شگن تیرا
اکبرؑ کا کہیں لاشہ کہیں بازو ہیں غازیؑ کے اجڑا ہے برچھیوں سے ہائے باغِ عدن تیرا

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ۔۔۔۔۔

سجادؑ مہاری کو جکڑا ہے زنجیروں سے کنبہ چلا ہے کوفے پابندِ رسن تیرا
ہر پھول کو نیزے پہ بے جرم سجایا ہے لُٹ کے بھی سر بلند ہے شبیرؑ چمن تیرا
پیاسا ہوں کئی دن سے مجھے پانی پلا دینا سُنا کیسے حرملا نے اصغرؑ یہ سخن تیرا
مظلوم کے نوحے تم بے خوف لکھو عادلؔ زہراؑ کریں گیں پختہ انشاء اللہ یہ فن تیرا

شاعر: علی عادلؔ ملک

سوز: مختار حسین میجو

سر کو جھکائے خاک پہ بیٹھا ہے اِک جواں گردن میں طوق، پاؤں سے لپٹی ہیں بیڑیاں ہے زیرِ لب نویدؔ یہی، شام، شام، شام

مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی

مخدومہِ عالم جب مقتل میں گئی ہو گی تعظیم میں زینبؑ کے ہر لاش اُٹھی ہو گی
خیّام رہے جلتے غش طاری تھا عابدؑ پر سر ننگے حرمؑ دیکھے جب آنکھ کھلی ہو گی
احساس نہ عابدؑ ہو سکینہؑ کو یتیمی کا سجادؑ نے کس دل سے یہ بات سنی ہو گی
اکبرؑ کی شہادت پہ زمیں کانپ اُٹھی ہو گی تصویرِ محمدؐ جب مٹی میں ملی ہو گی
قسمت دے بدل یا رب احمدؐ نے کہا ہو گا کاتب نے جو زینبؑ کی تقدیر لکھی ہو گی
بازو تھے بندھے پُشت پہ زینبؑ کے رسن سے غازیؑ کی طرح اُتری پھر کیسے اُٹھی ہو گی

مخدومہِ عالم جب مقتل۔۔۔۔۔

جیسے اتارے ظالم کوئی غلافِ کعبہ زینبؑ کے سر سے چادر اس طرح ڈھلی ہو گی
تھک جائے تو یاد آتی ہے بابا کی وصیت بازاروں میں پیدل وہ جس وقت چلی ہو گی
کوئی سوچ نہ سکتا تھا کہ دخترِ زہراؑ بھی دربارِ یزیدی میں اک روز کھڑی ہو گی
حیران ہیں علیؑ آنکھوں میں عباسؑ کے آنسو! جنگ شام کی گلیوں میں جو زینبؑ نے لڑی ہو گی
بیٹی تھی محمدؐ کی اور عرب کی غیرت بھی دربار میں آئی جب تکریم تو کی ہو گی
تنویرؔ لگی آگ جو دامن میں سکینہؑ کے وہ آگ خدا جانے کس طرح بجھی ہو گی

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

کربلا سے جارہا ہے بے کسوں کا کارواں

کربلا سے جارہا ہے بے کسوں کا کارواں
طوق اور زنجیر میں جکڑا ہوا ہے سارباں

خوں میں تر لاشے تڑپتے ہیں سرِ دشتِ بلا
دیکھ کر مقتل کی جانب رو رہی ہیں بیبیاںؑ

مادرِ اصغرؑ پکاری چھوڑ نہ جاتی مگر
کیا کرے اصغرؑ بڑی مجبور ہے بیٹا یہ ماں

ایک بار آ کے گلے لگ جاؤ قاسمؑ ایک بار
کل نہ جانے تم کہاں ہونگے کہاں ہو گی یہ ماں

جاتے جاتے امِ لیلیٰؑ نے کہا دل تھام کر
رہ گیا اِس دشت میں ہائے میرا اکڑیل جواں

کربلا سے جا رہا ہے۔۔۔۔

ہائے یہ ظلم و ستم اتنی جفا ساداتؑ پر
لاشائے سیدؑ ہے بے سر بے ردا سیدانیاںؑ

خاک بالوں میں پڑی ہے ہاتھ پابندِ رسن
ہائے کس عالم میں ہے کونین کی شہزادیاں

رہ گئی زینبؑ تڑپ کر جب سکینہؑ نے کہا
کیوں نہیں آئے ابھی تک رہ گئے بابا کہاں

جانے کیا روتی ہوئی زینبؑ نے بھائی سے کہا
لاشائے عبّاسؑ تڑپا سن کے زینبؑ کا بیاں

دیکھ کر گوہرؔ حسینؑ کا رواں کی بے کسی
خاک اڑاتی ہے ہوائیں رو رہا ہے آسماں

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

میں خاک اڑاؤں یا شام جاؤں

میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں
لاشے اُٹھاؤں یا شام جاؤں، مقتل بساؤں یا شام جاؤں

ایک جانب میری رِدا ہے، ایک جانب دینِ خدا ہے
میرے لیے یہ اِک مرحلہ ہے، سجاد بولو کیا فیصلہ ہے
میں کیا لُٹاؤں میں کیا بچاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

خود کو یہیں کیا میں دفن کر لوں، اُٹھوں تو آخر کِس طرح اُٹھوں
ناقے پہ آخر کس طرح بیٹھوں، بے گور لاشے کس طرح چھوڑوں
قبریں بناؤں بازو بندھاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

عرشِ بریں کے تارے یہیں ہیں، نورِ خدا کے دھارے یہیں ہیں
سب سیدہ کے پیارے یہیں ہیں، ایک دو نہیں ہیں سارے یہیں ہیں
اُٹھ کر یہاں سے کس طرح جاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

میں خاک اڑاؤں۔۔۔۔۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

لُٹ جائے چاہے میرا بھرا گھر ،چھِن جائے چاہے یہ میری چادر

میں لا الالہ کا مقصد بچاؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

تو بھی نویدؔ آ پرسہ دے آ کر زینبؑ کی چادر زینبؑ کی چادر

میرا سفر تو جاری رہے گا، گِریے کا عالم طاری رہے گا

ماتم کروں یا نوحہ سُناؤں، میں خاک اُڑاؤں یا شام جاؤں

شاعر:میر احمد نویدؔ　　　　　سوز:عامر ملک وعابد ملک

نوحہ خواں سنگت:ناظم پارٹی،انجمن شباب المومنین

درازی منزلوں کی ریت کے تپتے ہوئے رستے
انوکھا سارباں ہے بیڑیاں پہنے ہوئے آیا
باباجثارؔ حیدری

ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ

ہو گئی اسیر زینبؑ زینبؑ زینبؑ
زہراؑ تیری تصویر زینبؑ زینبؑ زینبؑ

جلتی زمین پہ لاشائے اکبرؑ کو چھوڑ کر
قاسمؑ کو چھوڑ کر علی اصغرؑ کو چھوڑ کر
جاتی ہوں سوئے شام جگاتی ہوئی ضمیر　　بن کر تیری سفیر

بھیا تمہارے بعد میں گھر کیسے جاؤں گی
پوچھے گی مجھ سے صغریٰؑ تو میں کیا بتاؤں گی
اکبرؑ میرا کہاں ہے ، کہاں ہے میرا صغیرؑ　　ڈھونڈے گی لال و پیر

سر کیوں رکا ہے مجھ کو بتاؤ میرے اخی
دُرّے لگا رہے ہیں جو سجادؑ کو شقی
آئی ندا کہاں ہے سکینہؑ میری مشیر　　بڑھنا ہے ناگزیر

ہوگئی اسیر زینبؑ۔۔۔۔

بھیا تمہارے سر کی قسم ساتھ جاؤں گی
وعدہ کیا ہے ماں سے تو وعدہ نبھاؤں گی
جھیلوں گی میں ہو ظلم کہ جسکی نہیں نظیر میں ہوں تیری ہمشیر

تجھ سا نہیں ہے حق کا کوئی اور پاسباں
تو ہے میری نصیر تو ہی میری رازداں
لکھے گا جب صبر و وفا صاحبِ ضمیر ہو گی تو ہی امیر

دیکھا ہو جس نے خاک پر گرتے حسینؑ کو
لختِ جگر کو فاطمہ زہراؑ کے چین کو
وا حسرتا یہ ظلم و ستم دیکھ کر ویر چلتا ہے دل پہ تیر

شاعر:عاصم رضوی
سوز:عامر ملک وعابد ملک

https://youtu.be/3xZO5uEh0i8

بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ

بعدِ غازیؑ قافلہ سالار ہے زینبؑ حسینؑ
ظلم سے اب برسرِ پیکار ہے زینبؑ حسینؑ

سامنے ظالم کے ایسا عزم ایسا حوصلہ
فرد ہے کہ لشکرِ جرار ہے زینبؑ حسینؑ

اک رسن میں بیبیاں ہیں اور سکینہؑ کا گلا
بے ردا ہے شام کا بازار ہے زینبؑ حسینؑ

کیا کرے کیسے سکینہؑ کو بچائے شمر سے
کیا کرے اب بے بس و لاچار ہے زینبؑ حسینؑ

شہہؑ نے جب اکبرؑ کے مرنے کی اجازت ماں سے لی
بولیں لیلیٰ مالک و مختار ہے زینبؑ حسینؑ

بعدِ غازیؑ قافلہ۔۔۔۔۔

ہیبتِ غازیؑ جبیں پر حوصلہ سجادؑ کا
اب تو مثلِ حیدرِ کرار ہے زینبؑ حسینؑ

آئی ہے دربار میں خیبر شکن کی لاڈلی
مثلِ زہراؑ فاتحِ دربار ہے زینبؑ حسینؑ

تھک کے سارے ظلم بھی اب سو چکے ہیں شام کے
سر جھکائے ہے مگر بیدار ہے زینبؑ حسینؑ

مطمئین رہتے ہیں عاصمؔ مجلس و ماتم سے ہم
بانیِ مجلس ہے اور زوّار ہے زینبؑ حسینؑ

شاعر: سید عاصمؔ رضوی

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ　　　یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

زینبؑ دکھیا بن کربل سے اِک داغ جگر پر لے کے چلی

اے کُل کے ولی اے شیر خدا بازارِ ستم میں دیکھ ذرا

سر زینبؑ سے چادر ہے جدا اور ہاتھوں میں رسی ہے بندھی

تن چھلنی تھا بازو بھی کٹے کچھ مشکیزے کو تیر لگے

عباسؑ وہی دریا پہ رہے اور بچی آس لگائے رہی

لگی اکبرؑ کے سینے پہ سناں تب باغِ نبیؐ پہ چھائی خزاں

صغریٰؑ نے کلیجہ تھام لیا غش کھا کے گری نازو سے پلی

اک محشر تھا خیموں میں بپا جب خنجر لے کے شمرلعین بڑھا

زینبؑ کی صدا تھی شیر خدا سرکار مدد اب آن پڑی

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا

کہاں ہو تم میرے غازیؑ ذرا چلے آنا
میں قید ہو کے چلی اور وطن ہے بیگانہ

جو گھر سے نکلی نہ واقف نہ تھی بازاروں کی
ہے ہر سو بکھری ہوئی لاشیں تھی پیاروں کی
اُسے پہن کے ہے زنجیر شام کو جانا

آ دیکھ ہاتھ بندھے میرے ہیں پسِ گردن
ہیں پہنے باقرؑ و سجادؑ دیکھ طوق و رسن
چلی ہوں عون و محمدؑ کا دے کے نذرانہ

بنائے پردہ میرا کون اب سوا تیرے
نہ سر پہ سایہ تیرا نہ رہی ردا میرے
ردا تُو بن کے میرے سر پہ غازیؑ چھا جانا

کہاں ہو تم میرے غازیؑ۔۔۔۔

طمانچے مار کے ظالم مجھے رُلاتے ہیں
تیری سکینہؑ کے کانوں سے خوں بہاتے ہیں
لگی ہے آگ جو دامن میں وہ بجھا جانا

مثال بن گئی دنیا میں آج تیری حیا
زمانہ روتا ہے کر کر کے یاد تیری وفا
ہر اک لب پہ علمدار تیرا افسانہ

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شبالمومنین، کراچی (2000)

بُریدہ لاشوں پہ رونے والی

بُریدہ لاشوں پہ رونے والی غریب ماں کو سلام پہنچے اسیر زینبؑ یتیم بچوں کے سارباں کو سلام پہنچے
سلام اُس لاشِ بے کفن پر جو رن میں پامال ہو گیا ہے رسن میں جکڑے ہوئے اسیروں کے کارواں کو سلام پہنچے
وطن میں آواز جسکی سُن کر تڑپ کے صغراؑ یہ رو کے بولی اے اُمِ لیٰلی کے چاند اکبرؑ تیری اذاں کو سلام پہنچے
لگا کے چہرے پہ خون جسکا حُسینؑ مقتل میں غمزدہ ہیں رباب دُکھیا کے چھ مہینے کے بے زباں کو سلام پہنچے
وہ تازیانے بھی کھا رہا ہے ہر ایک صدمہ اُٹھا رہا ہے اُنہی غریبُ الوطن غریبوں کے پاسباں کو سلام پہنچے
وہ کتنی صدیوں سے غیب میں بھی ردائے زینبؑ پہ نوحہ گر ہے ہر اک مُحبؔ کا نبیؐ کی عترت کے نوحہ خواں کو سلام پہنچے

شاعر: محبؔ فاضلی

بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا

بین کرتا ہوا خاک اُڑاتا ہوا تشنہ لب بے ردا لو چلا قافلہ
سُن کے شورِ فغاں ایک کہرام ہے بر سرِ کربلا لو چلا قافلہ

رسمِ پردہ گری جس کے گھر سے چلی شاہ زادی وہی بے ردا ہو گئی
مر نہ جائے کہیں غم سے بنتِ علیؑ ہائے اب ہو گا کیا لو چلا قافلہ

اپنی صورت دکھا دو مجھے میری جان پھر خدا جانے آنا ہو یا کہ نہ ہو
آؤ اکبرؑ اُٹھو ہم کو رخصت کرو ماں نے رو کے کہا لو چلا قافلہ

ثانیٔ فاطمہؑ بنتِ شیر خدا کیسے بازار میں جائے گی بے ردا
کیسے طے ہو گا وہ شام کا راستہ رو رہی ہے فضا لو چلا قافلہ

پیار سے جس کو پالا تھا شبیرؑ نے اسکو جکڑا گیا طوق و زنجیر سے
راہِ پُر خار پر پا برہنہ سفر کیسے ہو گا بھلا لو چلا قافلہ

بین کرتا ہوا۔۔۔۔۔

راکھ خیمے ہوئے سب اثاثہ لُٹا بے سہارا پیمبرؐ کا کُنبہ ہوا
شامِ غربت کے قیدی چلے شام کو لے چلے اشقیا لو چلا قافلہ

ہیں نبی زادیاںؑ سر کھلے بے ردا کیا غضب ہو گیا کیا ستم ہو گیا
بے کجاوہ سواری اور آلِ عباؑ شورِ ماتم اُٹھا لو چلا قافلہ

جنکی چاہت پہ کونین کو ناز ہے جسکا ثانی زمانے میں کوئی نہیں
چاہنے والے وہ بھائی اور وہ بہن ہو رہے ہیں جدا لو چلا قافلہ

چار جانب سے یہ آرہی ہے صدا الوداع الوداع الوداع الوداع
اپنے پیارو کے لاشوں سے ہو کر جدا خون روتا ہوا لو چلا قافلہ

حال اُس وقت کا کیسے گوہرؔ لکھے دیکھ کر سوئے مقتل سبھی رو دیئے
سب شہیدوں کے لاشے تڑپنے لگے جب یہ آئی صدا لو چلا قافلہ

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

اماں فضہؑ۔ کیا شام آ گیا ہے

اماں فضہؑ بتادے مجھ کو پتھر کیوں آرہے ہیں
کیسا ہے یہ چراغاں دل ڈوبے جا رہے ہیں
کیا شام آ گیا ہے

ہونے لگی اذانیں کیسے سروں کو ڈھانپیں
بازو بندھے ہوئے ہیں خوں رورہی ہیں آنکھیں
آنکھوں کے خوں سے رستے خوں میں نہا رہے ہیں

ہیں لوگ کس طرح کے ہم سے دعا کرائیں
اے قیدیوں دعا دو یہ دن نہ ہم پہ آئیں
لیکر دعائیں ہم سے دل بھی دکھا رہے ہیں

نیزے پہ رو رہا ہے مشکل کشا کا بیٹا
نامحرموں کے لب پر آیا ہے نام میرا
مجھ کو کنیز زادے یوں بھی رولا رہے ہیں

اماں فضہؑ۔۔۔۔۔

نیزوں پہ جتنے سر ہیں ایک سر ہے اُن میں ایسا
آنکھیں ہیں بند اُس کی اور خاک پر ہے گرتا
عبّاسؑ کا یہ سر ہے تیور بتا رہے ہیں

ماؤں کی گودیوں سے لپٹے ہوئے ہیں بچے
ہیں ہاتھ رسیّوں میں ماؤں سے ایسے جکڑے
بچے جو گر رہے ہیں وہ مرتے جا رہے ہیں

اتنا چلے ہیں پیدل کانٹوں پہ سارے قیدی
تھک جاتی چلتے چلتے چلتی اگر زمیں بھی
پاؤں کے آبلے بھی رو کر بتا رہے ہیں

کیوں قافلہ رکا ہے بجتے ہیں شادیانے
لہرا رہے ہیں اعدا خوش ہو کے تازیانے
کیوں جشن کا سماں ہے سب مسکرارہے ہیں

اماں فضہؑ۔۔۔۔۔

وہ فضل ہو کہ باقرؑ عابدؑ کی بیڑیوں پر
کرنے کو سرد بیڑی چلّو میں پانی بھر کر
وہ جلتی بیڑیوں پر پانی بہا رہے ہیں

کرنے لگا تلاوت نیزے پہ ابن حیدرؑ
ناموس مصطفیٰؐ کے سر پہ نہیں ہے چادر
نظروں کو اشقیاء کی سرورؑ ہٹا رہے ہیں

ریحانؔ قیدیوں میں برپا ہے شورِ گریہ
پلکوں سے کر رہی ہیں ماتم جو بنت زہراؑ
سجادؑ نوحہ خواں ہیں نوحہ سنا رہے ہیں

شاعر: ریحانؔ اعظمی

سوز: رضا شاہ

پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے

پوچھ لو بازار سے دربار سے زندان سے
کس طرح ٹکرائی فضّہ ظلم کے طوفان سے

تازیانے جب برستے تھے امامِ وقت پر
بڑھ کر خود سہتی تھی فضّہ اپنی بوڑھی پشت پر
جاں امامت کی بچائی اِس نے اپنی جان سے

کِس طرح بازار میں جب نہ رہیں وہ ہوش میں
چادرِ تطہیر بن کر لے لیا آغوش میں
زینبؑ و کلثومؑ واقف ہے تیرے احسان سے

پیٹھ تھی زخمی بہت تو پیروں سے بہتا تھا خوں
ہر قدم پہ ظلم سہہ کے کر دیا ثابت کہ یوں
عمر لمبی مانگتی تھی دین کے سلطانؑ سے

پوچھ لو بازار سے۔۔۔۔۔

واقفِ تطہیریوں تھی چاہا کہ رل جائے نہ
خود بچاتی ہی رہی کہ خاک میں مل جائے نہ
سرخ موتی جو سکینہؑ کے گریں ہیں کان سے

نام جب زینبؑ کا آیا ہے نجس دربار میں
تو جلالت سے لرز کے بولی اس گفتار میں
کلمہ گو منکر ہوا ہے آج کیوں قرآن سے

کوئی مومن اِس کی عظمت کو بھلا سمجھے کہاں
زینبؑ و حسنینؑ نے جس کو ہو سمجھا اپنی ماں
رتبہ ہے افضل سلامتؔ بوذر و سلمان سے

شاعر: سلامتؔ فیروز

سوز: منور علی نومی

تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ

تو ہے حبش کی ملکہ تو ہے کنیزِ زہراؑ، فضہؑ سلام تجھ پر
کہتا تھا تجھ کو بیٹی سردار انبیاء کا، فضہؑ سلام تجھ پر

عباسؑ ہوں کہ اکبرؑ حسنینؑ ہوں کہ زینبؑ
جس نے تجھے پکارا اماں کہہ کے ہی پکارا

کی تیری جوتیوں نے انسان پر حکومت
اللہ رے عظمت اللہ رے یہ رتبہ

چلتی رہی ہمیشہ زینبؑ کے آگے آگے
ایسے بچائے رکھا زینبؑ کا تو نے پردہ

جھک کر وفائیں تیرے قدموں کو چومتی ہیں
عباسؑ کی بہن کو تو نے دیا سہارا

تو ہے حبش کی ملکہ۔۔۔۔۔

تا حشر دیگا سورج در پر تیرے سلامی
زینبؑ کے ساتھ مل کر کیا شام میں سویرا

تیرے غلام تجھ کو آئے ہیں پرسہ دینے
کر لے قبول بی بی نذرانہ آنسوؤں کا

حقدار تو نہیں ہوں خیرات مانگتا ہوں
گوہرؔ کو تیرے در سے ملتا رہے اجالا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

بازار میں عباسؑ کی تصویر ہے فضّہؑ
زینبؑ کیلئے سایائے دیوار ہے فضّہؑ

حسنین اکبرؔ

آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر

آلِ نبیؐ کے گھر کو بچانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے
دینِ خدا کی قسمت بنانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

کچھ قیدیوں کی سالار بن کر، اہلِ حرم کی دیوار بن کر
صبر و وفا کا پرچم اُٹھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

روتی رہے گی جس میں حزینہ، قیدی رہے گی جس میں سکینہؑ
اے رونے والو اُس قید خانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

جس نے وفا کا رتبہ بڑھایا، زینبؑ کے سر پر ہے جسکا سایہ
وہ جس کا رتبہ زینبؑ ہی جانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

کرب و بلا سے یہ جانے والی، راہوں میں درّے یہ کھانے والی
ظلم و ستم کی دیوار ڈھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

آلِ نبیؐ کے گھر۔۔۔۔

سجدے میں جس نے سر کو کٹایا، جس نے کفن بھی رن میں نہ پایا
اُس بے کفن پر آنسو بہانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

فضّہؑ چلی ہے بن کر سپاہی، جھٹلائی جس کی ہائے گواہی
سفیانّیت کا چہرہ دکھانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

صدیوں سے اب تک ماتم بپا ہے، ہر اک محبؔ کے لب پہ صدا ہے
مظلومیت کا نوحہ سنانے، عبّاسؑ بن کر فضّہؑ چلی ہے

شاعر: محبؔ فاضلی　　　سوز: راشد علی

بازار میں بھی، دربار میں بھی، رکھا اپنے حصار میں زینبؑ کو
وعدہ جو کیا تھا زہراؑ سے وعدہ وہ نبھایا فضّہ نے

میر احمد نویدؔ

یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا

یہ سوچتا ہوں کہ عابدؑ کا حال کیا ہو گا
اسیر ہو کے وہ جب شام میں گیا ہو گا

سنا ہے شام میں جاتے ہی خون رونے لگا
نہ جانے شمر نے اُس وقت کیا کہا ہو گا

گلے کے طوق نے عابدؑ کو کیا جُھکانا تھا
وہ اپنے کھوئے ہوئے لعل ڈھونڈتا ہو گا

وہ ظلم دیکھے ہیں سجادؑ نے حسینؑ کے بعد
مجھے یقین ہے کہ اب تک بھی رو رہا ہو گا

وہ یاد کرتا تو ہو گا وطن کی شاہی کو
بہن کو دفن جو پردیس میں کیا ہو گا

جو غور کی جیئے تو عابدؑ بشر نہیں لگتا
میرے خیال میں دکھ درد کا خدا ہو گا

منزلِ شام کہاں

منزلِ شام کہاں عترتِ شبیرؑ کہاں
ہائے سجادؑ کو لے آئی ہے تقدیر کہاں

خیر ہو اصغرِؑ معصوم کی دل ڈرتا ہے
کوئی للہ بتا دو کہ چلے تیر کہاں

ڈھونڈنے آئے گی کس کس جگہ ماں اصغرؑ کو
دشتِ خونخوار میں ہے تربتِ بے شیر کہاں

چین سے سوئے گی زنداں میں سکینہؑ کیوں کر
اب وہ گھر بار کہاں سینائے شبیرؑ کہاں

در بدر خاک بسر حالِ پریشاں زینبؑ
مجمعِ عام میں یوں وارثِ تطہیر کہاں

منزلِ شام کہاں۔۔۔۔۔

آج شاید کہ زمانے میں علمدار نہیں
ورنہ دربار میں عباؐسؑ کی ہمشیر کہاں

ایک چادر تھی سرِ پاک پہ سو وہ بھی نہیں
بھائی کو دیگی کفن زینبِؑ دلگیر کہاں

آج کوفے میں ہے بے پردہ علیؑ کی بیٹی
ہائے شہزادیٔ کونین کی تشہیر کہاں

قتل شبیرؑ ہوئے لٹ گیا گھر زہراؑ کا
ننگے سر دین کی خاطر گئی ہمشیر کہاں

شاعر: محمد علی شمسیؔ

سوز: لالہ عبدالواحد قصوری

سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے

سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے
زنجیر میں جکڑا ہوا بیمار کھڑا ہے

مارے گئے غربت میں مدینے کے مسافر
پردیس میں گھر فاطمہ زہراؑ کا لوٹا ہے

اٹھارہ برس تک جسے پالا تھا پھوپھی نے
برچھی سے کلیجہ علی اکبرؑ کا چھیدا ہے

وہ شام کا بازار تماشائی زمانہ
سر احمدِ مرسل کی نواسی کا کھلا ہے

اے زینبؑ و کلثومؑ خدا حافظ و ناصر
کہتے ہیں کہ بدلی ہوئی کوفے کی ہوا ہے

سجادؑ کو کس جرم۔۔۔۔۔

لے جاؤ نہ دربار میں یوں بنتِ علیؑ کو
بے پردہ و چادر ہے جہاں دیکھ رہا ہے

جائے گی تو کیا لے کے وطن جائے گی زینبؑ
عابدؑ کے سوا کون ہے جو اُس کا بچا ہے

سر پیٹ کے شمسیؔ غمِ شبیرؑ میں رونا
زہراؑ کی رضا، سنتِ محبوبِ خدا ہے

شاعر: محمد علی شمسیؔ
سوز: لالہ عبد الواحد قصوری

نبیؐ کی آل پر غربت میں

نبیؐ کی آل پر غربت میں یہ کیسا مقام آیا
کھلے سر زینبؑ و کلثومؑ کو لے کر امام آیا

خدایا آخر اس بیمار صغریٰؑ کی خطا کیا ہے
نہ بابا دیکھنے آئے نہ اکبرؑ کا پیام آیا

خدا معلوم کیا عباسؑ پر گزری ترائی میں
بندھے ہاتھوں سے دریا پر جو زینبؑ کا سلام آیا

جو گزری مقتلِ شہدا اسے پابندِ رسن زینبؑ
زمینِ کربلا سے جانے کس کس کا سلام آیا

طمانچے کھا کے دریا کی طرف دیکھا سکینہؑ نے
نہیں معصوم کے ہونٹوں پر پھر بابا کا نام آیا

نبیؐ کی آل پر۔۔۔۔۔

برہنہ سر علیؑ کی بیٹیاں تھیں ساتھ عابدؑ کے
لہو رونے لگا جب سامنے بازارِ شام آیا

کسی نے بھی علی عابدؑ کا مر جانا نہیں دیکھا
نبیؐ کا قافلہ جب بر سرِ دربارِ عام آیا

در و دیوار سے تھرا کے سر غازیؑ کا ٹکرایا
لبِ ظالم پہ جب دربار میں زینبؑ کا نام آیا

ہے خاموشی سکینہؑ کے لبوں پر مر گئی شاید
تو اب زندان کس سے شمر لینے انتقام آیا

رسن بستہ سکینہؑ شام تک آئی تو تھی یوسفؔ
رہائی پانے والوں میں کہیں اُس کا نہ نام آیا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی
سوز: محمد بشیر

دیارِ شام میں سجادؑ آ رہا ہو گا

دیارِ شام میں سجادؑ آ رہا ہو گا
اُڑی ہے خاک اسیروں کا قافلہ ہو گا

علیؑ کے کوفے میں کوئی سروں ڈھانپے گا
ہر اک چہرے کو سجادؑ دیکھتا ہو گا

گئی جو کوفے میں زینبؑ بغیر غازیؑ کے
قدم قدم پہ اُسے یاد تو کیا ہو گا

جب آیا بزمِ شرابی میں نام زینبؑ کا
پسر حسینؑ کا بے موت مر گیا ہو گا

بلند نیزے پہ عبّاسؑ کے نہ سر کو کرو
برہنہ سر نظر آئی بہن تو کیا ہو گا

دیارِ شام میں۔۔۔۔

ردا بھی سر پہ نہیں ہے علیؑ کی بیٹی کے
نہ جانے شام میں کس کس سے سامنا ہو گا

ردائے زینبؑ دلگیر چھیننے والوں
نہ سوچا فاطمہ زہراؑ کا سر کھلا ہو گا

کسی نے پُرسہ نہ سجادؑ کو دیا یوسفؔ
یہ لوگ کیسے مسلماں ہیں سوچتا ہو گا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی

شہزادہ اسلم پارٹی، لاہور

https://youtu.be/YzDFb7ilyHA?si=813L5a2vObc3BY0e

https://youtu.be/tBMh1aao2lA?si=NAICFAC1h3n-hyYM

سجادؑ کو بے موت یہ غم

سجادؑ کو بے موت یہ غم مار گیا ہے
بے پردہ حرم ساتھ ہے اور شام چلا ہے

نہ مار سکینہؑ کو طمانچے اے ستمگر
احساسِ یتیمی بھی بری سخت سزا ہے

وہ آ گئی زنداں سے رہا ہو کے سکینہؑ
سجادؑ کے سینے سے جو اک لاشہ لگا ہے

شکوہ نہیں زنداں سے کوئی بنتِ علیؑ کو
کیا کم ہے کہ دیواروں نے پردہ تو کیا ہے

اے شمرِ لعین کس پہ تو برساتا ہے کوڑے
عابدؑ تو بڑی دیر سے بے ہوش پڑا ہے

سجادؑ کو بے موت۔۔۔۔۔

زنجیروں کی آواز ابھرتی رہی شب بھر
اس قیدی کو کیا روگ ہے کیوں جاگ رہا ہے

ہائے یہ در و بام کیا کس نے چراغاں
یہ کس کے لئے شام کا بازار سجا ہے

یوسفؔ جسے شبیرؑ نے سیچا ہے لہو سے
اُس دین پہ سایہ کیے زینبؑ کی ردا ہے

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی
سوز: لالہٰ عبد الواحد قصوری

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا سجادؑ تیرے درد کو کیا جانے زمانہ
اے رہ گزرِ شام کہیں دیکھا ہو تو نے بے یار و مددگار محمدؐ کا گھرانہ
سجادؑ کی غربت میں وہ ڈوبا ہوا منظر مظلوم کا زنداں میں سکینہؑ کا اُٹھانا
وہ احمدِؐ مرسل کا گھرانہ سرِ محفل عابدؑ کو اشارے سے ستمگر کا بلانا
مارے گئے غربت میں سکینہؑ کو طمانچے اچھا نہیں ہوتا ہے یتیموں کو ستانا
روضے پہ دعا کرتی ہے روتے ہوئے صغریٰؑ جلدی سے میرے بھائی کو لے آیئے نانا
ہے پاؤں میں بیڑی تو گلاں طوقِ گراں میں کس دین میں ہے بیمار کو یوں کھینچ کے لانا

بے پردہ حرم۔۔۔۔۔

بازاروں سے نکلا تو لہو روئے گا برسوں کہدے علی عابدؑ سے کوئی شام نہ جانا
وہ آلِ پیمبر پہ برستے ہوئے پتھر منہ زینبؑ و کلثومؑ کا بالوں سے چھپانا
چھپتی رہی شہزادیاں سجادؑ کے پیچھے وہ شام کا دربار تماشائی زمانہ
ممکن نہ تھا ہوتا جو علمدار جہاں میں عباسؑ کی ہمشیر کا دربار میں آنا
سوئی ہے ابھی باپ کا سر گود میں لے کر اے شمر لعیں دل نہ سکینہؑ کا دکھانا
یوسفؔ علی اکبرؑ کہیں مل جائے تو کہنا روٹھی ہوئی صغریٰؑ کو ذرا آکے منانا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی

https://youtu.be/wOH-WIdpo4Q

دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے

دینِ نبیؐ کا بار اُٹھائے اجڑے گھروں کا وارث آیا
ساتھ حرم کو بازاروں میں بے پردہ سجادؑ ہے لایا

یاد آیا بابا کا زمانہ سورج کا چھپ چھپ کر جانا
شمرِ لعین جب باندھ کے بازو زینبؑ کو دربار میں لایا

شام مدینے میں ہوتی ہے اک بیمارؑ بڑا روتی ہے
ہائے وہ صغریٰؑ لوٹ کے جس کا بھائی چچا بابا نہ آیا

ہائے سکینہؑ کو زنداں میں شمر طمانچے مار رہا تھا
وہ معصوم جسے بابا نے سینے پر دن رات سلایا

شام سے نکلے تو عابدؑ کو ایک زمانہ بیت گیا تھا
خون رہا آنکھوں سے جاری کیا امت نے روگ لگایا

دینِ نبیؐ کا بار۔۔۔۔۔

دیں کیلئے تشہیر روا کی آئی یوں بیٹی زہراؑ کی
عریاں سر ہر گام پہ پتھر غازیؑ کی ہمشیر نے کھایا

دریا پر عباسؑ دلاور چین بھلا کیا پا سکتے تھے
شامِ غریباں اور وہ زینبؑ دشمن دنیا دیس پرایا

شام کا یہ بازار نہ ہوتا کوفے کا دربار نہ ہوتا
لوٹ کے آجاتے دریا سے جو غازیؑ عباسؑ خدایا

سجدے میں سر شاہ نے کٹایا زینبؑ نے گھر بار لٹایا
طوق گلے میں ڈال پسر نے یوسفؔ یہ اسلام بچایا

شاعر: یوسفؔ سلمان شمسی　　　　سوز: لالہٰ نثار علی قصوری

قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

قید ہو کر جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

تازیانے کھا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

جشن ہے کیسا یہ لوگو کیوں سجے ہیں راستے

شامیوں کے ہاتھ میں ہیں کس کے واسطے

کیا کھلے سر آ رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

رسیاں ہیں بیڑیاں ہیں طوق ہیں لنگر بھی ہیں

راہ میں کوڑے بھی ہیں کانٹے بھی ہیں پتھر بھی ہیں

پھر بھی چلتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

انبیاء جاتے ہوئے دیکھے ہیں میں نے اُس طرف

اولیاء جاتے ہوئے دیکھے ہیں میں نے اُس طرف

جس طرف سے آ رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

قید ہو کر جا رہا ہے۔۔۔۔

شرم سے زینبؑ کے پاؤں دھنس رہے ہیں کیا کرے
اور ستم یہ ہے کہ شامی ہنس رہے ہیں کیا کرے
خون روتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

بہہ رہا ہے زینبؑ و کلثومؑ کے سر سے لہو
جم رہا ہے ایڑیوں پر بہہ کے لنگر سے لہو
ہائے پتھر کھا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

زورِ باطل میں جو تھا وہ گھٹ رہا ہے اَے نویدؔ
ظلم کا بادل جو تھا وہ چھٹ رہا ہے اَے نویدؔ
اور بڑھتا جا رہا ہے قافلہ سجادؑ کا

شاعر: احمد نویدؔ

سوز: ضمیر جعفری

رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام

رُونے کیلئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام

تو شہنشاہِ درد ہے بتلا رہی ہے شام

چلا بے کسوں کا کارواں بیمار لوگوں سارباں

ہے سنگ سرِ عریاں شہؑ لافتح کی بیٹیاں

کرب و بلا کے دشت میں برپا ہوا کہرام

مُشکل تھی بڑی وہ گھڑی دربار میں زینبؑ کھڑی

شبیرؑ کے لب پر چھڑی سجادؑ نے پہنی کھڑی

دربارِ یزیدی کے لرزے تھے در و بام

زینبؑ پُکارے بے وطن بھائی میرا ہے بے کفن

کر دے اُسے کوئی دفن میرے ہاتھوں میں باندھی رسن

ہائے کیسے سُنا ہوگا بیمارؑ نے پیغام

رُونے کیلئے کافی ہے۔۔۔۔۔

زندان سیاہ پوش ہے تنہائی کی آغوش ہے
عابد کہے نہ ہوش ہے دم ٹوٹا ہے خاموش ہے
اُمّت نے سکینہؑ کو دیا موت کا اِنعام

مستوروں میں اک مرد ہے غیرت سے چہرہ زرد ہے
کربل کی جمی گرد ہے زینبؑ کا دل میں درد ہے
روتا ہے سر جھکا کے کرتا نہیں کلام

زندان کی سویا خاک پر عادلؔ لہو پُوشاک پر
چرچے ہوئے اِفلاک پر سُلطانی لُولاک پر
ہیں جن وملائک بھی سجادؑ کے خُدام

شاعر و سوز: علی عادلؔ ملک

اک درد کی کائنات ہے

اک درد کی کائنات ہے سجادؑ کے دل میں
غیرت کی ہر اک بات ہے سجادؑ کے دل میں

نیزوں پہ براتی تھے اور سنگ تھا دُلہا
دُلہن کی اسیری کو سالار نہ بھولا
قاسمؑ کی وہ بارات ہے سجادؑ کے دل میں

شبیرؑ کے لاشے پہ بیمار جو آیا
کر ظلم لعینوں نے لاشے سے اُٹھایا
وہ دفن ملاقات ہے سجادؑ کے دل میں

صدموں کی چٹانوں کو سینے سے لگایا
پھر اشکوں کے پانی کو ہائے خون بنایا
کیا قوتِ جذبات ہے سجادؑ کے دل میں

اک درد کی کائنات ہے۔۔۔۔

حیرت سے کبھی دیکھے دربار کے در کو
غیرت سے کبھی دیکھے عبّاسؑ کے سر کو
ہائے مالکِ فرات ہے سجادؑ کے دل میں

پابندِ سلاسل بھی جوہر وہ دِکھاتا
زینبؑ کا تو سایہ بھی دربار نہ جاتا
خاموش کوئی ذات ہے سجادؑ کے دل میں

زنداں میں سکینہؑ جو بابا کو بُلائے
معصومہؑ کے رونے کی آواز رولائے
عادلؔ وہ سیاہ رات ہے سجادؑ کے دل میں

شاعر: علی عادلؔ ملک
سوز: مختار حسین میجو

پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں بیمارؑ خون روتا تھا
سفر میں قافلہ سالار خون روتا تھا

سوال چادرِ زینبؑ جو لب پہ لایا تھا
تو شام والوں نے پتھر غریب کو مارے
مہار تھام کے لاچار خون روتا تھا

سکینہؑ کہتی تھی سجادؑ کربلا لے چل
وہاں پہ دھوپ میں لاشہ ہے اپنے بابا کا
بہن کا دیکھ کے اصرار خون روتا تھا

دکھاؤں کس طرح بازار کا میں وہ منظر
گری تھی ثانی زہراؑ جب اونٹ سے یکدم
وہ سر کو پیٹ کے غم خوار خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں۔۔۔۔۔

یہ شام والیاں کہتی تھی آ گئے باغی
چکا لو آج ہی بدر و حنین کے بدلے
امام سن کے یہ گفتار خون روتا تھا

کوئی جو پوچھتا غم کس جگہ ملے زیادہ
تین بار دکھی شام شام شام کہے
پھر اس کے بعد وہ سو بار خون روتا تھا

ملی سکینہ کے مرنے کی جب خبر لوگو
کفن کی فکر سے عابد کا رنگ زرد ہوا
قفس کی تھام کے دیوار خون روتا تھا

وہ جن لبوں پہ محمدؐ نے تھے دیئے بوسے
جب اُن پہ ماری تھی چھڑیاں یزیدِ فاسق نے
غریب بر سرِ دربار خون روتا تھا

پہن کے بیڑیاں۔۔۔۔۔

ذرا سی دیر کو عابد ہوا تھا فرش نشین
تو تازیانے سے مارا لعیں نے یوں آکر
پھٹے لباس کا ہر تار خون روتا تھا

اے پرسہ داروں یہ توقیرؔ کیا بیان کرے
وطن میں آ کے بھی عابدؑ نے چین نہ پایا
تمام عمر عزادار خون روتا تھا

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: ممتاز خان

جو تو اُٹھاتا نہ بارِ فلک حسینؑ کے بعد تو ٹوٹ پڑتا زمیں پر یہ آسماں سجادؑ ملا دی خاک میں دربار کی اذاں تو نے اذاں کے درمیاں تو نے جو دی اذاں سجادؑ	میر احمد نویدؔ

وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے

وہ خون رو کے یہ کہتا رہا زمانے سے
ردائیں چھینوں نہ لوگوں میرے گھرانے سے

سوال آب پہ سونے پہ اس کے رونے پہ
وہ مارتے تھے سکینہؑ کو ہر بہانے سے

بلائیں کس طرح عباسؑ کو مدد کے لئے
وہ بے ردا تھیں جھجکتی رہیں بلانے سے

سلایا جاتا تھا بے ہوش کر کے دُروں سے
جگایا جاتا تھا عابدؑ کو تازیانے سے

کچھ اسطرح سرِ کرب و بلا وہ اجڑے تھے
کہ ڈر رہے ہیں ابھی تک وہ گھر بسانے سے

کہا یہ گنجِ شہیداں میں باپ کے سر نے
مجھے سکینہؑ بلاتی ہے قید خانے سے

ردائے ثانیِ زہرہؑ میں ڈھل گیا اکبرؔ
غبار اُٹھا جو لاشوں کے تھر تھرانے سے

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں

عابدؑ بیمار کی آنکھوں سے خون رکتا نہیں
جس کو زینبؑ کے لئے پردہ کہیں ملتا نہیں

دیکھو نہ میرا تماشہ رو کے عابدؑ نے کہا
ساتھ میرے آئی ہے ہو کے وہ قیدی بے ردا
ننگے سر جسکو کبھی بابا نے بھی دیکھا نہیں

غم نہ کرنا تو سکینہؑ سفر میں زینبؑ کے ساتھ
سینے پہ سو جانا ماں کے جب بھی ہو جائیگی رات
لوٹ کر آئے گا اب بیٹی تیرا بابا نہیں

ڈر سے سہمی ہے سکینہؑ خون کانوں سے رواں
پوچھتی دکھلا کے عابدؑ کو طمانچوں کے نشاں
کب وطن میں جائیں گے کوئی یہاں اپنا نہیں

عابدؑ بیمار کی آنکھوں۔۔۔۔۔

دیکھتی معصوم بچوں کی نہ زینبؑ پیاس کو
دیتا جو جنگ کی اجازت بھائی تو عباسؑ کو
بے کفن رہتا نہ تو پردہ میرا اُلٹا نہیں

پہنچی ہے دربار میں جب شام کے بنتِ علیؑ
کہتی ہے دیکھو ذرا اب نانا میری بے بسی
فضہ کے وارث بھی ہیں لیکن کوئی میرا نہیں

شاعر: حسن رضا

سوز: علی عباس / استاد اکبر عباس

بے پردہ حرم ہیں ساتھ ترے پردیسی دیس پرایا ہے
سجادؑ خدا معلوم تجھے اسلام کہاں لے آیا ہے
اخترؔ چنیوٹی

سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے

سجادؑ مہاری کا تابوت اُٹھا ہے
غیرت میں عمر ساری لہو روتا رہا ہے

کوفے سے علیؑ آئے اور شام سے زینبؑ
ہائے خاک بھرے بال ہیں نہ سر پہ ردا ہے

زہراؑ کے لٹے گھر میں پھر آج مسلمانوں
اک اور اُٹھی میت کہرام مچا ہے

بازار سے کیوں روتی آئی ہے سکینہؑ
کانوں کے زخم تازہ ہے اور خون جما ہے

لعنت ولیدل تیری تُربت پہ ہو ظالم
کیا جرم تھا سید کا زہر اس کو دیا ہے

سجادؑ مہاری کا تابوت۔۔۔۔۔

کیوں چپ ہو میرے بابا کچھ منہ سے تو بولو
میت پہ کھڑا باقرؑ ہائے روتا رہا ہے

اعجازِ امامت سے فضہؑ کا جنازہ
سجادؑ کے باقرؑ نے یہ خود جا کے پڑھا ہے

رخصت ہوا دنیا سے جو بانو کا دُلارا
سم پیتے ہوئی حسنؑ کی یہ رسم ادا ہے

پیغام ہے اخترؔ کا سن لو اے مسلمانوں
سجادؑ کی سنت ہے یہ ماتم جو بپا ہے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ، راوی روڈ، لاہور

عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم

عابدؑ سنبھل سنبھل کے قدم رکھ رہے ہیں یوں
پاؤں اُکھڑ نہ جائیں کہیں کائنات کے

ہر گام پر حیات کو آساں بنا دیا
شامِ ابد کو صبحِ ازل سے ملا دیا
سالارِ کارواں نے اندھیرے میں رات کے

جھولے کی راکھ سر پہ اڑاتے ہوئے چلے
اصغرؑ کو اشاروں میں سلاتے ہوئے چلے
قربان جاؤں مولاؑ تیری مشکلات کے

ٹوٹے گا کیسے عزمِ شہنشاہِ کربلا
سجادؑ گر سپر ہے تو زینبؑ ہے حوصلہ
ٹکڑے یہاں ہوئے ہیں یزیدی بساط کے

عابدؑ سنبھل سنبھل۔۔۔۔

اے شمرِ بدنہاد و بدانجام و بدگماں

معصوم کالہو ہے نہ جائے گارائیگاں

رستے دیکھائے گا یہ جہاں کو نجات کے

بولی سکینہؑ بھیاذراپاس آیئے

باقی ہے اور کتناسفر کچھ بتایئے

کیوں خوف بڑھ رہے ہیں مجھے حادثات کے

شاعر:عاصمؔ رضوی

سوز:عامر ملک و عابد ملک

ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں

ہر قدم پر رو رہا ہے اک بیمار ناتواں
طوق ہے وزنی گلے میں پاؤں میں ہیں بیڑیاں

دیکھ لیتے ہیں جو عابدؑ اپنے بابا کی طرف
اُس گھڑی باقرؑ کی اُٹھ جاتی زمیں سے ایڑیاں

لے چلے ہیں قید کر کے ثانیِ زہراؑ کو شام
عظمتِ زہراؑ کہاں اور شام کی منزل کہاں

مار نہ ظالم تو کوڑے کچھ تو کر خوفِ خدا
بے کسوں بے وارثوں کا ہے اکیلا پاسباں

سید سجادؑ کی سردارؔ کیا حالت لکھوں
جس نے لکھ دی خون رو کر کربلا کی داستاں

شاعر: سردارؔ یوسف

سوز: سردار یونس

دردِ سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے

درد سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے ہائے روتا ہے قلم لفظ بناؤں کیسے
جن کی مادر کا جنازہ تھا اُٹھا رات کے وقت سر برہنہ سرِ بازار ! بھلاؤں کیسے
رسیاں پاؤں میں چھالے تھے طمانچوں کے نشان حسرت و یاس کی میت کو اُٹھاؤں کیسے
پابجولاں ہوں میں ہے طوقِ گراں زیبِ گلو اونٹوں سے گرتے ہوئے بچے اُٹھاؤں کیسے
زخم جو جسم پہ آئے ہیں دیکھا سکتا ہوں دل نے جو شام میں کھائے ہیں دکھاؤں کیسے
اے زمانے کے یزیدو نہ کہو نجفیؔ سے خاک کی نور سی اوقات بتاؤں کیسے

شاعر: افضل حسین نجفیؔ

اس بات پہ ہے کہرام بپا

اس بات پہ ہے کہرام بپا، شبیرؑ کے پُرسہ داروں میں باقرؑ کا بچپن بیت گیا، بازاروں میں درباروں میں
اُس شامِ غریباں کا منظر باقرؑ کو ہمیشہ یاد رہا جب چار برس کی معصومہؑ چھپتی ہے پردہ داروں میں
لاریب پیمبرؐ زادی ہے، کونین کی یہ شہزادی ہے افسوس علیؑ کی بیٹی کو، کیوں لاتے ہو بازاروں میں
شبیرؑ کے خون کی سُرخی ہے جو آج شفق پہ پھیلی ہے سجادؑ کے خوں کے آنسو ہیں افلاک کے روشن تاروں میں
سادات کا آخر جرم تھا کیا، تاریخِ مسلماں یہ بتلا سادات کو کیوں کر چنا گیا بغداد کی ان دیواروں میں
اولادِ پیمبرؐ کو اے محبؔ، دربار جو لے کر آئے تھے سب اہلِ ثقیفہ شامل تھے اسلام کے ان غداروں میں

شاعر: محبؔ فاضلی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

سجادؑ کی ہے آرزو بازار نہ آئے

سجاد کی ہے آرزو بازار نہ آئے
مخدُومہ کھُلے سریوں دربار نہ جائے

غیور ہوں لوگوں میں کیا دیکھ رہا ہوں
امت سے رسالت کا صلہ دیکھ رہا ہوں
ہو کے یوں کوئی دختر گرفتار نہ آئے

کچھ چاک عبائیں ہیں، کُچھ سر ہیں شہیدوں کے
نہ چھوڑا ہے کُچھ میرا، امت کے لعینوں نے
کوئی اُجڑا ہوا ایسے، سالار نہ آئے

سجادؑ نے فرمایا ناموسِ رسالت ہے
کیوں چھینی ردا اِسکی، یہ فخرِ امامت ہے
اِس غم کا بھلا کیسے، جگر بار اٹھائے

سجادؑ کی ہے آرزو۔۔۔۔

نہ طوق یہ وزنی ہے، نہ درد زنجیروں کا
بے پردہ ہیں مستوراں اور غم ہے اسیروں کا
غم کیسے یہ غربت کا بیمار اُٹھائے

بابا کی غریبی تو تا حشر رلائے گی
ہر موڑ پہ اکبرؑ کی مجھے یاد ستائے گی
دریا سے پلٹ کر نہ علمدار ہیں آئے

ہر ماتمی کی میں نے کر دی ہے شفاعت
اظہارؔ جسے ہو گی، اس در سے مودت
بخشش کو کسی جا بھی وہ حب دار نہ جائے

شاعر: اظہارؔ الحسن
سوز: انوار الحسن

عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے

عابدؑ کی بیڑیوں نے کہرام مچایا ہے صبر و رضا کا پیکر سجادؑ بتایا ہے
سر ننگے بیبیاں ہیں اور شام کا سفر، بازار کا سفر بالوں سے بیبیوں نے منہ اپنا چھپایا ہے
بیمار کے اشکوں نے تاریخ رقم کر دی طوقِ گراں پہن کر اِسلام بچایا ہے
سجادؑ سے سکینہؑ رو رو کے کہہ رہی تھی قسمت نے بھیا ہم کو بازار دکھایا ہے
آہ و فغاں میں لپٹی معصوم صداؤں نے پردیس میں رو رو کے ہائے عرش ہلایا ہے
زندہ ضمیرؔ والے صابرؔ جو رو رہے ہیں لگتا ہے بیڑیوں کا اب سوگ منایا ہے

شاعر: صابر حسین صابرؔ

سوز: ضمیر جعفری

زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا

پُرسہ ہی مجھے دے دو

زندان میں اک قیدی فریاد یہ کرتا تھا
میری بہن سکینہؑ مر گئی ہے کوئی کلمہ گو آ کے پُرسہ ہی مجھے دے دے

سن چار برس کا تھا اس پھول سی بچی کا، اور چاند سا چہرہ تھا
اب نیل تماچوں کے اور خون ہے کانوں پر، دفناؤں اسے کیسے

اس عمر کے بچے تو عادی ہیں کھلونوں کے، اور سوتے ہیں سینے پہ
دامن ہے جلا اسکا خوں بہتا ہے آنکھوں سے، یہ ظلم کئے کس نے

ماتم کو ترستی تھی نوحہ نہیں پڑھتی تھی سہمی ہوئی رہتی تھی
دُرّوں کی اذیت سے جیتی تھی نہ مرتی تھی اب سو گئی یہ کیسے

تابوت اُٹھانا ہے تُربت میں سُلانا ہے بے درد زمانہ ہے
زنجیر ہے ہاتھوں میں اور قبر بنانا ہے غازیؑ سے کوئی کہدے

پُرسہ ہی مجھے۔۔۔۔۔

ڈرتی تھی اندھیروں سے ہر سمت اندھیرا ہے، ہر زخم یہ کہتا ہے
کیا جرم تھا بتلاؤ گردن پہ ہوا کیا ہے کیوں زخم ہیں یہ گہرے

چلتی ہوئی کانٹوں پر یہ شام تلک آئی، ٹھوکر جو کبھی کھائی
بابا کو بلاتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی، گودی میں مجھے لے لے

ماں اور پھوپھی اُسکو لوری جو سناتی تھیں، خود اشک بہاتی تھیں
جب خاک کے بستر پہ بچی کو سُلاتی تھیں، اُٹھتا تھا دھواں دل سے

یہ خون بھرا کُرتا اب ہو گا کفن اس کا، زخمی ہے بدن اس کا
ہمشیر کی میت پر بیمارؑ یہ کہتا تھا خوں گرتا ہے آنکھوں سے

ریحانؔ وہ شہزادی غازیؑ کی جو پیاری تھی بابا کی دلاری تھی
آ کر درِ زنداں پر ہر ایک سے کہتی تھی اب سوؤں گی گھر جا کے

شاعر: ریحانؔ اعظمی

قیدی نہ کوئی لوگو سجادؑ سا ہو گا

قیدی نہ کوئی لوگو سجادؑ سا ہو گا بیمار ہے زنجیروں سے آزاد نہ ہو گا
بولی سکینہ بھیا زخموں سے خون رواہے بابا ہیں میرے تنہا میرے چاچا کہاں ہیں جب تک نہیں ملوں گی دلشاد نہ ہو گا
بے حال ہے غموں سے سبطِ نبیؐ کا پیارا پیروں میں آبلے ہیں زخمی بدن ہے سارا اس غم میں رونے والا برباد نہ ہو گا
ہر قدم پہ رک کر زینبؑ کو دیکھتا ہے اہل حرمؑ کے غم میں دل خون رو رہا ہے ان کی ردا کا ضامن میرے بعد نہ ہو گا
رو کر کہے یہ زینبؑ اے وقت کے شہنشاہ جانا ہے سر برہنہ بازارِ شام و کوفہ کنبہ کیسی کا ایسے برباد نہ ہو گا

زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ

زنداں میں سکینہؑ کو یاد آیا وہ سینہ جِس سینے پہ سوتی تھی معصوم سکینہؑ
ہر وقت چمکتا تھا کربل میں مدینے میں تعویز کی مانند تھا شبیرؑ کے سینے میں گم ہو گیا وہ کیسے زنداں میں نگینہ
کر ترس ذرا ظالم بابا کو نہ روؤں گی میں گود میں مادر کی آرام سے سوؤں گی بے رحم لعینوں نے فریاد سنی نہ
ہے موت کی خاموشی تاریکیِ زنداں میں کیا جرم کیا لوگو معصوم سی مہماں نے کوئی اور تو معصومہ یوں قید ہوئی نہ
سجادؑ جو زندان سے ہو قید ختم تیری جا کہنا یہ صغراؑ سے تم کو ہے قسم میری میں دفن ہوں زنداں میں آباد مدینہ

زنداں میں سکینہؑ کو ـــــــ

پھٹ جائے نہ غیرت سے سجادؑ جگر تیرا
میرے گھر کی یہ رونق ہے کہتا تھا پدر تیرا
یہ سوچ کے عابدؑ کو کچھ ہوش رہی نہ

رخسار میں نانا کو محشر میں دکھاؤں گی
روداد میں زنداں کی رورو کے سناؤں گی
پابندی ہے رونے پہ کہتا ہے کمینہ

اے دشتِ اجل روک جا بیمار کو آنے دے
بابا کے لئے کوئی پیغام سنانے دے
شاید میری تُربت پہ وہ آئے کبھی نہ

ہائے موت بھی حیراں تھی معصوم کی میت پہ
افسوس رہی کرتی احمدؐ کی رعیت پہ
تھا موت کے چہرے پہ غیرت کا پسینہ

سردارؔ سکینہؑ کو زنداں میں دفن کر کے
سجادؑ یہ کہتے تھے نہ کفن ملا مر کے
تا حشر رولائے گی تیری موت سکینہؑ

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے

بابا یہ مسلماں مجھے رونے نہیں دیتے
ماتم تیرا زنداں میں بھی ہونے نہیں دیتے

بستر تیرا سینہ تھا جسے چھین لیا ہے
اب گود میں مادر کی بھی سونے نہیں دیتے

احساس یتیمی مجھے زنداں میں ہوا ہے
میں خاک پہ سوتی ہوں تو سونے نہیں دیتے

تھک جاتے ہیں سجادؑ تو بابا تیرے قاتل
بیمار میرے بھائی کو سونے نہیں دیتے

مر جاؤں گی زندان کے اندھیروں میں سسکتی
اک کرن اجالے کی یہ ہونے نہیں دیتے

بابا یہ مسلماں۔۔۔۔۔

غش آتے ہیں سجاد کو پاؤں میں ہیں چھالے
بیمار کو چھاؤں میں یہ ہونے نہیں دیتے

ہائے آگ کی مانند ہیں سجاد کے زیور
زنجیر جدا تن سے یہ ہونے نہیں دیتے

بے پردہ نبی زادی ہیں بازار کھلے ہیں
کیوں بند بازاروں کو یہ ہونے نہیں دیتے

سردارؔ چلے لے کے جو سجادؑ جنازہ
شامل یہ جنازے میں بھی ہونے نہیں دیتے

شاعر و سوز: یوسف سردارؔ

ماں کہتی ہے رو رو کے

ماں کہتی ہے رو رو کے زنداں میں خدایا کوئی صاحبِ اولاد کفن لے کے نہ آیا
گر ہوتی ردا سر پہ تیرا کفن بناتی ماں دیکھ تیری مجبور ہے اور دیس پرایا
ہائے دُر بھی چھنے اور تمانچے بھی ہے کھائے جب سر سے سکینہؑ کے اُٹھا باپ کا سایہ
زنداں، درِ زنداں رہی معصوم تڑپتی افسوس مسلماں کو ذرا رحم نہ آیا
کانوں کو چھپا لیتی نظر آتا شمر جب معصوم کو ظالم نے ہے کچھ ایسے ڈرایا
سوتی تھی کبھی باپ کے سینے سے لپٹ کر ہائے خاک کے بستر پہ اُسے کس نے سلایا
نہ آئے مسلمان جنازہ بھی اُٹھانے ہائے آلِ محمدؐ پہ کیا وقت یہ آیا

ماں کہتی ہے۔۔۔۔۔

ظلمت کے اندھیروں میں تھی وہ آخری ہچکی سجادؑ نے جب آ کے سکینہؑ کو جگایا
اصغرؑ کو دفن شاہؑ نے بے کفن کیا تھا زنداں میں سکینہؑ پہ وہی وقت ہے آیا
محتاجِ کفن کیوں تیری میّت تھی سکینہؑ ہائے شام کے لوگوں کو ذرا ترس نہ آیا
محشر میں وہی لوگ جہنم میں جلیں گے جن لوگوں نے زہراؑ کے بھرے گھر کو جلایا
تھے ہاتھ بندھے کیسے وہ بیمار کے دونوں پھر کس طرح عابدؑ نے ہے میّت کو اُٹھایا
ہائے گلشنِ زہراؑ کی ہے نایاب کلی کو سرداؔر لعینوں نے ہے زنداں میں رُلایا

شاعر و سوز: یوسف سرداؔر

زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی

زنداں میں تڑپتی ہے شبیرؑ کی جائی
مر کے نہ ملی جس کو زنداں سے رہائی

کُل چار برس سِن تھا معصوم یتیمہ کا
کس جرم میں بچی نے یہ قید نبھائی

ہر ظلم سہا جس نے بابا سے جدا ہو کے
گھُٹ گھُٹ کے مری کیسے امت کی ستائی

سوتی تھی کبھی اپنے بابا کے کلیجے پہ
ہائے موت ستمگر نے کیسے ہے سلائی

اُکھڑی ہوئی سانسیں تھیں اور جسم لرزتا تھا
سجادؑ نے زنداں سے جب لاش اُٹھائی

زنداں میں تڑپتی۔۔۔۔۔

دو کفن مسلمانوں پہناؤ سکینہؑ کو
سجادؑ رہے روتے دے دے کے دُھائی

جھکڑی ہوئی بانہوں پہ میت تھی سکینہؑ کی
کیسے علی عابدؑ نے تُربت ہے بنائی

کوئی راہِ خدا مجھ کو بتلائے مسلماں یہ
بے جرم لٹی کیسے زہراؑ کی کمائی

ممنون ہے زنداں بھی سردارؔ سکینہؑ کا
سوئی ہوئی زنداں کی قسمت ہے جگائی

شاعروسوز:یوسف سردارؔ(۱۹۹۴)

قید زندان میں نبھائی کس طرح

قید زندان میں نبھائی کس طرح سکینہؑ نے
یہ مصیبت ہے اُٹھائی کس طرح سکینہؑ نے

چھوڑ کر آئی جیسے سوتا سو لگتے بن میں
سہہ لی اصغرؑ کی جدائی کس طرح سکینہؑ نے

ایک بھی گھونٹ نہ تھا پانی کا خیموں میں مگر
آگ دامن کی بجھائی کس طرح سکینہؑ نے

پوچھنا ہو تو یہ سجادؑ سے پوچھو اخترؔ
قید سے پائی رہائی کس طرح سکینہؑ نے

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں

اب بھی آتی ہے سکینہؑ کی صدائیں لوگوں ہائے زندانوں سے
میرے بابا کو ملادو میں دعائیں دونگی سسکیاں لے کے جو کہتی تھی مسلمانوں سے

جا کے مقتل میں پکاری یہ سکینہ رو کر
بھیا قاسمؑ میرے اکبرؑ تم کہاں ہو سارے
میرے بابا کو بچالو آ کے شیطانوں سے

جب چلی گھر سے تیرے ساتھ سبھی تھے زینبؑ
عونؑ و محمدؑ و اکبرؑ یاد آتے ہونگے
لوٹ کے آئی جو ہو گی تو بندی خانوں سے

آٹھ اذانیں بیک وقت فضا میں گونجی
ثانی زہراؑ کے خطبوں کو دبانے کیلئے
شور برپا کیا دربار میں اذانوں سے

اب بھی آتی ہے۔۔۔۔

لبِ دریا سے علمدارؑ کی آئی یہ صدا
اے سکینہؑ تجھ سے شرمندہ ہے چاچا تیرا
پانی پہنچا نہ سکا ہائے کٹے شانوں سے

بولی معصومہ پھوپھی رسم ہے یہ شامیوں کی
کر کے پابندِ رسن اور کھلا کے پتھر
اس طرح کوئی تو ملتا نہیں مہمانوں سے

ساتھ گھوڑوں کے معصوموں کو دوڑایا جائے
کسی قانون یا مذھب میں کبھی ایسا سلوک
کوئی انسان تو کرتا نہیں انسانوں سے

قائمِ آلِ محمد یہ ہے اختر کی دعا
صدقہ حسنینؑ کا اے مولا صدائے ماتم
اس طرح حشر تلک گونجے عزاخانوں سے

شاعر وسوز: اختر حسین اخترؔ، لاہور

سمجھ کے زہراؑ ستایا گیا سکینہؑ کو

سمجھ کے زہراؑ ستایا گیا سکینہؑ کو
قدم قدم پہ رولایا گیا سکینہؑ کو

طلب کیا کسی ظالم نے جب کنیزی میں
چھپالیا اُسے زینبؑ نے اپنی گودی میں
نہ پوچھو کیسے بچایا گیا سکینہؑ کو

وہ پشتِ ناقہ پر تنہا وہ تیز رفتاری
سنبھلتی کیسے سفر میں حسینؑ کی پیاری
گری نہیں ہے گرایا گیا سکینہؑ کو

سرِ حسینؑ کو تکتے تھے عابدِ مضطر
تڑپنے لگتی تھی غازیؑ کی لاش دریا پر
طمانچہ جب بھی لگایا گیا سکینہؑ کو

سمجھ کے زہراؑ۔۔۔۔

وہ اپنا حالِ یتیمی سنانے آئی تھی
پدر کی لاش سے پتھر ہٹانے آئی تھی
لگا کے دُرے ہٹایا گیا سکینہؑ کو

ربابؑ بین یہ تربت پہ آ کے کرتی تھی
غریب ہو گئی کتنی حسینؑ کی بیٹی
گلی گلی میں پھرایا گیا سکینہؑ کو

حجابِ غیب کا مالک وہ درد رکھتا ہے
اُٹھائے مشک تکلمؔ تلاش کرتا ہے
کہاں پہ پانی پلایا گیا سکینہؑ کو

شاعر: میر تکلمؔ

سوز: اصغر خان

پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی

پیاسی رہ کر جو بچاتی ہے سکینہؑ پانی
طوقِ عابدؑ پہ گراتی ہے سکینہؑ پانی

اب تو آنکھوں میں بھی آئے تو چھُپا لیتی ہے
شمر سے اتنا چُھپاتی ہے سکینہؑ پانی

ہونٹ کھلتے ہیں تو عبّاسؑ ادا ہوتا ہے
جب بھی پانی کو بلاتی ہے سکینہؑ پانی

آبِ کوثر بھی پٹکتا ہے فصیلوں پہ جبیں
جب بھی چلو میں اُٹھاتی ہے سکینہؑ پانی

کسی مشکیزے کے بہنے سے جو اُٹھتی ہے صدا
مجھ کو آواز یہ آتی ہے سکینہؑ پانی

حال ایسا ہے کہ مُٹھی میں اٹھائے مٹی
زیرِ لب بولتی جاتی ہے سکینہؑ پانی

تشنگی ہے کہ یہ عبّاسؑ کا دُکھ ہے اکبرؔ
خاک پہ لکھ کر مٹاتی ہے سکینہؑ پانی

شاعر: حسنین اکبرؔ

سوز: اصغر خان

بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی

بابا تیرے بغیر بھلا کیسے جیوں گی تنہا رہوں گی قید میں زنداں میں مروں گی
روتی ہوئی بہنا کو چچا چھوڑ نہ جانا یہ آخری رشتہ بھی کہیں توڑ نہ جانا پانی کیلیئے آپ سے اب میں نہ کہوں گی
ہے بھیڑ قیامت کی پتھروں کی ہے برسات میں ہاتھ اٹھاؤں تو مٹ جائے کائنات یہ بد دعا جہاں کیلیئے میں نہ کروں گی
بابا کو دیکھتی تھی تو آتے تھے نظر تیر اک پل میں سکینہؑ سے جدا ہو گئے شبیرؑ سینے سے لگا لو مجھے اب کس سے کہوں گی
بابا کا رستہ روک کے راہوں میں کھڑی ہے معصوم سکینہؑ پہ قیامت کی گھڑی ہے رو رو کے یہ کہتی ہے کہ جانے نہیں دوں گی

بابا تیرے بغیر۔۔۔۔۔

خیمے بھی جلاڈالے جلاڈالے ہیں قرآن پھر بھی یہ اپنے آپ کو کہتے ہیں مسلمان ہے بات بڑے دکھ کی یہ ناناؐ سے کہوں گی
گزری گی کس طرح سے میری شام غریباں اصغرؑ کو صدادونگی میں لاشوں کے درمیاں ہاتھوں میں پانی ہو گا مگر میں نہ پیوٗنگی
میں آلِ محمدؐ کا ہوں انمول نگینہ رکھا ہے آپ ہی نے میرا نام سکینہؑ اب قیدی صغیروں کی میں سالار بنوں گی
تصویر پیمبرؐ کی دکھا کیوں نہیں دیتے بابا مجھے اصغرؑ سے ملا کیوں نہیں دیتے یہ صدمہ جدائی کا بھلا کیسے سہوں گی

شاعر: علی افضل

سوز: حسن خان

کب رہا ہو نے سکینہؑ آئی ہے زندان میں

کب رہا ہو نے سکینہؑ آئی ہے زندان میں
موت کے سامان سارے لائی ہے زندان میں

آتے جاتے آ رہی ہے بیڑیوں کی یہ صدا
اے سکینہؑ غم نہ کرنا بھائی ہے زندان میں

پوچھتی رہی ہے ماں سے اپنے گھر کب جائیں گے
ہائے جس دن سے سکینہؑ آئی ہے زندان میں

در قفس کا کھل رہا ہے وا سکینہؑ کا ہے شور
موت آئی یا قیامت آئی ہے زندان میں

چلتے چلتے جانے کب رک جائے دھڑکن اے نویدؔ
چند سانسیں ساتھ اپنے لائی ہے زندان میں

شاعر: احمد نویدؔ

جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا

جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا
سر زنداں کی دیواروں سے ٹکراتی ہے بابا

دربار یزیدی میں بھلا کیسے میں جاؤں
ہے چاک گریبان حیا آتی ہے بابا

کانوں سے ٹپکتا ہے لہو شانوں پہ دیکھو
ظالم کی اذیت مجھے تڑپاتی ہے بابا

یاد آتے ہیں جب شمر (لعین) کے وہ ظلم و تشدد
یہ ننھی سی دختر تیری گھبراتی ہے بابا

مر جاؤں گی پیاسی نہ کبھی مانگوں گی پانی
اصغرؑ کی مجھے پیاس جو یاد آتی ہے بابا

ہے کون میرے پاس جیوں کس کے سہارے
تنہائی میری موت بنی جاتی ہے بابا

گھر راہِ خدا میں جو لٹا دیتے ہیں صابرؔ
دنیا انہیں مجرم یہاں ٹھہراتی ہے بابا

شاعر: صابر حسین صابرؔ

معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے

معصومہؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے بکھرے ہوئے لاشے ہیں جدھر ڈھونڈ رہی ہے	شاعر: توقیرؔ ملالوی
تم ڈھونڈنے نکلی ہو سکینہؑ کو پھوپھی جان معصومہؑ تو مقتل میں پدر ڈھونڈ رہی ہے	
دو کُرتے جلے جھولے کی کچھ راکھ ہے اصغرؑ ماں تیری یہی رختِ سفر ڈھونڈ رہی ہے	
لیلیٰ سے کہو چاند سے بیٹے کو چھپا لے برچھی تیرے اکبرؑ کا جگر ڈھونڈ رہی ہے	
تم جیسا مؤذن تو نصیبے سے ہے ملتا اکبرؑ تجھے اب تک یہ فجر ڈھونڈ رہی ہے	
جلتے ہوئے خیموں سے محمدؐ کی نواسی بھیا تیرا بیمار پسر ڈھونڈ رہی ہے	
اے ماتمی توقیرؔ تیری کتنی بلند ہے زہراؑ تیرے اشکوں کے گوہر ڈھونڈ رہی ہے	سوز: وحید الحسن ملالوی

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا ہو تم کہاں بابا
آواز دے کے بلاؤ ہو تم جہاں بابا

تو بانہیں کھُول کے اِک بار تُو بلا مجھ کو
لِٹا کے سینے پہ اِپنے قرآں سُنا مجھ کو
کہ نیند آتی نہیں تیرے بِنا بابا

ہمیشہ تیرے ہی سینے پہ بابا سُوتی ہوں
کھڑی ہوں مُوت کے صحرا میں تنہا روتی ہوں
ہے میرے کانوں سے تیرا لہو رواں بابا

وہ جِس کے پاس میرے دونوں گُوشوارے ہیں
تیری سکینہؑ کو اُس نے طمانچے مارے ہیں
یہ دیکھ چہرے پہ میرے پڑے نشان بابا

کہاں کہاں نہیں۔۔۔۔

یہ سُوچتی ہوں پلٹ کر میں کیسے جاؤں گی
بہت اِندھیرا ہے رستہ میں بھُول جاؤں گی
بچھڑ گیا ہے سکینہؑ سے کارواں بابا

خلوصِ دِل سے جو غم میں تمہارے آئے گا
تیری قسم وہ نرالی توقیرؔ پائے گا
وہ ماتمی ہو کوئی ہو گا نوحہ خُواں بابا

شاعر: توقیرؔ کمالوی
سوز: وحید الحسن کمالوی

وقت نے روضے میں زنداں کو بدل ڈالا مگر
وہ جو قیدی تھی وہ بچی تو سدا قید رہی
حسنین اکبرؔ

زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا

زندان میں نہیں آتی کیوں تازہ ہوا بھیا
سجادؑ سکینہؑ کو مرنے سے بچا بھیا

دیواروں سے زنداں کی ٹکرا کے میں گرتی ہوں
پھر دیر تک بھیا تنہائی میں سسکتی ہوں
آ ریت کے بستر سے بہنا کو اٹھا بھیا

جیتی تھی امامت کے میں پاک سویروں میں
اب میری گزرتی ہے زنداں کے اندھیروں میں
اس وقت بھی رسی میں ہے میرا گلا بھیا

پانی نہیں مانگوں گی بچوں کو سنبھالوں گی
ان چھوٹے سے ہاتھوں سے تیرے کانٹے نکالوں گی
اک بار سکینہؑ کو تو پاس بلا بھیا

زندان میں نہیں۔۔۔۔۔

جس نے مجھے مارا تھا وہ خواب میں آتا ہے
میں سو بھی نہیں سکتی کچھ ایسے ڈراتا ہے
سجادؑ مجھے دے دے بانہوں میں پناہ بھیا

سجادؑ تیرے غم میں جو اشک بہائے گا
جو حلقائے ماتم میں سر پیٹتا آئے گا
توقیرؔ دلاؤں گی وعدہ ہے میرا بھیا

شاعر: توقیرؔ کمالوی

سوز: وحید الحسن کمالوی

سو گئی ہائے سکینہؑ اوڑھ کر زنداں کی خاک
رو رہا سر پہ ڈالے گھر کا گھر زنداں کی خاک
خاک اڑاتے کس طرح مرگِ سکینہؑ پر اسیر
ہائے زنداں میں نہیں ہوتی اگر زنداں کی خاک

میر احمد نویدؔ

زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے

زندان میں سکینہؑ عابدؑ سے کہہ رہی ہے
دم گُھٹ رہا ہے بھیا یہ رات آخری ہے

جلا میرا اُکرتا چھینے گوشوارے، ستم گر نے مجھ کو طمانچے ہیں مارے
ستاتے ہیں مجھ کو یہ بابا کے قاتل، یہ دُکھیا مصیبت میں کس کو پکارے
بابا کے قاتلوں سے ہرگز کفن نہ لینا، ہے یہ میری وصیّت خواہش میری یہی ہے

سکینہؑ پہ بھیا کٹھن یہ گھڑی ہے، اسیری ہے مجھ پر مصیبت بڑی ہے
وطن یاد آتا ہے بھیا چلو گھر، مدینے کی راہوں پہ صغراؑ کھڑی ہے
ہر شام یہ پرندے جاتے ہیں اپنے گھر کو، کب جاؤنگی وطن میں رو کر وہ پوچھتی ہے

مری دادی زہراؑ کا رتبہ ہے عالی، یہ حق جن کی چوکھٹ سے لوٹا نہ خالی
فدک بھیک میں ہم نے جن کو دیا ہو، سکینہؑ کفن کی ہو اُن سے سوالی!
بابا کے قاتلوں سے ہرگز کفن نہ لینا، ہے یہ میری وصیّت خواہش میری یہی ہے

زندان میں سکینہ۔۔۔۔۔

جو محوِ خطابت سرِ شاہِ دیں ہے، سناں پر وہ دوشِ نبیؐ کا مکیں ہے

ہُوا ہے جو فلک سے پتھر سے ظاہر، ہے وہ خونِ ناحق جو چھپتا نہیں ہے

نیزے پہ شاہِ دیںؑ کے سر کا خطاب کرنا، مقتول کا تصرّف قاتل کی بے بسی ہے

زمین پر میں زنداں کی سوتی ہوں بابا، میں اشکوں سے دامن بھگوتی ہوں بابا

خدارا مجھے پاس اپنے بلالو، جدا ہو کے تم سے میں روتی ہوں بابا

صدیاں گزر چکی ہیں اب بھی ہر اک محبؔ کو، زنداں سے سسکیوں کی آواز آرہی ہے

شاعر: محبؔ فاضلی

سر کو جھکائے خاک پہ بیٹھا ہے اِک جواں

گردن میں طوق، پاؤں سے لپٹی ہیں بیڑیاں

ہے زیرِ لب نویدؔ یہی، شام، شام، شام

میر احمد نویدؔ

زنجیر بندھے ہاتھوں سے

زنجیر بندھے ہاتھوں سے اک لاشہ اٹھا ہے
کانوں سے رواں خون ہے، کُرتا بھی جلا ہے

اے شمر ذرا سوچ، کیا ظلم ہے کس پر
رخسار نہیں ورق تھا، قرآن کا جس پر
ہاتھوں سے تو نے ظلم کا عنوان لکھا ہے

دنیا یا کسی دین کا قانون دکھاؤ
کہ باپ کو رونا ہے کوئی جرم بتاؤ
سجادؑ مسلمانوں سے یہ پوچھ رہا ہے

نظروں کے آگے باپ کی گردن بھی کٹی ہو
کھائے طمانچے ریتِ گرم پر بھی چلی ہو
اس کمسنی میں اتنا ستم کس نے سہا ہے

زنجیر بندھے ہاتھوں۔۔۔۔

اُس ماں کو بھلا کیسے وہ یہ لاش دکھائے
بیٹھی ہو جو پہلے ہی سے اصغرؑ کو گنوائے
عابدؑ سرِ زندان یہ ہی سوچ رہا ہے

وہ کہتی رہی باباؑ کا سر دے دو خدارا
زنداں میں بنے کوئی تو جینے کا سہارا
اُمت نے طمانچوں کے سوا کچھ نہ دیا ہے

قرآنِ مصائب کی وہ معصوم سی آیت
غیرت کا خدا سینے لگائے ہوئے میت
زندان کی دہلیز پہ خاموش کھڑا ہے

یہ بات اہلِ درد ہی سمجھیں گے سلامتؔ
سجادؑ نے تا عمر کبھی دیکھی نہ راحت
چالیس برس آنکھوں سے بس خون بہا ہے

شاعر: سلامت فیروزؔ

تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا

تیرے سینے کے سوا چین نہ آئے بابا مجھ کو زندان کی تنہائی ستائے بابا
ہو گئے ہیں میرے رخسار یہ نیلے دیکھو شمر نے مجھ کو طمانچے ہیں لگائے بابا
بھیا سجادؑ کو ہیں کوڑے لگائے ظالم چاچا عباسؑ نہیں کون بچائے بابا
جب سے بچھڑے ہو سکینہؑ سے نہیں سو پائی نیند آتی نہیں اب کون سلائے بابا
میں تو کھاتی تھی غذا ہاتھوں سے تیرے بابا مجھ کو زندان میں اب کون کھلائے بابا
جب بھی میں دیکھتی ہوں کوزہ بھرا پانی کا ننھے اصغرؑ کی مجھے پیاس رلائے بابا

شاعر: فیروز سلامتؔ

بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے

بابا کو روتے روتے زنداں میں سو گئی ہے
یہ زندگی سے بڑھ کر بابا کو رو گئی ہے

معصومہؑ ڈھونڈتی ہے بابا کا اپنے سینہ
باندھی گئی ہے پشتِ محمل سے کیوں سکینہؑ
عبّاسؑ کو صدائیں دیتی ہی وہ گئی ہے

بابا کو رونے پر یہ اُس کو سزا ملی ہے
زندان میں وہ تنہا بابا کو رو گئی ہے
زندان بھی رو رہا ہے ایسا وہ رو گئی ہے

بابا کا سر ملا ہے نہ مل سکا وہ سینہ
بابا کا سر ملا تو روتے ہوئے سکینہؑ
چہرے پہ چہرہ رکھ کے خاموش ہو گئی ہے

باباکوروتے۔۔۔۔

باباکوروئی زہراؑیاروئی ہے سکینہؑ
بیت الحزن میں زہراؑزندان میں سکینہؑ
دونوں پہ ہائے کیسی قیامت یہ ہوگئی ہے

قیدی بیمار بھائی کیسے میت اُٹھائے
ہاتھوں میں زنجیریں کیسے لحد بنائے
سانسوں کی قید سے وہ آزاد ہوگئی ہے

نظرِرباب تیرا پُرسہ یہ حیدری ہے
دکھیا یہ ماں ہے اُسکی شاہ کی جولاڈلی ہے
اِس شام کے شہر میں تنہا وہ ہوگئی ہے

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی

سکینہؑ اٹھو میری جاں اٹھو رہائی ملی چلو گھر چلیں
یہ کرتی تھی ماں لحد پر بکا میری لاڈلی چلو گھر چلیں

یہاں سے چلو چلیں کربلا وہی پر تمہیں ملیں گے چچا
ستم جو ہوئے بتانا اُنہیں دکھانا اُنہیں یہ کرتا جلا
چچا جان کو دکھانا ذرا ردا خوں بھری چلو گھر چلیں

بتانا اُنہیں سبھی سختیاں ملیں کس قدر تجھے گھڑکیاں
ہماری ردا لٹی کس طرح چھینی کس طرح تیری بلیلاں
بتانا اُنہیں بجھی کس طرح تیری تشنگی چلو گھر چلیں

پدر سے ملو تو دلجوئی ہو بتانا انہیں بہت روئی ہو
قسم لو اگر تمہارے بنا سکینہؑ کبھی کہیں سوئی ہو
لحد باپ کی ملے جب تجھے تو کہنا یہی چلو گھر چلیں

سکینہؑ اٹھو میری جاں۔۔۔۔۔

لحد جب ملے تجھے بھائی کی تو کہنا اسے میری لاڈلی
رہائی ملی ہمیں قید سے ہمیں اب نہیں اذیت کوئی
میرے بے زباں اٹھو گھر چلیں شبیہِ نبیؐ چلو گھر چلیں

لبِ علقمہ تو کرنا فغاں تیری جوج ہے ابھی تک روا
میری پیاس پر ہوئے جو فدا چچا تھے میرے ہیں بازو کہاں
کہاں مشک ہے کہاں ہے علم کہاں ہیں جری چلو گھر چلیں

نہ اب غم کوئی نہ افتاد ہے وہ زنجیر سے اب آزاد ہے
پھوپھی بھی تیری تیرے ساتھ ہے تیرے ساتھ ہی وہ سجادؑ ہے
میری غم زدہ شبِ غم کٹی سحر ہو چکی چلو گھر چلیں

لبوں پر تیری یہی بات تھی وطن جائیں گے کبھی ہم پھوپھی
تجھے شمر کا نہیں خوف اب ستائیں گے نہ تجھے اب شقی
نکل قید سے شروع ہم کریں نئی زندگی چلو گھر چلیں

سکینہؑ اٹھو میری جاں۔۔۔۔۔

غریبوں کا یہ لٹا قافلہ وِدا ہو کے پھر وطن جائے گا
تجھے پائے گی جو صغریٰؑ تیری تو بیمار کو ملے گی دوا
گلے مل کے پھر بہت روئے گی وہ بہنا تیری چلو گھر چلیں

مزارِ نبیؐ لرز جائے گا بہن جب تیری کرے گی بکا
کہاں ہے چچا کہاں ہے پدر کہاں ہے بتا برادر میرا
سنانے اسے یہ رودادِ غم یہی بے بسی چلو گھر چلیں

گیا مرقدِ سکینہؑ پر گر کرے گا وہاں یہ مظہؔر بیاں
عطا عمر کر اِسے دائمی یہ عرفان ہے تیرا نوحہ خواں
وہاں جا کے پھر کہے گا نہیں میرا دل کبھی چلو گھر چلیں

شاعر: مظہرؔ عابدی

نوحہ خواں عرفان حیدر

یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے

یہی ہے سکینہؑ یہی فاطمہؑ ہے یہی دخترِ شاہِ کرب و بلا ہے یہی ہے رقیہؑ یہی سیدہؑ ہے
وہ شامِ غریباں وہ بالی سکینہؑ کہاں شاہؑ کا سینہ کہاں وہ حزینہ عجب ہو کا عالم وہ کالی گھٹا ہے
یہ بابا کے سینے پہ ہے سونے والی یہ چھپ چھپ کے زندان میں ہے رونے والی اسی سے ہے نوحہ اسی سے عزا ہے
مدینے سے نکلی بھرے گھر کے ہمراہ مگر رہ گئی شام میں جا کے تنہا پھوپھی کو وہاں جا کے کہنا پڑا ہے
مظالم کی روئیداد اس نے سنائی اسی نے حرم کو رہائی دلائی مگر یہ خود اب تک اسیر بلا ہے

یہی ہے سکینہؑ۔۔۔۔۔

کبھی تازیانہ کبھی سیلیاں ہیں تماچے لعینوں کے اور گُھڑکیاں ہیں یہ اس کے کھیلونے یہ آب و غذا ہے
وطن کو چلے سب سوائے سکینہؑ یہ مظلوم بچی نہ پہنچی مدینہ کہاں شام و کوفہ کہاں کربلا ہے
پھوپھی ماں بہن اور لاچار بیرن بندھے سب کے بازو تو بچی کی گردن گلے سے سکینہؑ کے خوں رِس رہا ہے
رہے رونقیں مجلسِ شہہؑ کی قائم رہے جاری و ساری ماتم بھی قائم یہی سبطِ جعفرؔ کے دل کی صدا ہے

شاعر و سوز: جناب استاد سبط جعفر شہید

نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی

شاعر: حسنین اکبر — سوز: شیر از خان، سیالکوٹ	
	باپ کے غم میں سکینہؑ یوں دلاسے پائے گی جب بھی بابا کو پکارے گی طمانچے کھائے گی
	اپنے بالوں میں بسا کر اپنی تربت کے لئے باپ کے مقتل کی مٹی قید میں لے آئے گی
	کیسی غربت ہے کہ کرُتا لائیگی بے شیر کا اور سکینہؑ کی جگہ؛ ماں گوشوارے لائے گی
	جُھریاں چہرے پہ ہونگی بال سب ہونگے سفید شام تک بالی سکینہؑ فاطمہؑ بن جائے گی
	اپنے دُر کانوں میں اُس کے دیکھ کر روئے گی وہ ہاں مگر رَملا کو جتلاتے ہوئے شرمائے گی
	نیلی پڑ جائے نہ کرنیں نیلا چہرا دیکھ کر روشنی زندان میں جاتے ہوئے گھبرائے گی
	موت ہی اکبرؔ سلا پائے گی اُس معصوم کو اپنی آنکھوں میں جو میت باپ کی دفنائے گی

ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ

ایک چھوٹی سی لحد دیکھو بنا کر عابدؑ
خون رویا ہے سکینہؑ کو سلا کر عابدؑ

کیسے باباؑ نے اُٹھایا تھا بدن اصغرؑ کا
اُٹھ نہ پایا ہے سکینہؑ کو اُٹھا کر عابدؑ

پھول سے گالوں پہ کہتے ہیں طمانچوں کے نشاں
کاش باباؑ کو دکھاتی میں بٹھا کر عابدؑ

اے مسلمانوں تمھیں اَب نہ ستائے گی صدا
بولے تربت میں سکینہؑ کو سلا کر عابدؑ

دیکھ کر خوں بھرے کرتے کو بدن سے چپکا
گر گئے خاک پہ یہ نوحہ سنا کر عابدؑ

ایک چھوٹی سی لحد۔۔۔۔۔

ایک کہرام اُٹھا روئے تڑپ کر مولاؑ
اماں زینبؑ کو گلے اپنے لگا کر عابدؑ

جس طرح سنتی تھی باباؑ سے یہ بی بی لوری
ایسے تلقین پڑھی شانے ہلا کر عابدؑ

بھول نہ پائے گا مومن یہ جدائی یاورؔ
غمِ سکینہؑ کا چلے دل میں بسا کر عابدؑ

شاعر: یاور یوسفی
سوز: منور علی نومی

بشکریہ: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین

میں ہوں زندان میں تنہا، میری فریاد سنو

میں ہوں زندان میں تنہا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا دیتی ہوں صدائیں۔۔۔۔ میری فریاد سنو

شمر کے کھا کے طمانچے میں بہت روئی ہوں

تیرے سینے کے سوا بابا کہاں سوئی ہوں

ہر طمانچے پہ پکارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا نیزے پہ تو مشکل سے نظر جاتی تھی

بل پہ پنجوں کے کھڑی ہوتی تو گر جاتی تھی

گرتی ہوں دے دو سہارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

بابا آ جاتے تو سینے سے لپٹ جاتی میں

زخمی کانوں کا لہو شانوں پہ دکھلاتی میں

بابا دیکھو تو خدارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

میں ہوں زندان میں۔۔۔۔۔

جو میرے کانوں میں ننھے گوشوارے تھے
کھینچ کر شمر نے جس طرح وہ اُتارے تھے
مرنا مجھ کو تھا گوارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

مجھ کو معلوم ہے بابا نہ وطن جاؤں گی
اب تو آواز بھی صغریٰؑ کی نہ سن پاؤں گی
یہی مدفن ہے ہمارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

چند قدم بھی جسے چلنے نہیں دیتے تھے امامؑ
دشتِ غُربت سے ستم سہتی ہوئی آئی شام
چھوڑا نہ ضبط کا یارا۔۔۔۔ میری فریاد سنو

شاعر: عاصم رضوی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو

اماں مجھے زنداں کے اندھیرے سے بچالو بابا نہیں آئیں گے کلیجے سے لگالو
میں خاک پہ بیٹھی ہوں کوئی پاس نہیں ہے للہ کوئی نہر سے عمّوں کو بلالو
دِکھتا نہیں زنداں میں اندھیرا ہے ہر اک سو گرتی ہوں جدھر جاتی ہوں مجھے آ کے سمبھالو
مر جاؤں گی رو رو کے مجھے اسکی خبر ہے اس قیدِ مسلسل سے مجھے آ کے نکالو
اک روز ہوا شور صدا ہو گئی خاموش آواز یہ گونجی سرِ شبیرؑ ہٹالو
رو رو کے کہا عابدِؑ بیمار نے بابا ننھی سی قبر آ کے سکینہؑ کی بنالو

شاعر: عاصم رضوی

عامر ملک و عابد ملک

کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منا لائے

کوئی جا کے سکینہؑ کو زنداں سے منا لائے پردیس میں مادر کی نہ گود اجڑ جائے
یہ مادرِ اصغرؑ کی فریاد تھی زنداں میں یا رب نہ کسی ماں سے اولاد بچھڑ جائے
یا رب کسی قیدی کے رونے پہ نہ پہرے ہوں معصومہ کوئی ڈر کے زنداں میں نہ مر جائے
ہو خوف نہ ظالم کا اتنا کسی بچی کو جو لاش سے بابا کی چپ چاپ گزر جائے
ظالم نے سزا دی ہے بابا مجھے رونے کی زنداں سے سکینہؑ کی ہر وقت صدا آئے
کہرام ہوا برپا پھر شام کے زنداں میں جب لاش سکینہؑ کی سجادؑ اُٹھا لائے

یارب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو

یا رب کوئی معصومہؑ زنداں میں نہ تنہا ہو
پابند نہ ہوں آہیں رونے پہ نہ پہرا ہو

تھی جس کو نیند آتی شبیرؑ کے سینے پر
زنداں درِ زنداں جس کے لئے قضا ہو

زندانوں سے آتی تھی آواز سسک نے کی
جیسے کہ سکینہؑ کو زنداں رو رہا ہو

ٹکرائے نہ وہ کیوں کر زنداں کی دیواروں سے
بھائی سے اور پھوپھی سے جس کو جدا کیا ہو

ہائے شام کی گلیوں میں روتی ہے قضا جس کو
جیسے کہ سکینہؑ کا کوئی نہ جنازہ ہے

بے کفن اسے عابدؑ تنہا ہی اُٹھا لائے
کونین کا وارث ہائے جس بی بی کا دادا ہو

زندان میں اے نجفی یاد آئی سکینہؑ کی
دل رو رو کہہ رہا ہے اب نہ اجالا ہو

شاعر: افضل حسین نجفی

ہائے شام آگیا کیا مقام آگیا

اہلِ بیتِؑ نبیؐ پر عجب وقت تھا
عصرِ عاشور کو قتلِ سرورؑ کے بعد
آگ خیموں میں شہہ کے لگاتے ہوئے
یہ ملاعین سے کہتا تھا ابنِ سعد
کس کا ڈر ہے تمہیں آؤ جلدی کرو
لوٹو سادات کو اذنِ عام آ گیا

اک رسن میں بندھے سارے چھوٹے بڑے
ان میں بوڑھے بھی تھے اور کمسن بھی تھے
بیبیاں اور باقرؑ سکینہؑ بھی تھے
کچھ کے بازو بندھے اور کچھ کے گلے
کوئی تھک کر جو بیٹھا تو ظالم وہیں
تازیانہ لئے گام گام آ گیا

ہائے شام آگیا۔۔۔۔۔۔

کربلا کوفہ اور راہِ کوفہ کو بھی
کب بھلا پائے اہلِ حرمؑ جیتے جی
راہ دربار و بازار و زنداں کبھی
جس میں اشرار نے سنگ باری بھی کی
پر نہ قابو رہا جب اسی راہ میں
مشہدِ مسلمؑ تشنہ کام آ گیا

پہنچے جب شام میں لٹ کے اہلِ حرمؑ
جانے کیا بات تھی دل سنبھلتے نہ تھے
از مدینہ تا کوفہ جو لگتے رہے
زخم بھرتے نہ تھے اشک تھمتے نہ تھے
بولیں سجادؑ سے زینبِؑ خستہ تن
بیٹا سجادؑ یہ کیا مقام آ گیا

ہائے شام آگیا۔۔۔۔۔۔

رو کے سجادؑ نے یہ کہا اے پھوپھی
اس سے آگے کہیں اور جانا نہیں
اب یہیں سے رہائی ملے گی
ہمیں میرا بھی امتحاں پورا ہو گا یہیں
ہم سے بچھڑے گی بالی سکینہؑ جہاں
وہ مقام آ گیا ہائے شام آ گیا

کربلا کوفہ اور شام میں لٹ گیا
سب بھرا گھر بتولؑ اور حسنینؑ کا
چادر زینبؑ و ام کلثومؑ سے
پردہ امت کا اور دین کا رہ گیا
کاش آئے ندا جسکے تھے منتظر
سبطِ جعفرؔ وہ ذوالانتقام آ گیا

شاعر و سوز: استاد سبطِ جعفرؔ

مظلومِ کربلا کی عزادار آ گئی

مظلومِ کربلا کی عزادار آ گئی
زینبؑ برہنہ سر جو بازار آ گئی

تلوار کے بغیر لڑوں گی میں ایسی جنگ
خطبے پڑھوں گی ایسے کہ دشمن بھی ہونگے دنگ
دیکھو حسینؑ تم بھی ہمارے جہاد کو
زینبؑ ہے آج بن کے علمدارؑ آ گئی

زینبؑ نے زندگی میں نہ دیکھی کوئی خوشی
روتی ہوئی وہ شام کی راہوں میں مر گئی
تنہا لحد میں بھائی کو رونے کے واسطے
سرکار پنجتن کی وہ غمخوار آ گئی

مظلومِ کربلا کی عزادار۔۔۔۔

آیا سوال جب کبھی دین کے اصول کا
آیا ہے کام خون علیؑ و بتولؑ کا
سُنت ادا بتولؑ کی کرنے کے واسطے
شبیرؑ کی بہن جو دربار آگئی

جس کے حیا سے شمس نے خود کو چھپا لیا
ام ت شقی نے قیدی اُسی کو بنا لیا
کرب و بلا کے دشت سے بازارِ شام میں
چادر لٹا کے قافلہ سالار آگئی

محشر کے روز آئیں گی جب نائب بتولؑ
تنویرؔ یہ کہیں گے خدا سے میرے رسولؐ
زندہ رکھے ہیں جس نے ارادے حسینؑ کے
یا رب وہ میرے دین کی مددگار آگئی

شاعر: سید ضمیر الحسن تنویرؔ

سوز: استاد اکبر عباس

زینبؑ کو ماں کا فرماں

زینبؑ کو ماں کا فرماں پردیس میں رلائے
پیاسے کو کیسے پانی پیاسی بہن پلائے

بابا تو کربلا میں اُس کے شہید ہو گئے
بازو کٹا کے چاچا دریا پہ وہ بھی سو گئے
اب کون جو سکینہؑ کو شمر سے بچائے

یارب کسی کی بیٹی نہ ایسے ہو ستائی
نہ سامنے بہن کے ہو قتل کوئی بھائی
پیاسے کا گھر نہ کوئی پردیس میں جلائے

ڈھونڈا بہت ہے شاہؑ نے صحرا میں ابنِ شبّرؑ
قاسمؑ کو جب سمیٹا بولے حسینؑ رو کر
یہ لاش لے کے خیمے شبیرؑ کیسے جائے

زینبؑ کو ماں کا فرماں۔۔۔۔۔

احمدؐ کی بیٹیوں کے بلوے میں سر کھلے ہیں
سر کو جھکائے عابدؑ خاموش چل رہے ہیں
سجادؑ کی اسیری کائنات کو رلائے

پُرسے کی اس جہاں میں ہر رسم ہے بتاتی
مرتا ہے جب بھی کوئی دنیا حسنؔ ہے جاتی
لیکن غریب زہراؑ خود پُرسہ لینے آئے

شاعر: حسنؔ رضا

سوز: اکبر عباس

مقتل سے جو نکلی تو دیا بن گئی زینبؑ
زینبؑ نہ رہی کرب و بلا بن گئی زینبؑ
گو عصر تلک تھی وہ لہو کی طرح خاموش
گونجی تو بہتر کی صدا بن گئی زینبؑ

میر احمد نویدؔ

ہائے خاک ہے سر میں

ہائے خاک ہے سر میں زینبؑ ہے سفر میں کب ہو گی رہا قید سے کب جائے گی گھر میں	شاعر و سوز: اختر حسین اختر
بکھرے ہوئے بالوں سے منہ ڈھانپ لو بی بی ماحول شرابی ہے تیری راہ گزر میں	
تھے تن پہ پھٹے کپڑے اور کان بھی زخمی عابدؑ نے اتارا جو سکینہؑ کو قبر میں	
ایک وقت تھا شہزادی تھی ہائے کوفہ کی زینبؑ کس حال میں آئی ہے بابا کے شہر میں	
تاریخ تیری جنگ کو دہراتی رہے گی اصغرؑ جو لڑی تو نے ننھی سی عمر میں	
جس پردے کا ضامن تھا عباسِؑ دلاور ہے زخم اسی پردے کا عابدؑ کے جگر میں	
شبیرؑ کے ماتم سے ہائے روکنے والو زینبؑ کی یہ سنّت ہے مومن کی نظر میں	

آگئی بنتِ علیؑ بے رداہاتھ بندھے

آگئی بنتِ علیؑ بے رداہاتھ بندھے بھرے بازاروں میں
جس نے سورج نہ کبھی دیکھا تھارورہی ہے وہ گناہگاروں میں

کون جانے کہ یہ ہیں کون رسن پہنے ہوئے
بے رداروتی ہے سجادؑ کے پیچھے چھپ کے
سسکیاں ڈوبی ہیں جِس بی بی کی ہائے زنجیر کی جھنکاروں میں

ہائے زہراؑ تیری قسمت نہ ملا حق تجھ کو
ایسی تعظیم تیری کی ہے مسلمانوں نے
تیرا حق مانگنے آئی زینبؑ ایک مے نوش کے درباروں میں

کہاں زینبؑ اور کہاں شام میں لوگوں کا ہجوم
سر برہنہ اُونچی آواز میں خطبے پڑھنا
ذکرِ مرسل کا حوالہ دے کر چادریں مانگنا بدکاروں میں

آگئی بنتِ علیؑ۔۔۔۔

آگ خیموں کو لگی اور تھے سجادؑ بے ہوش
رو رو عبّاسؑ کو دیتی تھی صدائیں زینبؑ
لُوٹ لو چادریں سیدانیوںؑ کی شور برپا تھا ستمگاروں میں

کِس طرح بالی سکینہؑ آج بابا کے بغیر
سو گئی چین سے تنہائی میں روتے روتے
ہچکیاں دب گئیں معصومہؑ کی ہائے زندان کی دیواروں میں

جِس جگہ مجلسِ شبیرؑ ہو برپا اخترؔ
چھوڑ کر بقیہ وہاں روتی ہے زہراؑ آ کے
بال کھولے ہوئے سر پیٹتی ہے اپنے پیاروں کے عزاداروں میں

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

نیزوں پہ آئی کربلا

نیزوں پہ آئی کربلا ہائے شام کے بازار میں آ دیکھ آ کر اے خدا ہائے شام کے بازار میں
کھوجتا پھرتا تھا میں ہے کون تو کیسا ہے تو ڈھونڈتا پھرتا تھا میں قریہ بہ قریہ کو بہ کو اے خدا تو مل گیا ہائے شام کے بازار میں
آئے جب زین العباؑ تھا ہر طرف اک شور سا کیا انبیاء کیا اولیاء سب دے رہے تھے یہ صدا زندہ خودی زندہ خدا ہائے شام کے بازار میں
اپنی سانسیں کہہ رہا ہے جس کی سانسوں کو خدا اپنی آنکھیں کہہ رہا ہے جس کی آنکھوں کو خدا خون روتا ہی رہا ہائے شام کے بازار میں
کیا عمامہ کیا ردا اے گریائے زین العباؑ لُوٹ سے ہے کیا بچا شام غریباں کی بتا جو لٹانے آ گیا ہائے شام کے بازار میں

نیزوں پہ آئی کربلا۔۔۔۔۔

ہیں دلیلِ کبریا ہم ہی خدا کے ہیں امیں کہہ دیں ہے تو ہے ہے وہ کہہ دیں نہیں تو وہ نہیں خطبۂ زینبؑ یہ تھا ہائے شام کے بازار میں
کس کے بازو تھے رسن میں کس کا سر تھا بے ردا اے خدا میرے خدا پھر شکلِ زینبؑ میں بتا تو نہ تھا تو کون تھا ہائے شام کے بازار میں
غربت کا سماں یہ دور تک اُڑتا غبار اے خدا یہ شام کی وادی بنے میرا مزار تھی زینبؑ کی دعا ہائے شام کے بازار میں
لا الہ گر بچ گیا تھا کربلا میں اے نویدؔ سیدِ سجادؑ سے کوئی تو یہ پوچھے نویدؔ کیا بچانے آیا تھا ہائے شام کے بازار میں

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے

بازار ہے پتھر ہیں زینبؑ کا کھلا سر ہے
ہر زخم پہ شکرانہ زینبؑ کے لبوں پر ہے

اک گریہ خونیں کی جاتی ہی نہیں لالی
سجادؑ کی آنکھوں کو دیکھا ہی نہیں خالی
یا خون ہے آنکھوں میں یا شام کا منظر ہے

لٹکا درِ کوفہ پر دیکھا ہے کوئی لاشہ
کیوں چوب سے محمل کی زینبؑ نے ہے سر مارا
اے وقت لہو سے کیوں زینبؑ کی جبیں تر ہے

یہ شورِ بُکا کیا ہے ماتم کی صدا کیا ہے
توحید بچائے جو وہ کرب و بلا کیا ہے
یا ہے سرِ سرورؑ یا زینبؑ تیری چادر ہے

بازار ہے پتھر ہیں۔۔۔۔۔

لے شامِ غریباں سے پُر حول بیاباں تک
بازار سے کوفہ تک دربار سے زنداں تک
بے رحم طمانچے ہیں اور شاہؑ کی دختر ہے

ٹکراتی ہے سر اپنا جائے تو کہاں جائے
معصوم سکینہؑ کو غش آئے کہ موت آئے
اُس کے لئے زنداں میں بس خاک کا بستر ہے

وہ قلب تھے کیسے جو جاں لے گئے سرورؑ کی
پتھر تو وہ ہے جس نے پتھر کی حیا رکھی
اے سنگِ حلب تجھکو کیسے کہوں پتھر ہے

جو بڑھ کے ہر اک دُرّا خود پُشت پہ کھاتی ہے
خود خوں میں نہاتی ہے زینبؑ کو بچاتی ہے
ہاں یہ ہے وہی فضّہؑ قنبر کی جو ہمسر ہے

بازار ہے پتھر ہیں۔۔۔۔

کیوں ہائے حسینہؑ کا اک شور سا اٹھتا ہے
سر غازیؑ کا نیزے سے کیوں خاک پہ گرتا ہے
غازیؑ کی بہن شاید بلوے میں کھلے سر ہے

مقتل نے خدا جانے کیا چھین لیا اس کا
اک ہاتھ کلیجے پر رہتا ہے دھرا جسکا
لگتا ہے مجھے شاید یہ مادرِ اکبرؑ ہے

اک کرب و بلا اوّل اک کرب وبلا آخر
کہتے ہیں نویدؔ اُس کو شبیرؑ جو ہے ظاہر
اور جو پسِ پردہ ہے وہ زینبِؑ مضطر ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ　　　ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین، کراچی

مجھ سے لو گو علیؑ کا بدلہ لو

مجھ سے لو گو علیؑ کا بدلہ لو وہ ہے زینبؑ بنیؐ کی بیٹی ہے
کلمہ پڑھ پڑھ کے سنگ مارو مجھے یہ رقیہؑ علیؑ کی بیٹی ہے

کھولو زینبؑ کے بازؤں سے رسن رسیوں سے میرا گلا باندھو
جس کو گلیوں میں تم نے کھینچا تھا دیکھو یہ اُسی کی بیٹی ہے

غازی عبّاسؑ کی بہن ہے یہ سنگ برساؤ یا ردا کھینچو
اس کو زندہ زمیں میں گڑنا ہے یہ خدا کے ولی کی بیٹی ہے

جو بھی پتھر ہیں آج ہاتھوں میں مجھ پر برساؤ کہ میں حاضر ہوں
جس کے پہلو پہ در گرایا تھا یہ اُسی ماں دُکھی کی بیٹی ہے

تازیانوں کی زد پہ جب آئی تو کہا اُس نے شامیوں سے نویدؔ
جس کا احسان کائنات پہ ہے یہ ہی اُس سخی کی بیٹی ہے

شاعر: میر احمد نویدؔ

سوز: استاد اکبر عباس

بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں

بازار میں ستمگر زینبؑ کو لا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ
آلِ نبیؐ کو ظالم در در پھرا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

سیدانیاںؑ تو شہہؑ کے ماتم میں رو رہی ہیں
اور بے حیا ستمگر خوشیاں منا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

اِک اشک پر ہیں جن کے دونوں جہان صدقے
ہنس ہنس کے شام والے اُن کو رولا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

بے خوف ہو کے ظالم غاصب غلام زادے
شہہؑ کی یتیم بچی پہ ظلم ڈھا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

بیمار ساربان سے گھبرا کے بولی زینبؑ
ہم بے ردا کھُلے سر دربار جا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

اِک ماں تڑپ تڑپ کے فریاد کر رہی ہے
سجادؑ کے ستمگر دُرے لگا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

پھر وقت آ گیا ہے دنیا میں آج گوہرؔ
اہلِ ستم جہاں میں پھر سر اُٹھا رہے ہیں عباسؑ کو بلاؤ

شاعر: گوہرؔ جارچوی

خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبروزینبؑ

خیالِ فاطمہؑ دیں کی ہے آبروزینبؑ علیؑ امام کی سجدوں میں آرزوزینبؑ
ہے ''ز'' سے زینتِ اجداد ''ی'' سے یکتا ہے تو ''ن'' سے یہ نبوت کی محسنہ ٹھہری جو ''ب'' کے راز کو کھولوں تو ''ب'' علیؑ مولا تھی بابِ علم کی بیٹی معلمہ ٹھہری نساء میں فاطمہ زہراؑ ہے ہو بہو زینبؑ
مجھے حسینؑ کی بے مثل سجدہ گاہ کی قسم کہیں نہ ہوتیں نماز و قرآن کی باتیں بتوں کی پوجا بھی پھر سے بحال ہو جاتی نہ کرتے لوگ دہر میں ایمان کی باتیں سنانے خطبے جو جاتی نہ کو بہ کو زینبؑ
جنابِ اکبرؑ ذی جاہ کی پرورش کر کے مقامِ آمنہؑ خالق سے پا گئی بی بیؑ جنابِ عابدِؑ بیمار کی بقاء کے لئے دیارِ شام میں سر ننگے آگئی بی بیؑ علیؑ کی طرح تھی باطل کے روبرو زینبؑ
عجیب عالمِ غربت تھا شام میں لوگو رسن میں قید تھی بالوں سے منہ چھپائے ہوئے چہار سمت سے ہونے لگی تھی سنگ باری ہوئی جو داخلِ بازار سر جھکائے ہوئے بچاتی دین کو ہو گئی لہو لہو زینبؑ

خیالِ فاطمہؑ۔۔۔۔۔

ہجومِ عام سے گزری تو ایک عورت نے علیؑ کی بیٹی کو پتھر اٹھا کے مارا تھا بہا جو خون تو چہرے پہ اک نقاب بنا یہ پردہ دار کی فتح کا اک اشارہ تھا چلی تھی جانبِ دربار سرخ رو زینبؑ
جنابِ سیدِ سجادؑ ایک دن لو گو چلے تو گر پڑے اگلا قدم اٹھا نہ سکے یوں شمر لع کوڑے کو لہراتا آ گیا یکدم حرم ضعیف کو ملعون سے بچا نہ سکے عجیب یاس سے تکتی تھی چار سو زینبؑ
کبھی سکینہؑ کو دیتی رہی دلاسے تو کہیں ربابؑ کا غربت میں غم بٹاتی تھی کبھی سجادؑ کے اشکوں کو صاف کرتی تھی کہیں وہ فرواؑ کو اپنے گلے لگاتی تھی بڑی کٹھن تھی جو کرتی تھی جستجو زینبؑ
دیارِ غیر میں توقیرؔ پردے داری کو بتولؑ زادی نے کچھ اس طرح بچایا تھا نقاب بالوں کا منہ پر تو سر پہ خاکِ شفا زباں پہ لہجہ ءِ شیر خداؑ سجایا تھا علیؑ کے لہجے میں کرتی تھی گفتگو زینبؑ

شاعر: توقیر کمالوی

سوز: وحید کمالوی

بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی

بنتِ زہراؑ کے کھولے سر سے جدا قید رہی
سال بھر مالِ غنیمت میں رِدا قید رہی

کر لیا لوگوں نے عباسؑ کے سر کو قیدی
ہائے یوں فاطمہ زہراؑ کی دُعا قید رہی

سر کے بالوں میں جمی، پیروں کے چھالوں میں چھپی
ساتھ ہر قیدی کے یوں کرب و بلا قید رہی

وقت نے روضے میں زنداں کو بدل ڈالا مگر
وہ جو قیدی تھی وہ بچی تو سدا قید رہی

شامِ بازار میں ٹھہری رہی عابدؑ کی حیات
زندگی ایک ہی منزل میں سدا قید رہی

پوچھا عبداللہ نے جب شام کا سب حالِ سفر
جانے کس دل سے یہ زینبؑ نے کہا! قید رہی

فرشِ ماتم پہ دُعا ہوتی کہ ماتم اکبرؔ
آنکھ بہتی رہی ہونٹوں پہ دُعا قید رہی

شاعر: حسنین اکبر

سوز: اصغر خان

یہ کس نے کہا بے کس ولاچار ہے زینبؑ

یہ کس نے کہا بے کس ولاچار ہے زینبؑ
عباسؑ کہیں حیدر کرارؑ ہے زینبؑ

آجائے گا پھر لوٹ کے حیدرؑ کا زمانہ
بچوں کی طرف ایک قدم بھی نہ بڑھانا
اے شام غریباں ابھی بیدار ہے زینبؑ

اے ظالم کہاں اب یہ تیرا راج رہے گا
نہ تخت رہے گا نہ تیرا تاج رہے گا
مظلوموں کے لشکر کی علمدار ہے زینبؑ

وہ دیکھ چلی زینبیؑ خطبات کی تلوار
وہ دیکھ تہہ وبالا ہوا شام کا دربار
حیدرؑ کی طرح بر سرِ پیکار ہے زینبؑ

یہ کس نے کہا۔۔۔۔

جو ثانیِ زہراؑ ہے مشیت کی نظر میں
خود جس کیلیئے منزلیں رہتی ہیں سفر میں
وہ اعلیٰ نسب قافلہ سالار ہے زینبؑ

وہ دیکھ دعا ہو گئی مظلوموں کی مقبول
شبیرؑ کا قاتل نظر آنے لگا مقتول
غازیؑ کی بہن ہے بڑی جیدار ہے زینبؑ

بے موت مرا جاتا ہے ہر غاصب و غدار
باطل کیلیئے گرم ہوا موت کا بازار
اس وقت یقیناً سرِ بازار ہے زینبؑ

ہوں لاکھ مخالف یہ زمانے کے ستمگر
ممکن نہیں اس غم کو کوئی روک لے گوہرؔ
احمدؐ کے نواسے کی عزادار ہے زینبؑ

شاعر: گوہرؔ جارچوی

اُن بیبیوں کا رتبہ

اُن بیبیوں کا رتبہ پوچھے کوئی خدا سے جن بیبیوں کے بیٹے گزرے ہیں کربلا سے
مقتل میں ہر مجاہد کہتا تھا ہاتھ اُٹھا کے جینا تیری رضا سے مرا تیری رضا سے
صغریٰؑ نے اس بھروسے ہر قافلے کو دیکھا شاید کوئی مسافر آیا ہو کربلا سے
اے شیر خوار کرلے ماں کو سلامِ آخر تجھ کو بلا رہے ہیں تیرے لہو کے پیاسے
کوفے کے پاس آکر کہتی ہے شاہزادی کوئی گلہ نہیں ہے اِس شہرِ بے وفا سے
اخترؔ کو اس جہاں میں اخترؔ کو اُس جہاں میں کوئی کمی نہیں ہے مولا تیری دعا سے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

سوز: ضمیر جعفری

زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ

زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ
اے کلمہ پڑھنے والوں نہ بازار سجاؤ

مصداقِ یُریداللہ نواسی ہے نبیؐ کی
حسنینؑ کی ہمشیر ہے بیٹی ہے علیؑ کی
کچھ خوفِ خدا لوگو کرو پردہ بناؤ

کتنے ہی درد لے چلی کرب و بلا سے
رنگ لال ہوا بالوں کا امت کی وفا سے
پتھروں سے نہ مارو یہ ستم لوگوں نہ ڈھاؤ

سن لو یہ آ رہی ہے اذانوں کی صدائیں
زہراؑ کی بیٹیوں کے نہیں سر پہ ردائیں
یہ اجرِ رسالتؐ ہے مسلمانوں بتاؤ

زینبؑ ہے سر۔۔۔۔۔

مظلوم کی بیٹی پہ یتیمی کا یہ عالم
بہلاتے تمانچوں سے رہے بی بیؑ کو ظالم
معصومہؑ ہے پیاسی اسے پانی تو پلاؤ

روتا ہے لہو عابدِؑ بیمار کو دیکھو
ہے طوق و رسن قافلہ سالار کو دیکھو
زخمی ہے زیادہ یوں نہ زنجیر ہلاؤ

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

اُسی کے سینے میں دم تھا اُسی کے گلے میں تھا زور
جو یا حسینؑ کی آواز اُٹھا سکی زینبؑ
نویدؔ انبیا اس کے لیے ہیں شکر گزار
زمیں پہ فرشِ عزا جو بچھا سکی زینبؑ

احمد نویدؔ

یہ زینبؑ نے اعلان کیا

ان جکڑے ہوئے ہاتھوں کی قسم غازیؑ کی بہن کا وعدہ ہے

ماتم ہو گا ماتم ہو گا ماتم ہو گا ماتم ہو گا

یہ زینبؑ نے اعلان کیا بازاروں میں درباروں میں

بھائی کا میرے ماتم ہو گا بازاروں میں درباروں میں

نہ تخت رہا نہ تاج رہا نہ ظلم رہا نہ راج رہا

اک شور ہے ماتم داری کا بازاروں میں درباروں میں

نہ قاتل ہے نہ باطل ہے اے دنیا آ کے دیکھ ذرا

شبیرؑ کے ماتم کی ہے صدا بازاروں میں درباروں میں

ہم ڈھوک کے سینہ کہتے ہیں ہم رُکنے نہیں دینگے ماتم

ہر حال میں یہ ماتم ہو گا بازاروں میں درباروں میں

یہ سینے نہیں دیواریں ہیں یہ ہاتھ نہیں تلواریں ہیں

لو آ گیا لشکر زینبؑ کا بازاروں میں درباروں میں

یہ زینبؑ نے اعلان۔۔۔۔۔۔

او شامیوں ہمت ہے رو کو مظلوم بہن کو بھائی کا
ہم دینے آئے ہیں پُرسہ بازاروں میں درباروں میں

دے حکم اگر تو شہزادی ان بہتے ہوئے اشکو کی قسم
ہم خوں کا بچھا دیں فرشِ عزا بازاروں میں درباروں میں

اس شام کے اس بازار سے ہی یہ کہہ کر گزری تھی زینبؑ
غازیؑ کا علم لہرائے گا بازاروں میں درباروں میں

پابندِ رسن مجبور ہوں میں اے شیعہ کھلے ہو ہاتھ تو پھر
شبیرؑ کا تم ماتم کرنا بازاروں میں درباروں میں

زینبؑ کی تمنا ہے گوہرؔ ہو ایسا قیامت کا ماتم
خود دیکھنے آئے کرب و بلا بازاروں میں درباروں میں

شاعر: گوہرؔ جارچوی
سوز: منور علی نومی

زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے

شعر	
زینبؑ کا شام میں جانا سجادؑ نہ بھولے زندان کا وہ ویرانہ سجادؑ نہ بھولے	
یاد رہا عابدؑ کو وہ منظر بنتِ علیؑ تھی ہائے کھلے سر سادات کا درّے کھانا سجادؑ نہ بھولے	
ایک رسن میں بارہ گلے تھے اہلِ حرم دربار چلے تھے پتھروں کا سر پہ آنا سجادؑ نہ بھولے	
زینبؑ پہ دشوار گھڑی ہے بھیڑ میں بے پردہ کھڑی ہے زینبؑ کا اشک بہانا سجادؑ نہ بھولے	
زندان کی تاریک فضائیں یاد رہی بچوں کی آہیں دکھیا کی قبر بنانا سجادؑ نہ بھولے	
قید کو عابدؑ بھول نہ پائے بین سکینہؑ کے یاد آئے مظلومہؑ کو دفنانا سجادؑ نہ بھولے	
ہائے محبؔ پیاسے وہ بچے خاک پہ جو اونٹوں سے گرے تھے پیروں میں اُن کا آنا سجادؑ نہ بھولے	شاعر: محبِ فاطمہ

علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ

علیؑ کے لہجے میں بنتِ زہراؑ پیامِ حق یوں سنا رہی ہے
ضمیرِ آدم پکار اُٹھا صدائے معبود آ رہی ہے

ہمک کے گردن پہ تیر لے لو چراغِ احمدؐ بجھے نہ اصغرؑ
یہی تو ایک روشنیٔ حق ہے جسے یہ دنیا بُجھا رہی ہے

چمکتی تیغوں میں لال اپنے نہ بھیجو زینبؑ انہیں نہ بھیجو
پڑے ہیں کُشتوں کے ڈھیر رن میں اجل کھڑی مسکرا رہی ہے

جو ہو سکے تو اے امِ لیلیٰؑ پسر کی میت پہ تم نہ جانا
سِناں کا پھل گھر بنا چکا ہے جوانی منّت بڑھا رہی ہے

پڑی ہے خیموں میں لوٹ اکبرؑ گوہر سکینہؑ کے چِھن رہے ہیں
کہاں ہو عباسؑ عونؑ و قاسمؑ سکینہؑ تم کو بلا رہی ہے

آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے

آسماں کانپ رہا ہے زمیں تھراتی ہے
بھرے بازار میں بے پردہ نبی زادیؑ ہے

اشک آنکھوں میں ہے ہاتھوں میں رسن خاک بسر
ہائے کس حال میں کونین کی شہزادی ہے

جب یہ اعلان سنا روئی تڑپ کر زینبؑ
غازیؑ عبّاسِ دلاور کی بہن آتی ہے

ہائے یہ کون سے قیدی ہیں کہ جن کے غم میں
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

کوئی زینبؑ کی مدد کے لئے آتا ہی نہیں
دے کے غازیؑ کو صدا خود ہی تڑپ جاتی ہے

آسماں کانپ رہا۔۔۔۔

جس کی آواز رولاتی ہے لہو عابدؑ کو
کون ہے محوِ فغاں کون یہ فریادی ہے

ہائے یہ کیسی یتیمی ہے کہ شہہؑ کی بیٹی
باپ کی یاد میں رونے پہ سزا پاتی ہے

سن کے یہ بات کے دربار میں جانا ہے ابھی
غمزدہ بنتِ علیؑ اور بھی گھبراتی ہے

شہزادی کا میری راج وہاں پر گوہرؔ
کل بھی تھا آج بھی وہ شام کی شہزادی ہے

شاعر: گوہرؔ جارچوی

سوز: منور علی نومی

شام کا بازار روئے پردے دار

شام کا بازار روئے پردے دار ہاتھ و گردن میں رسن ہے پاؤں میں ہے خار
مارتے تھے عابدِؑ مظلوم کو پتھر شقی کھینچ کر زنجیرِ عابدؑ ہنستے تھے اعدا سبھی ایک صدا گونجی فضاء میں آ گیا بازارِ شام پڑ گئی اہل حرم میں واحسینا کی پکار
عزمِ سرورؑ دینِ احمدؐ کی علم بردار تھی بعد غازیؑ کربلا سے قافلہ سالار تھی گزری ہر لاشے سے زینبؑ شہہؑ کے لاشے پر گری لاشۂ سرورؑ سے اٹھنا تھا بہت دشوار
منہ کے بل بالی سکینہؑ ریت پر جس دم گری بانوئے مضطر کی نظریں نوک نیزہ پر پڑی صبر کے آنسوں گرے شبیرؑ کے سجادؑ پر جھک گیا اس بوجھ سے پھر صبر کا پروردگار

شام کا بازار روئے۔۔۔۔۔

کچھ قدم پر رہ گیا تھا منزلِ ظلمت کدہ جس جگہ کرنا تھا عابدؑ کو کلامِ حق ادا کھینچ کر لائے گئے دربار میں آل عباء بے ردا آل نبیؐ تھے اور تماشائی ہزار
رو رہا تھا طوقِ عابدؑ چوم کر خونِ حسینؑ آہنی زنجیر بھی سجادؑ سے کرتی تھی بین بیڑیوں کی بے بسی بھی کہہ رہی تھی یا حسینؑ تازیانوں سے صدائیں آرہی تھیں بار بار
کس قدر بالی سکینہؑ پہ ہوئے ظلم و ستم روک نہ پایا کوئی سجادؑ کے بڑھتے قدم ہے یقین ظالم کا ہو گا اس جہاں میں احتساب ہم امام وقت کا بس کر رہے ہیں انتظار

بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا

بنتِ علیؑ بازار میں ہے بے ردا میرے خدا
کیسا غضب کیسا ستم یہ ہو گیا میرے خدا

آیا تھا ایک منظر لیلیٰؑ کے سامنے
کڑیل جواں کھڑا تھا مرنے کے واسطے
کیسے کہے اکبرؑ تجھے ماں الوداع میرے خدا

ایسا شہید رن میں کوئی نہیں ہوا
جیسا شہید قاسمؑ مقتل میں ہو گیا
روندا گیا ٹکڑے ہوا گھڑی بنا میرے خدا

جلتا رہا ہے جھولا روتی رہی ہے ماں
اصغرؑ تمہیں سلانے ماں جائے گی کہاں
جلتی زمیں بستر تیرا کیوں ہو گیا میرے خدا

بنتِ علیؑ بازار میں ہے۔۔۔۔۔

کیسا یہ امتحاں تھا کیسی تھی وہ گھڑی
یلغار قاتلوں کی ننھی لحد پہ تھی
نیزوں سے جب اصغرؑ کو بھی ڈھونڈا گیا میرے خدا

پردے کا پاسباں تھا عباسؑ باوفا
وہ بھی کٹا کے بازو دریا پہ سو گیا
کوئی نہیں زینبؑ کو دے جو آسرا میرے خدا

کرتا رہا ہے ماتم صدیوں سے یہ جہاں
دیتا رہا صدا یہ ماتم کا ہر نشاں
بارہ علیؑ سارے ولی تیرا پتہ میرے خدا

شاعر: سید عاصم رضوی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

رہنمائی: استاد اکبر عباس، لاہور

اے غیرتِ مریمؑ

اے غیرتِ مریمؑ تیرا بازار میں جانا نہ بھول سکے گا اسے تا حشر زمانہ
آہ زینبؑ و کلثومؑ کی چھنتی ہیں ردائیں جاؤ ارے لوگوں میرے غازیؑ کو بلانا
تو دخترِ زہراؑ ہے نواسی ہے نبیؐ کی سر ننگے تیرا شام کے بازار میں جانا
اب خاک پہ سوئے گی سکینہؑ تیری کیسے تھا تونے سکھایا اسے سینے پہ سلانا
مر جاتے ہیں شوہر تو پناہ دیتے ہیں بھائی کبراؑ کہاں جائے نہ رہا کوئی ٹھکانہ
اٹھتی نہیں بابا سے تیری لاش علی اکبرؑ تھا تونے ہی بیٹے میرے لاشے کو اٹھانا
جس در پہ سلامی دیا کرتے تھے شبیرؑ رک جاؤ مسلمانوں وہی گھر نہ جلانا

بنتِ زہراؑ بھرے بازاروں سے

بنتِ زہرہ بھرے بازاروں سے کیسے گزری ہے بے ردا لوگوں ہوئے رخصت حسینؑ کربل سے اُس کا ہر گام کربلا لوگوں
کُلِ ایمان کی یہ زینت ہے مثلِ زہراؑ رسولؐ کی بیٹی اس کا دربارِ میرِ شام آنا یہ قیامت ہے باخدا لوگوں
داغِ ہذیان بھی مٹایا ہے دین ناناؐ کا بھی بچایا ہے دخترِ ناطقِ قرآن بن گئی تیس پاروں کا حاشیہ لوگوں
جلتے خیموں کے اونچے شعلوں سے کیسے سجادؑ کو بچایا ہے کیوں نہ ممنون ہو خدا ان کا یہ امانت کا آسرا لوگوں
ہائے چودہ سو میل میں پیدل ہر گلی موڑ اور بازاروں میں اُس کی عباسؑ پر نگاہیں تھیں اور اشکوں کی انتہا لوگوں
فیض عمرانؔ لکھ تو بی بیؑ کا اُس کے خطبوں سے دین باقی ہے مجلسِ ماتم اور یہ گریا سب اسی کی ہے یہ عطا لوگوں

شاعر: عمران حیدر

سوز: ارشاد

قُل کَفَیٰ محوِ سفر تھی

"قُل کَفَیٰ" محو سفر تھی" اِنَّمَا "ابھی ساتھ تھی
بے کفن کا سر چلا تو بے ردا بھی ساتھ تھی

قبرِ سرورؑ پہ بہن بھائی کا کرتا لائی تھی
شام کا منظر بھی تھا اور کربلا بھی ساتھ تھی

اکبرؑ و اصغرؑ کو لے کر ساتھ سوئے یوں حسینؑ
ابتداء بھی ساتھ تھی اور انتہا بھی ساتھ تھی

بھائی کے مقتل کی مٹی بہن کی چادر ہوئی
شام کے زندان میں خاکِ شفا بھی ساتھ تھی

شام کی جانب چلا جب کاروانِ سیّدہؑ
سر بریدہ ہی سہی لیکن وفا بھی ساتھ تھی

شاعر: سید محسن عقیلؔ نوحہ خواں سنگت: ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے

یہ راز کیا ہے دنیا کے بنانے والے
بے سہارا ہے تیرا دین بچانے والے

تھا وہ دربار مگر لوگ وہی تھے نانا
تجھ پہ ہذیاں کا جو الزام لگانے والے

کوفہ اور شام کا دستور نرالا دیکھا
قتل کرتے ہیں وہ مہمان بلانے والے

کیوں لرزتی ہے زمیں اور اداسی کیوں ہے
کون ہے شام کے بازار میں آنے والے

ڈر کے ظالم کے تماچوں سے سکینہؑ نے کہا
اب تو آجاؤ ہمیں پانی پلانے والے

سوز: اکبر عباس

ذرا سوچو اگر زینبؑ نہ ہوتی

کہاں ہوتا نظامِ دینِ قدرت، تقدس بہنوں کا نہ ماں کی عزت
مقدر ذلت و رسوائی ہوتا، فنا ہو جاتی ہر بشر کی غیرت

یزیدی فکر کا طوفان ہوتا، حقیقی دین کا فقدان ہوتا
خود اپنے آپ سے قسم با خدا، بہت شرمندہ یہ انسان ہوتا

جو اس کے خطبوں کا اثر نہ ہوتا، یزدیوں کو کچھ بھی ڈر نہ ہوتا
بھلا ہی دیتی دنیا کربلا کو، یہ ماتم آج یوں گھر گھر نہ ہوتا

دیکھائی راہ بخشش کے نشاں کی، جو خود ہے لامکاں اُس کے مکاں کی
قرآنِ صبر تو شبیرؑ ٹھہرا، ہاں ہوتی کون یٰسیں اِس قرآں کی

ہاں کس کی بے ردا تشہیر ہوتی، سروں پہ چادرِ تطہیر ہوتی
بنا کر کون نا ممکن کو ممکن، شریکِ مقصدِ شبیرؑ ہوتی

امامت کا حسیں کردار بن کر، سراپا حیدرِ کرار بن کر
ردا سے کاٹ کر بیعت کی گردن، یوں آتی کون ذوالفقار بن کر

سلامتؔ ہر قدم پہ ظلم سہہ کے، جو آئی ظلم کے کانٹے سمیٹے
مٹا کے نسل اپنی راہِ حق میں، ہاں دیتی کون اپنے دونوں بیٹے

شاعر: سلامت فیروز

نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین ۲۰۰۲

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے
بنتِ زہراؑ ترے پردے کا خیال آتا ہے

درمیاں لاشوں کے تنہا نظر آتے ہیں حسینؑ
جبکہ عاشور کے سورج پہ زوال آتا ہے

موت کس سوچ میں ہے لاشہِ اکبرؑ پہ کھڑی
کیا پیمبرؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے

یہ علمدار کا بیٹا ہے کہ پانی جو ملے
جا کے بیمار کی زنجیروں ڈال آتا ہے

بڑھ کے عباسؑ کلیجے سے لگا لیتے ہیں
جب سکینہؑ کی یتیمی کا خیال آتا ہے

جب کبھی غیرتِ۔۔۔۔۔

نیام میں رہنے دو تلوار حسینؑ ابنِ علیؑ
موت کی بات کو اصغرؑ تیرا ٹال آتا ہے

مٹھیاں بھینچ کے پھیری ہے زباں ہونٹوں پر
آج ششماہِ کو حیدرؑ کا جلال آتا ہے

اے خلافت! ہمیں حق چھننے کا افسوس نہیں
بس گواہوں کی شرافت کا خیال آتا ہے

اس کی تعریف ہے یہ کہ ہے سگِ بابِ بتولؑ
ورنہ اخترؔ کو کہاں کوئی کمال آتا ہے

شاعر: اخترؔ چنیوٹی

علیؑ کی بیٹی تیری غریبی

علیؑ کی بیٹی تیری غریبی سوال چادر جواب پتھر
پھرا رہے ہیں تمہیں مسلماں بنا کے قیدی زمیں پہ در در

رسن میں بازو بندھے ہیں بی بی سفر کی مٹی ہے تیرا پردا
کوئی نہیں ہے جو لا کے دے دے نبیؐ کی بیٹی کو ایک چادر

نہ کوئی محمل نہ ہے عماری سفر یہ کیسا ہے کربلا سے
قدم قدم چل کے رو رہی ہے قضا سے غیرت لپٹ لپٹ کر

سجا ہوا ہے ہر ایک کوچہ گلی گلی میں کیا چراغاں
عجب نہیں کہ تڑپ رہیں ہوں علیؑ کی مسند نبیؐ کا منبر

صدائیں دیتا رہا منادی ہیں سارے باغی ہیں سارے باغی
پکارا غازیؑ کو تو نے رو کر کبھی صدا دی اے میرے اکبرؑ

اذان دیتا تھا جب مؤذن جو نام لیتا تھا مصطفےٰؐ کا
جگر کو تھامے رسول زادی یوں خون روتی رہی زمین پر

گزرنا مومن تو سر جھکا کر کبھی جو جانا ہو شام و کوفہ
برہنہ سر تھی علیؑ کی بیٹی کوئی نہیں تھا مدد کو یاورؔ

شاعر: یاورؔ رسوئی
نوحہ خواں سنگت: ناصر اصغر پارٹی، انجمن شباب المومنین
سوز: منور علی خان (لوی)

رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤ نگی

رہائی ہو گی تو تیری قبر پہ آؤ نگی
حسینؑ حال تمہیں شام کا سناؤ نگی

یہ شام والے کریں چاہے صد ہزار ستم
نہ لڑ کھڑائیں گے بھیا تیری بہن کے قدم
علیؑ کی بیٹی ہوں بن کر علیؑ دکھاؤ نگی

میں بھُول سکتی ہوں اپنی ردا کا لُٹ جانا
یوں نسل جعفرِ طیارؑ کا بھی مٹ جانا
کسی گھڑی نہ تیری بےِ کسی بھلاؤ نگی

نظر کے سامنے ہو گا تمہارا زخمی بدن
کبھی بنوں گی علیؑ اور کبھی بنوں گی حسنؑ
تیرا پیام میں کچھ اِسطرح پھیلاؤ نگی

رہائی ہو گی تو۔۔۔۔۔

کچھ اسطرح سے کرونگی تلاوت قرآں
نمازی مانے گا شبیرؑ تم کو سارا جہاں
بغیر تیغ کے میں انقلاب لاؤں گی

میرے عباسؑ سے کہدو تمہیں خُدا کیلیئے
بہن کا وعدہ ہے غازیؑ تیری وفا کیلیئے
گلی گلی میں تیرا میں علم لگاؤں گی

حسینؑ تیرے غموں میں جو روُنے والے ہیں
تیری قسم یہ نرالی توقیرؔ والے ہیں
گنُاہگار ہوں لیکن میں بخشاواؤں گی

شاعر: توقیر کمالوی
سوز: وحید کمالوی

رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی

رہائی قید سے زینبؑ کو جب ملی ہو گی
بنا حسینؑ کے وہ کیسے گھر گئی ہو گی

اے نانا تیرے نواسے کو تیری امت نے
دفن کیا ہے یا عریاں ہی بن میں چھوڑ دیا
بتولؑ زادی یہی بات سوچتی ہو گی

لٹیں تھیں دشت میں جو چادریں سیدانیوں کی
لوٹائیں عابدِؑ بیمار کو لعینوں نے
علیؑ کی لاڈلی حسرت سے دیکھتی ہو گی

وہ چھ ماہ کے بچے کو تیر مارا تھا
وہ شیر خوار کا لاشہ سناں پہ آیا تھا
بتولؑ لحد میں منہ اپنا پیٹتی ہو گی

رہائی قید سے۔۔۔۔

پڑے تھے لاشے جوانوں کے دشتِ کربل میں
پڑا تھا غازیؑ کا لاشہ بغیر شانوں کے
جوان بھائی کے شانوں کو ڈھونڈتی ہو گی

گیا جو قافلہ مقتل میں آلِ احمدؐ کا
ویران دشت میں ہر بی بی اپنے پیاروں کو
کڑکتی دھوپ میں رو رو کے ڈھونڈتی ہو گی

گئی تھی ساتھ تمہارے سکینہؑ کربل میں
کہاں ہے بھیا مجھے کیوں نظر نہیں آتی
بیمار صغریٰؑ یہ عابدؑ سے پوچھتی ہو گی

سنی جو بالی سکینہ نے، خبر یہ اخترؔ
کہ سب چلے ہیں مجھے چھوڑ کر مدینے کو
معصومہ قبر میں تنہا ہی رو رہی ہو گی

شاعر و سوز: اختر حسین اخترؔ

قافلہ قید سے جو چھٹ کے وطن جانے لگا

قافلہ قید سے جو چھٹ کے وطن جانے لگا
بھائی کی یاد میں زینبؑ کو بھی غش آنے لگا

کھولی جانے لگی بی بیؑ کے جو ہاتھوں سے رسن
یاد بانو کو سکینہؑ کا گلا آنے لگا

کون اب آ کے جلائے گا دیا زندان میں
یہ تصوّر دلِ مادر پہ ستم ڈھانے لگا

طوق گردن کا کٹا، کٹ گئی بیڑی لیکن
زخم گردن کا مگر خون میں نہلانے لگا

جب سنا مادرِ اکبرؑ نے وطن جانا ہے
خوف صغریٰؑ کے سوالات کا دِہلانے لگا

آ گئی مشکِ سکینہؑ اور علم آیا تو
بازوئے شاہِ شہیداں کا خیال آنے لگا

یادِ عبّاسؑ کی آئی جو دمِ رخصت تو
ایک دریا سا غم و یاس کا بل کھانے لگا

شاعر: عاصم رضوی
ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنی
سوز: عامر ملک و عابد ملک

اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں

کوفہ کو فتح کر کے عزادار آئے ہیں
قیدی ہلا کے شام کا دربار آئے ہیں
اشکوں کی نذر لے کے دل افگار آئے ہیں
زنداں سے چھٹ کے صاحبِ آزار آئے ہیں

قربانیوں کو صبر سے مُحکم بنا دیا
سب کو تمہارے درد سے مَحرم بنا دیا
ہر اہلِ دل کو صاحبِ ماتم بنا دیا
ماتم زدوں کے قافلہ سالار آئے ہیں

جس جس نے دل پہ داغ لیا تھا وہ ساتھ ہے
اکبرؑ کو صبر جس نے کیا تھا وہ ساتھ ہے
اصغرؑ کو نذر جس نے دیا تھا وہ ساتھ ہے
صورت دکھاؤ طالبِ دیدار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدؑ۔۔۔۔۔

تھے جس کے منتظر وہ خزینہ کہیں نہیں
وہ غم نصیب شاہِ مدینہ کہیں نہیں
سب ہیں تمہاری بالی سکینہؑ کہیں نہیں
کھو کر اُسے یہ بیکس و ناچار آئے ہیں

ساحل پہ کوئی روکنے والا نہیں رہا
کیا قافلہ حضورؑ کا پیاسا نہیں رہا
اب گھاٹ پہ فرات کے پہرا نہیں رہا
لے کر خبر یہ آپ کے غم خوار آئے ہیں

فریاد و اشک و آہ کی رخصت بھی مل گئی
ہاتھوں کو قید و بند سے فرصت بھی مل گئی
ماتم کی غم زدوں کو اجازت بھی مل گئی
مجلس کریں گے دھوم سے زوّار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدؑ۔۔۔۔

ارمانِ دلِ نبیؐ کے دل آرام ہے کوئی
اہلِ وطن سے جانِ وطن کام ہے کوئی
نانا کی قبر کے لیے پیغام ہے کوئی
یثرب کی سمت جانے کو تیار آئے ہیں

اُٹھو حسینؑ عابدِؑ بیمار آئے ہیں
زنداں سے چھٹ کے صاحبِ آزار آئے ہیں

شاعر: علامہ نجم آفندی

کربلا کے واقعہ کو ایک مدت ہوگئی
سیدِ سجادؑ کی آنکھوں میں اب تک شام ہے

اثرؔ ترابی

آج قبرِ مصطفےؐ پر

<table>
<tr><td>آج قبرِ مصطفےؐ پر ایک ہجومِ عام ہے
آگئی زینبؑ مدینے میں بپا کہرام ہے</td><td rowspan="7">شاعر: اثر ترابی

سوز: لالہ عبدالواحد قصوری</td></tr>
<tr><td>جھک گئے ہیں نوجوان کی لاش پر رن میں حسینؑ
کیا علی اکبرؑ کے ہونٹوں پر کوئی پیغام ہے</td></tr>
<tr><td>نامہ بر کو لاش بیٹے کی دکھا کر بولے شاہؑ
یہ ہے صغریٰؑ کی تمنا اس کا اکبرؑ نام ہے</td></tr>
<tr><td>کہتی تھی فضہؓ چھینی جاتی ہے زینبؑ کی ردا
یا علیؑ آؤ مدد کرنا تمہارا کام ہے</td></tr>
<tr><td>اپنے سائے سے بھی شرماتی تھی جو بی بی سدا
آج اُس کا سر کھلا ہے اور ہجومِ عام ہے</td></tr>
<tr><td>بے ردا زینبؑ ہے سورج آج کیوں چھپتا نہیں
وہ مدینہ تھا نبی کا یہ دیارِ شام ہے</td></tr>
<tr><td>کربلا کے واقعہ کو ایک مدت ہوگئی
سیدِ سجادؑ کی آنکھوں میں پھر بھی شام ہے</td></tr>
</table>

میں لٹ گئی ناناؐ

میں لٹ گئی ناناؐ میں لٹ گئی ناناؐ کرب وبلا کے رن میں گھر لٹ گیا میرا
کڑیل جوان اکبرؑ میرا گیسوؤں والا وہ شیر جس کو میں نے اٹھارہ سال پالا تیروں سے ہوا چھلنی اس شیر کا سینہ
ظالم نے تیر مارا معصوم کے گلے پر پیاسہ لہو میں ڈوبا بے شیر علی اصغرؑ مقتل مین رو رہا تھا بھائی میرا تنہا
کیسی تباہی لایا عاشور کا سویرا کبرا کی مانگ اجڑی قاسمؑ کا لٹا سہرا بے جرم گیا مارا اک رات کا دولہا
وہ جس کا نام پیاسے بچوں کی آس تھا جس کو لقب ملا تھا سقائے سکینہؑ وہ بھائی لبِ دریا مارا گیا پیاسہ

میں لٹ گئی نانا۔۔۔۔۔

بچوں کو جس پہ میں نے صدقے کیا تھانانا جو میرا بھائی مجھ کو تھاجان سے پیارا پامال ہوتے دیکھااُس بھائی کالاشہ
لوٹا ستم گروں نے میرے گھر کو جلایا اہل ستم نے نانااُس در کو جلایا رہتا تھا جس پہ نانا عباسؑ کا پہرا
جس بچی کا بستر تھا میرے بھائی کا سینہ کہتا تھا میرا بھائی جسے پیار سے سکینہؑ زندان میں کھو آئی زینبؑ وہ نگینہ
بلوے میں لعین لائے جس وقت رسن بستہ تھا حال عجب گوہرؔ عباسؑ کی خواہر کا مجمع تھا ہزاروں کا زینبؑ تھی بے ردا

شاعر: گوہرؔ جارچوی

کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں

کس طرح قید کٹی شام کے زندانوں میں بے ردا روتی رہی نانا مسلمانوں میں	شاعر و سوز: یوسف سردار
مار ڈالا تیرے شبیرؑ کو بے جرم و خطا پہرے دیتی رہی نانا میں بیابانوں میں	
مجھ کو بازار کا منظر نہ کبھی بھولے گا خطبے پڑھتی رہی میں کس طرح بیگانوں میں	
بیٹھے دربار میں تھے مل کے شرابی سارے با حیا کوئی نہ تھا وقت کے سلطانوں میں	
میں بھی روتی رہی دربار میں زہراؑ کی طرح اُس سقیفہ کے بنائے ہوئے ایوانوں میں	
گھر تیرا لوٹ کے پڑھتے رہے کلمہ ظالم نام لیتے رہے نانا تیرا اذانوں میں	
گرچہ کافر ہیں شیعہ پر یہ کہو تم کیا ہو جھانک کر دیکھ تو لو اپنے گریبانوں میں	

السلام علیک یاسیدہؑ

ہائے پردیس میں لٹ گئی ہے بہن ہائے بھائی میرا رہ گیا بے کفن
بلوہ ِ عام ہے سر پہ چادر نہیں بھائی کے خون سے سرخ ہے یہ زمین ہائے باندھی گئی بازوؤں میں رسن
ہر مصیبت کو تنہا اُٹھاتی ہوں میں مجھ کو رخصت کرو شام جاتی ہوں میں تازیانوں سے زخمی ہے میرا بدن
حشر تک ہم کو روئے گی کرب و بلا ہائے اہلِ حرم ہو گئے بے ردا ہو گیا رن میں برباد میرا چمن
ہائے اجڑی بہن کی ہے حسرت یہی بھائی کی لاش پر ہائے رو نہ سکی بے کفن بھائی ہے اور میں بے وطن

السلام علیک ۔۔۔۔۔	میرے عونؑ و محمدؑ مارے گئے اور سکینہؑ کے گوہر اُتارے گئے میرے قاسمؑ کا ٹکڑے ہوا ہے بدن
	ہائے اکبرؑ کا سینہ بھی چھلنی ہوا فرش سے عرش تک ایک کہرام تھا لاش اکبرؑ کی لائے جو شاہِ زمن میرے غازیؑ کے بازو ہوئے جو قلم خون میں تر بہ تر تھا جری کا علم بے اماں ہو گئی بنتِ خیبر شکن
شاعر: مجیب فاضلؔ	ہائے اصغرؑ کا جھولا جلایا گیا پانی تیروں سے اس کو پلایا گیا خاک پر سو گیا ہائے تشنہ دہن
	سلسلہ شہؑ کے ماتم کا جاری رہے آخری سانس تک پُرسہ جاری رہے ہو زباں پر محبؔ یا حسینؑ و حسنؑ

بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے

بیٹی علیؑ کی تربتِ زہراؑ پہ آئی ہے کرتا لہو بھرا ہوا بھائی کا لائی ہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں اُٹھو اُٹھو زینبؑ سے کربلا کا ذرا ماجرا سنو
اماں ہمارے رنج و مصائب ہیں درد ناک، اماں ہمارے قلب و جگر ہو چکے ہیں چاک اماں ہمارے نانا کی امت نے کی دغا اماں ہمارے خون کو سمجھے ہیں سب روا کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔
اماں ترس کے رہ گئے پانی کو ہم تمام اماں دیا نہ ہم کو کسی نے بھی اک جام اماں ہمارے مرد تہہِ تیغ ہو گئے اماں نہا کے خون میں بے چارے سو گئے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربتِ۔۔۔۔۔

اماں پڑے ہیں نہر پہ عباسؑ روٹھ کر ،اماں سکینہؑ سوتی ہے زنداں میں بے پدر اماں کہاں سے اکبرِؑ مہ رو کو لاؤں میں اماں کہاں سے اصغرؑ ناداں کو پاؤں میں کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔
اماں وہ میرے عونؑ و محمدؑ میرے پسر میدانِ کربلا میں پڑے ہیں کٹا کے سر اماں لہو میں ڈوب کے قاسمؑ بھی چل بسے اماں حسنؑ کو منہ نہ دیکھانے کے ہم رہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔
اماں حسینؑ کرب و بلا ہی میں رہ گئے اماں حسینؑ سارے مصائب کو سہہ گئے اماں حسینؑ مر گئے بے یار و بے وطن اماں حسینؑ کو نہ میسر ہوا کفن کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربتِ۔۔۔۔۔

اماں ہماری چادریں بھی چھن گئیں تمام اماں ہماری حال پہ ہنستے تھے اہلِ شام اماں وہ شامِ غربتِ شبیرؑ آہ آہ اماں وہ رات کالی وہ سنسان قتل گاہ کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں یہ حالِ عابدِ بیمارؑ ہو گیا ظالم سپاہ نے لے لیا بستر غریب کا اماں قدم قدم پہ اسیری رُلا گئی گردن میں طوق پاؤں میں زنجیر آ گئی کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں وہ بیبیوں کا تڑپنا وہ شور و شین اماں رہی گی یاد وہ آہ و بکا وہ بین اماں رباب روتی ہے اصغرؑ کو صبح و شام اکبرؑ کو یاد کرتی ہے لیلیٰ تشنہ کام کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔

بیٹی علیؑ کی تربتِ۔۔۔۔۔

بازو کے نیل دیکھئے اماں خدا گواہ مقتل کی گرد بن گئی افشاں خدا گواہ اماں یہ بے بسی یہ قیامت کی بے بسی اماں ہمارے حال پہ روتی ہے بے کسی کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔
اماں بتایئے تو میں اب جی کے کیا کروں کس طرح اب حسینؑ کی فرقت کا غم سہوں آئی فغاںؔ ندا کہ سرِ حشر ہم بھی اب کُرتا لہو بھرا ہوا رکھ دینگے پیشِ رب بیٹی تمہارا بھائی شہِ مشرقین ہے بیٹی تمہارے صبر میں فتحِ حسینؑ ہے کہتی ہے اے حسینؑ کی اماں۔۔۔۔

شاعر: حسن علی شیو جی فغاںؔ نوحہ خواں: حسن عباس احسن، حیدر آباد، دکن

https://www.youtube.com/watch?v=m08XjVr7iMU

گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا

گھر لوٹ کے گھر میں پہلا دیا کس طرح جلایا زینبؑ نے بس آہ بھری اور گُھٹ گُھٹ کے بیٹوں کو پکارا زینبؑ نے	شاعر: منیر احمد نوید
پھر کوئی ہوک اُٹھی دل سے پھر شامِ غریباں یاد آئی حجروں میں عونؑ و محمدؑ کے دیکھا جو اندھیرا زینبؑ نے	
کس طرح سے زینبؑ اور صغراؑ اک دوسرے کو پہچانے گی صغراؑ کے بال سفید ہوئے کیا کالا جوڑا زینبؑ نے	
غش آنے سے پہلے دونوں نے اک دوجے کو بس تھام لیا صغراؑ نے جو دیکھا زینبؑ کو، صغراؑ کو جو دیکھا زینبؑ نے	
اک شور اُٹھا اجڑے گھر میں ہائے اکبرؑ ہائے اصغرؑ صغراؑ نے سنبھالا زینبؑ کو، صغراؑ کو سنبھالا زینبؑ نے	
بھائی کی یاد میں جیتے جی آنکھوں سے بہایا اک دریا بیٹوں کی یاد میں جیتے جی آنسو نہ بہایا زینبؑ نے	
نبیوںؑ کی وراثت کے وارث کی امانت دار بہن تھی نویدؔ توحید کے بار کو شانوں پر تنہا ہی اُٹھایا زینبؑ نے	

ویرانی ویرانی ویرانی ویرانی

ویران گھروں کی ویرانی

ویران گھروں کی ویرانی زینبؑ کو اور رولائے
چالیس گھروں میں جا جا کر کس کس کا سوگ منائے

اک آنگن میں امِ سلمیٰ صغریٰؑ کے آنسو پُونچھے
دل پر اپنے پتھر رکھ کر بی بی سے آ کر بولے
صغریٰؑ اُٹھ جا ان رستوں سے اب کوئی نہیں جو آئے

اک آنگن میں فضّہ بیٹھی ہر لمحہ یہی سوچے
جا کر زہراؑ کی تُربت پر کیا بات کنیز یہ بولے
کیسے زینبؑ دربار گئی کیا زہرا کو بتلائے

اک آنگن میں بیمار پسر آنکھوں سے خون بہائے
بازاروں کا ہر اک منظر اشکوں میں ڈھلتا جائے
سجادؑ بہت صابر ہے مگر اب کتنا صبر دکھائے

ویران گھروں۔۔۔۔۔

اک آنگن میں بیٹھی ہے وہ یٰس کا سورہ کھولے
وہ ذکرِ نبیؐ کے لفظوں میں ہمشکلِ نبی کو ڈھونڈے
روضے پہ نبیؐ کے آجائے جب یاد اکبرؑ کی آئے

اک آنگن میں عبد اللہ اور زینبؑ بیٹھے ہیں تنہا
وہ عونؑ و محمدؑ کے غم میں اک دوسرے کو دیں پرسہ
دے داد پدر ہر حملے پر جب مادر جنگ سنائے

کل تک اکبرؑ اک زہراؑ تھی جو بین کیا کرتی تھی
بابا کی جدائی کے غم میں وہ آہیں بھرا کرتی تھی
اور آج بنی ہاشم کے مکاں سب بیت الحزن ہے ہائے

شاعر: حسنین اکبرؔ
سوز: اصغر خان

بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو

بازار کے منظر کو اور اپنے کھلے سر کو بھولی نہیں میں
اپنے بندھے ہاتوں کو بیمار کے زیور کو بھولی نہیں میں

اُٹھتی ہوئی آندھی کو وحشت کو بیاباں کو
چھپتے ہوئے سورج کو تاریکی کو میداں کو
چلتے ہوئے خنجر کو نیزے پہ ترے سر کو بھولی نہیں میں

معصوم سکینہؑ کو بڑھتے ہوئے نیزوں کو
رستے ہوئے گالوں کو بے رحم طمانچوں کو
رستے ہوئے کانوں کو کھنچتے ہوئے گوہر کو بھولی نہیں میں

لہراتے ہوئے نیزہ ہائے شمر کا وہ بڑھنا
آ آ کے مرے پیچھے ہر بی بی کا وہ چھپنا
شعلوں میں گھرے گھر کو چھنتی ہوئی چادر کو بھولی نہیں میں

بازار کے منظر۔۔۔۔

جس رات میں تنہا تھی اُس رات کے ڈھلنے کو
ٹوٹے ہوئے نیزے کو اُس رات کے پہرے کو
بچوں کے سسکنے کو اور راکھ کے بستر کو بھولی نہیں میں

یاد آجاتا ہے اک ماں کا وہ خاک میں دھنس جانا
اور آگ کے شعلوں میں وہ ماں کا جھلس جانا
جلتے ہوئے جھولے سے لپٹی ہوئی مادر کو بھولی نہیں میں

فضّہ کو مرا بھائی ماں کہہ کے بلاتا تھا
دم اُس کا مرے بھائی کے نام پہ جاتا تھا
رُتبے میں جو ماں بن کر آئی اُسی مادر کو بھولی نہیں میں

اک چاند تھا بدلی میں چھپتا تھا نکلتا تھا
پردہ درِ خیمہ کا اُٹھتا کبھی گرتا تھا
وہ خیمہِ لیلیٰؑ سے ہائے رخصتِ اکبرؑ کو بھولی نہیں میں

بازار کے منظر۔۔۔۔۔

ہے آج بھی وہ گریہ، ہے آج بھی وہ زاری
ہے آج بھی پتھر کے سینے سے لہو جاری
روتے ہوئے پتھر کو پتھر پہ رکھے سر کو بھولی نہیں میں

یاد آتا ہے دلہن کو غش کس طرح آئے تھے
اک گھٹڑی شہہِ والا جب کاندھوں پہ لائے تھے
اُس لاش کی گھٹڑی کو اُس خوں بھری چادر کو بھولی نہیں میں

ان شام کی گلیوں کو جن سے کھلے سر گزرے
جس در سے گزرنے میں تھے سولہ پہر گزرے
دربار کے اُس در کو اور شامیوں کے شر کو بھولی نہیں میں

آتی ہے نویدؔ اب بھی آواز یہ زینبؑ کی
ہے مجھ کو قسم صدیوں سے سوکھے ہوئے لب کی
پیاسے علی اصغرؑ کو سوکھے ہوئے ساغر کو بھولی نہیں میں

شاعر: میر احمد نویدؔ

نہ شام کا زنداں یاد رہا

نہ شام کا زنداں یاد رہا نہ اپنا کھلا سر یاد رہا
بھائی کے گلے پر چلتا ہوا زینبؑ کو خنجر یاد رہا

دو منظر شامِ غریباں کے سجادؑ کی آنکھ نہیں بھولی
اک سر نیزے پر یاد رہا اک سر بے چادر یاد رہا

بس یاد رہا تو سواری کا وہ مقتل سے خالی آنا
نہ اس کو تمانچے یاد رہے نہ اس کو گوہر یاد رہا

نہ درد تھمانہ ہاتھ ہٹا اک پل بھی ماں کا سینے سے
لیلیٰؑ کو برچھی یاد رہی لیلیٰؑ کو اکبرؑ یاد رہا

کیسا پانی کیسا سایہ جب دیکھو دھوپ میں بیٹھی ہے
سائے میں جانا بھول گئی بس ماں کو اصغرؑ یاد رہا

نہ شام کا زنداں۔۔۔۔

صغراؑ کی گود میں اصغرؑ کا جا کر نہ کسی صورت آنا
زنداں میں سکینہؑ کو ہر دم رخصت کا منظر یاد رہا

خوں رستے ہوئے زخموں کی قسم قیدی بازار نہیں بھولا
نہ یاد رہی بیڑی اس کو نہ طوق نہ زیور یاد رہا

عابدؑ سے نہ پوچھا صغراؑ نے بس خوں روتے اسے دیکھا کی
بازار کا منظر کیا پوچھے سجادؑ کو کیوں کر یاد رہا

وہ آگ میں جلنا جھولے کا وہ شام ربابؑ نہیں بھولی
آنا وہ عدو کا آگ لئے خیموں کے اندر یاد رہا

ماتم کرتا سینے میں دھڑکتا دل ہر دم کہتا ہے نویدؔ
شبیرؑ کا غم دھڑکن کی قسم اس دل کو برابر یاد رہا

شاعر: میر احمد نویدؔ

گھبرائے گی زینبؑ

گھبرائے گی زینبؑ ، گھبرائے گی زینبؑ
بھیا تمہیں گھر جا کے کہاں پائے گی زینبؑ

کیسا یہ بھرا گھر ہوا برباد الٰہی   کیا آئی تباہی
اب اس کو نہ آباد کبھی پائے گی زینبؑ   گھبرائے گی زینبؑ

گھر جا کے کسے دیکھے گی قاسمؑ ہیں نہ عبّاسؑ   اکبرؑ سے بھی ہے یاس
اپنے علی اصغرؑ کو کہاں پائے زینبؑ   گھبرائے گی زینبؑ

پوچھیں گے جو سب لوگ کہ بازو پہ ہوا کیا   یہ نیل ہے کیسا
کس کس کو نشاں رسی کے دکھلائے گی زینبؑ   گھبرائے گی زینبؑ

پھٹ جائے گا بس دیکھتے ہی گھر کو کلیجہ   یاد آؤ گے بھیا
دل ڈھونڈے گا تم کو تو کہاں پائے گی زینبؑ   گھبرائے گی زینبؑ

گھبرائے گی زینبؑ۔۔۔۔

بن بیٹوں کے کہلائی تو کہلائی میں لیکن — یہ کیسے ہو ممکن
بن بھیا کے کہلائی تو مر جائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

بے پردہ ہوئی قید بھی خواہر نے اٹھائی — پر موت نہ آئی
کیا جانئیے کیا کیا ابھی دکھ پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

شاعر: چھنولال دلگیرؔ (تاریخِ پیدائش:۱۷۸۰)

شاعر کے تعارف کیلئے مندرجہ ذیل لنک پر جائیں

https://www.youtube.com/watch?v=Q7TBrcnQZBw

https://www.youtube.com/watch?v=afDtSf0E-LM

https://www.youtube.com/watch?v=uv_QEsNVF-4

سلامِ آخر

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا
غریب دیتے ہیں پرسہ تمہارے پیاروں کا

سلام ان پر جنہیں شرم کھائے جاتی ہے
کھلے سروں پہ اسیری کی خاک آتی ہے

سلام بھیجتے ہیں اپنی شہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے مرتے وقت گھر سرور

مسافرت نے جسے بے بسی یہ دکھلائی
نثار کردیے بچے نہ بچ سکا بھائی

اسیر ہو کے جسے شامیوں کے نرغے میں
حسینیت ہے سکھانا علیؑ کے لہجے میں

سکینہؑ بی بی تمہارے غلام حاضر ہیں
بجھے جو پیاس تو اشکوں کے جام حاضر ہیں

یہ سِن یہ حشر یہ صدمے نئے نئے بی بی
کہاں پہ بیٹھی ہو خیمے تو جل گئے بی بی

جناب مادرِ بے شِیر کو بھی سب کا سلام
عجیب وقت ہے کیا دیں تسلیوں کا پیام

پہاڑ رات بڑی دیر ہے سویرے میں
کہاں ہو شام غریباں کے گھپ اندھیرے میں

ابھی کلیجے میں اک آگ سی لگی ہو گی
ابھی تو گود کی گرمی نہ کم ہوئی ہو گی

نہیں اندھیرے میں کچھ سوجھتا کہاں ڈھونڈیں
تمہارا چاند کہاں چھپ گیا کہاں ڈھونڈیں

نہیں لعینوں میں انساں کوئی خدا حافظ
درندے اور یہ بے وارثی خدا حافظ

نہ اس طرح کوئی کھیتی ہری بھری اجڑی
تمہاری مانگ بھی اجڑی ہے کوکھ بھی اجڑی

سلام محسنِ اسلام خستہ تن لاشوں
سلام تم پر شہیدوں کے بے کفن لاشوں

بچے تو اگلے برس ہم ہیں اور یہ غم پھر ہے
جو چل بسے تو یہ اپنا سلام آخر ہے

شاعر: سید آلِ رضا
نوحہ خواں: ناصر جہاں

روزِ محشر

روزِ محشر خدا کے سامنے جب بے ردا بنتِ زہراؑ جائیں گی ہچکیاں سسکیاں وہ لے لے کر نوحہ شبیرؑ کا سنائیں گی	شاعر: خرم اور عمران التمار
سن کے زینبؑ کی آہ و زاری کو ہائے روتی رہی ہے ماں زہراؑ کچھ تبرکات کربلا والے ساتھ لائیں ہیں اپنے ماں زہراؑ لرز جائے گا حشر کا میدان خون بھرا کرتا جب دکھائیں گی	
کیسا تھا امتحان یہ تیرا جس میں گھر لوٹا میرا سارا گیا دین تو بچ گیا تیرا اللہ بھائی میرا حسینؑ مارا گیا آج محشر کے روز بھی زینبؑ پرسہ شبیرؑ کا کرائیں گی	ناظم پیار علی، انجمن شباب المومنین
تیرے پیارے نبیؐ کی امت نے میرے بھائی کو مجھ سے چھین لیا واسطے میں نے لاکھ تیرے دیئے پھر بھی سر سے ردا کو چھین لیا کوئی میری مدد کو نہ آیا رو کے زینبؑ یہ کہتی جائیں گی	
نصرتِ دین کے لئے اللہ میرے بھائی نے دے دیا اکبرؑ جب بچا نہ کوئی جواں اُس کا ہائے چھ ماں کا دے دیا اصغرؑ بے مثل بن گئی یہ قربانی دین کو رنگ جو لگائیں گی	سوز: عقیل حسین

باب نمبر 3: کربلا جاری ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ، باب الحوئج حضرت موسیٰ کاظم اور غریب الغرباء حضرت امام علی رضاؑ کے نوحے

کیوں آلِ محمدؐ کے لئے وقف جہاں میں
تلوار ہے زندان ہے اور زہرِ وغا ہے

بابا نثارؔ حیدری

جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے

جعفرؑ کا رونے والوں تابوت اُٹھ رہا ہے پھر فاطمہؑ کے گھر میں فرشِ عزا بچھا ہے
کاظم تڑپ تڑپ کر یہ بین کر رہے ہیں افسوس میرا بابا مجھ سے بچھڑ گیا ہے
مثلِ حسنؑ جگر ہے جعفرؑ کا ٹکڑے ٹکڑے حاکم نے زہر ہائے معصوم کو دیا ہے
ہر ظلم سہہ رہے ہیں جعفرؑ امامِ صادق فرزندِ سیدہؑ پر کیسا ستم ہوا ہے
ہر ظلم کلمہ گو نے ساداتؑ پر ہے ڈھایا اولادِ مصطفےٰؐ پر غربت کی انتہا ہے
قیدِ ستم میں جعفرؑ روتے ہیں شاہؑ دین کو مولا کی چشمِ تر میں صحرا کربلا ہے
کہدو محبؔ یہ جا کر کم ظرف مفتیوں سے سب سے بڑی عبادت ماتم حسینؑ کا ہے

شاعر: محبؔ فاضلی

سوز: عامر ملک و عابد ملک

ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں

ہائے موسیٰ کاظمؑ کی میت کو رلایا کیوں
امت نے محمدؐ کی بیٹیؑ کو ستایا کیوں

میرے لال میں زہراؑ ہوں تیری لاش پہ آئی ہوں
میں تنہا نہیں آئی زینبؑ کو بھی لائی ہوں
میں لوگوں سے پوچھوں گی یہ ظلم کمایا کیوں

کیا خوفِ خدا نہ تھا ظلمت کے خداؤں میں
جب طوق تھے گردن میں زنجیر تھی پاؤں میں
پھر اتنی بلندی سے لاشے کو گرایا کیوں

بغداد میں کیا سارے اہلِ ایمان نہ تھے
وہ لوگ درندے تھے یا پھر انسان نہ تھے
ایوب نے تنہا ہی لاشے کو اٹھایا کیوں

شاعر و سوز: اختر حسین اختؔر

ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ

ہائے تیر الاشہ ہائے تیر الاشہ ہائے موسیٰ کاظمؑ ہائے تیر الاشہ یادِ حسنؑ میں خونِ جگر سے لپٹا ہوا تھا ہائے تیر الاشہ
جلتی زمیں تھی لاشہ پڑا تھا مشکل میں میرا مولا رضاؑ تھا کیسے اُٹھا تھا، کیسے اُٹھاتا اک تیر الاشہ
دے دیتے اجازت غازیؑ کو سرورؑ جلتے نہ خیمے چھنتی نہ چادر بازو نہ کٹتے کنبہ نہ لُٹتا اُٹھتا نہ کیونکر ہائے تیر الاشہ
چودہ برس جو قیدی رہا تھا نظروں میں منظر تھا کربلا کا عابدؑ نظر میں زینبؑ رسن میں اس غم میں تڑپا ہائے تیر الاشہ
خنجر چلا تھا پیاسا گلا تھا گودی میں میری بیٹا میرا تھا دیکھا تھا میں نے اک وہ بھی منظر دیکھا ہے میں نے ہائے تیر الاشہ
جس نے اُٹھایا اک ایسا لاشہ برچھی میں بیٹا جس کا جگر تھا وہ کربلا سے آیا اُٹھانے اکبرؑ کا بابا ہائے تیر الاشہ

شاعر: عاصم رضوی

سوز: عامر ملک، عابد ملک و حسنین ملک

ناظم پارٹی، انجمن شباب المومنین

مظلومِ بے وطن یہ میرا مولا رضاؑ ہے

مظلومِ بے وطن یہ میرا مولا رضاؑ ہے
ہائے جِس کو زہر لوگو مُسلماں نے دیا ہے

سب آنکھیں کرو بند دُہائی ہے دُہائی
اِک بی بیؑ عزادارو یہاں شام سے آئی
لِپٹی ہے جنازے سے نہیں سر پر رِدا ہے

آئے ہیں جنازے پہ نبیؐ شاہِ اُمم بھی
کلثومؑ رقیہؑ بھی ہے معصومہِ قمؑ بھی
وہ بی بیؑ ہے کربل میں جِلی جسکی عبا ہے

مامون عباسی کی عنایت ہے یہ لوگو
ہائے آلِ پیمبرؐ سے عداوت ہے یہ لوگو
سیّدوں پہ ذرا دیکھو یہ اُمت کی جفا ہے

روتے ہیں فرشتے بھی زمیں اور زماں بھی
ہائے لوح و قلم عرشِ بریں کون و مکاں بھی
خیرُ النساء کے لعل کے ماتم کی صدا ہے

شاعر و سوز: لال حسین حیدری

دُعا

برائے نبیؐ یا علیؑ یا بتولؑ
برائے دو ریحانِ باغِ رسولؐ

سجادؑ و باقرؑ شہہِ اولیاء
جعفرؑ و کاظمؑ برائے رضاؑ

برائے تقیؑ یا نقیؑ یا حسنؑ
برائے ظہورِ امامِ زمنؑ

مولا جو شاہ کے عزادار ہوں
نہ محتاج ہوں اور نہ بیمار ہوں

جو بیمار ہوں وہ پائیں شفا
جو ہوں قید مومن وہ ہوئیں رہا

ہمیشہ رہے زور اسلام کا
عدالت و مرغوب حکام کا

شہہِ دیں کا یہ ماتم جاری رہے
صدآحشر تک یہ پرسہ داری رہے

مشکل کشاء دو جگ کا مشکل کشائی کر
ہر اک محب مولائی کی حاجت روائی کر
فلک کے روندے ہوئے دینا کے ٹھکرائے ہوئے
ہم بھی آئے ہیں تیرے در پہ ہاتھ پھیلائے ہوئے

از قلم: باباصدا حسین شاہ

التماسِ دعا